سرائیکی دیوان

سچل سرمست

Gul Hayat Institute

سرائیکی دیوان

سچل سرمست رح

ترتیب و ترجمہ

صدیق طاہر

پاکستان فاؤنڈیشن

۶۵۔ شاہراہِ قائدِاعظم لاہور

طابع	پاکستان فاؤنڈیشن ۶۵۔ شاہراہ قائداعظم لاہور
ناشر	ریاض انور سیکرٹری جنرل پاکستان فاؤنڈیشن
مطبع	نقوش پریس لاہور
بار اول	۱۹۷۸ء
سرورق	موجد
کتابت	فقیر نور جعفری
قیمت	[redacted] روپے

rekhta

Gul Hayat Institute

فہرست مضامین

پیش لفظ ۴
عرض حال ۶
حضرت سچل سرمستؒ کی زندگی اور شاعری ۹
دعا .... صفحہ ۲۵
نعت ۲۶
حسن و عشق
۱. ڈوہڑے ۲۹
۲. کافیاں
۳. سی حرفیاں
۴. غزلیں
ہیر رانجھا
۱. ڈوہڑے ۱۲۵
۲. کافیاں
۳. سی حرفیاں
تصوف
۱. ڈوہڑے ۱۹۵
۲. کافیاں
۳. سی حرفیاں
۴. غزلیں
وتج درازیں دیرہ ۲۵۶

پیش لفظ

حضرت سچل سرمستؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ وادی سندھ کے عظیم المرتبت صوفی بزرگ اور فارسی، سندھی اور سرائیکی کے قادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ اور ان کا سندھی اور سرائیکی کلام شہر شہر اور بستی بستی میں اہل صفا اور اہل دل میں یکساں مقبول ہے۔ ان کے کلام کی شیرینی اور معنی کی گہرائی لوگ پڑھتے ہیں اور موسیقی کی لہروں میں ڈھل کر جب دل میں اترتا ہے۔ تو سننے والوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ صوفی شعراء کا کلام وادی سندھ کی فکری یک جہتی کا آئینہ دار ہے۔ شاہ لطیفؒ، سچل سرمستؒ سے لیکر خواجہ فریدؒ تک آپ کو حسن و خیر کی ایک ہی لہر رواں دواں نظر آئے گی۔ انہی بزرگوں کے فکر و نظر کے باعث پاکستان کے مختلف خطوں اور زبانوں کے درمیان ایک سا تصور حیات نظر آتا ہے۔ ان شعراء کے کلام کی ترویج دراصل قومی یکجہتی کو مضبوط تر کرنے کی ایک اہم کوشش کے مترادف ہے۔ پاکستان فاؤنڈیشن کا بنیادی مقصد پاکستانی قومیت اور قومی یکجہتی کو فروغ دینا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر ہم حضرت سچل سرمستؒ کا سرائیکی دیوان آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ سچل سرمستؒ کا سرائیکی کلام سندھ کے مختلف اداروں نے سندھی رسم الخط میں شائع کیا ہے لیکن سندھی رسم الخط سے عدم واقفیت کی بنا پر سندھ سے باہر سرائیکی عوام ان کے کلام سے استفادہ کرنے سے معذور تھے۔ اور یہ ان کا دیرینہ مطالبہ تھا۔ کہ سچل سائیں کے کلام کو سرائیکی رسم الخط میں شائع کیا جائے۔ اسکے علاوہ سچل کا کلام اردو ترجمہ کے ساتھ کسی نے شائع کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ کہیں کہیں آپ کو انکے کلام کا منظوم اردو ترجمہ مل جائیگا۔ لیکن ان کے دیوان کو کسی منصوبے کے تحت اردو میں منتقل کرنے کی کبھی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ حالانکہ بہت سے غیر سرائیکی دانشوروں کا تقاضہ رہا ہے۔ کہ ان کے کلام کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ تاکہ انہیں انکے خیالات تک رسائی ہو سکے۔ اور وہ اس پر تحقیق کر سکیں۔

Gul Hayat Institute

ان تقاضوں کو پورا کرنے اور سچل سائیں کے کلام کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر روشناس کرانے کیلئے ہم نے صدیق طاہر سے استدعا کی۔ کہ وہ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ انہوں نے یہ کام بہت ہی قلیل وقت میں اور بہت ہی محنت کے ساتھ سرانجام دیا ہے جس کیلئے ہم ان کے انتہائی شکر گذار ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ سچل سائیں کے کلام کو سمجھنے کیلئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی

(ریٹائرڈ) جسٹس سردار عبد الجبار خان
چیئرمین پاکستان فاؤنڈیشن

عرض حال

حضرت سچل سرمستؒ ملک کے عظیم المرتبت صوفی شعراء کے سرخیل ہیں۔ جنہوں نے کئی زبانوں کو ذریعہ اظہار بنایا۔ اور مطالب کو عام فہم اور آسان لہجہ میں بیان کیا ہے۔ وحدت الوجود کے نظریہ کی عوامی زبانوں میں تشریحات خاص طور پر دلچسپ ہیں۔ کہ انہوں نے عوامی لوک داستانوں کی تلمیحات کو بڑی وسعت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ مثلاً حضرت سچل سرمستؒ نے ہیر اور رانجھا کے رومان کے کرداروں کو اس کثرت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ کہ ان کے کلام میں ہیر رانجھا کے عنوان سے ان کے کلام کا الگ باب باندھا ہے۔ حضرت سچل کے سرائیکی کلام کا ایک بہت بڑا حصہ سندھ میں چھپ چکا ہے۔ لیکن اپنی مقبولیت کے باوجود سندھ سے باہر ان کا کلام زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا۔ یہ کتاب اس کمی کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے۔

اس سلسلہ میں جناب ریاض انور اور جناب میر حسان الحیدری کے مشوروں اور رہنمائی کیلئے میں ان کا شکر گذار ہوں

جہاں تک اردو ترجمہ کا تعلق ہے۔ اس میں کلام کا مکمل مفہوم ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تشریح اور تفسیر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ جہاں تک رسم الخط کا تعلق ہے حضرت سچل سرمست کا سرائیکی کلام سندھی رسم الخط میں شائع ہوتا رہا ہے۔ حالانکہ جملہ سرائیکی مطبوعات اپنے مخصوص حروف تہجی کے اضافے کے ساتھ اردو رسم الخط میں شائع ہو رہی ہیں۔ اس لئے غیر سرائیکی احباب کی سہولت کیلئے اس زبان کے مخصوص حروف ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

ٻ ۔ ٻاھ بمعنی بازو   ڈ ۔ ڈھ بمعنی مٹی کا ٹکڑا   ڻ ۔ گھاڻی بمعنی کولھو

Gul Hayat Institute

ج ۔ جنگھ معنی ٹانگ گ ۔ گاری ۔ معنی پھندا

امید ہے ۔ قارئین اپنی قیمتی آراء سے آگاہ کرکے ممنون فرمائیں گے ۔ خاص طور پر ترجمے کے بارے میں آپ کی آراء کا شدت سے منتظر رہوں گا ۔ ممکن ہے مجھ سے کہیں کوتاہی ہوگئی ہو ۔ اور میں کسی شعر یا لفظ کا صحیح مفہوم منتقل نہ کرسکا ہوں ۔ ایسے الفاظ یا اشعار کی نشان دہی ضرور کیجئے ۔ تاکہ آئندہ دوسرے ایڈیشن میں درستی کردی جائے

میاں شفیق طاہر
۱۵ مئی ۱۹۹۶

شارع شیخ زید ۔ رحیم یار خان

حضرت سچل سرمستؒ

زندگی اور شاعری

سندھ کے صوفی شعراء میں شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے بعد سچل سرمستؒ سب سے زیادہ مقبول عوامی شاعر ہیں ۔ اور آپ کی وسعت اظہار کا یہ عالم ہے ۔ کہ آپ نے سندھی زبان کے علاوہ سرائیکی ۔ ہندی اردو اور فارسی زبانوں کو بھی اسی کامیابی کے ساتھ میدان سخن بنایا ہے ۔ کہ ان کی قدرت کلام اور پرگوئی کا امتیاز ہر جگہ یکساں طور پر قائم ہے ۔ عوام میں ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے ۔ کہ موصوف کی وفات کے تقریباً ڈھائی سو سال بعد آج بھی عقیدت مندوں کا ایک اژدہام ہر وقت درازا ضلع خیرپور میں آپ کے مزار پر موجود رہتا ہے ۔ اور رمضان المبارک میں عرس کے دنوں میں ہر مذہب و خیال کے ہزاروں عقیدت مند دور دور سے آکر مزار پر حاضری دیتے ہیں اور سکون قلب حاصل کرتے ہیں

سچل کا خاندان ۔ سچل سرمستؒ جن کا اصل نام عبدالوہاب تھا ۔ ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۱ء میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے دادا حضرت میاں صاحب ڈنہؒ نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے ۔ جن کی فضیلت کا شہرہ دور دور تک تھا ۔ ان کے دو صاحبزادے میاں صلاح الدین اور میاں عبدالحق تھے ۔ آپ کے والد میاں صلاح الدین کے انتقال کے وقت سچل سرمستؒ کی عمر صرف چھ سال تھی ۔ چنانچہ سچل کی پرورش ان کے چچا میاں عبدالحق نے کی جنہیں بعد میں آپ نے اپنا مرشد اور رہنما بنالیا اس کا ذکر آپ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ اسی طرح کیا ہے ۔ جیسے حضرت خواجہ غلام فرید نے اپنے برادر بزرگ

Gul Hayat Institute

اور مرشد فخر الدین کا ذکر اپنے کلام میں اکثر مقامات پر آتے ہیں۔ سچل نام بھی میاں عبدالحق نے دیا تھا جسے انہوں نے اپنا لیا۔ اور آپ نے سچل، سچو، سچیڈنو اور سچو شعروں میں بطور تخلص استعمال کیا۔ البتہ فارسی اشعار میں انہوں نے بجائے خدائی اور آشکار دو مختلف تخلص اختیار کیے۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ آج عبدالوہاب خدائی یا آشکار سے تو واقف نہیں۔ البتہ سچل سرمستؒ کو دنیا جانتی ہے۔ اور سندھ میں متعدد ممتاز تعلیمی اور رفاہی اداروں کے نام سچل سرمست کے نام پر رکھے گئے ہیں

سچل سرمستؒ کا سلسلہ نسب ۳۶ ویں پشت میں حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے

معتبر روایات کے مطابق سچل سرمستؒ کے جد امجد شیخ شہاب الدین فاروقی عرب سے فاتح سندھ محمد بن قاسم کے ساتھ تھے۔ اور محمد بن قاسم نے فتح سیوستان (سیون) کے بعد ان کو وہاں کا گورنر مقرر کیا۔ جہاں ان کا انتقال ۹ محرم ۹۵ھ میں ہوگیا۔ بعد ازاں گورنری کا عہدہ پشت بہ پشت منتقل ہوتا رہا۔ یہ سلسلہ محمود غزنوی کے حملہ تک جاری رہا۔ اس خاندان کے دو افراد شیخ بدرالدین اور ابو سعید سیون شریف سے ہجرت کر کے قصبہ کالڑی میں مقیم ہوئے۔ اور عرصہ دراز تک عبادت و ریاضت فرمائی۔ روایت ہے۔ کہ حضرت غوث بہاؤالحق ذکریاؒ ملتانی جب سندھ تشریف لائے۔ تو ان دونوں بھائیوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

ابتدائی تربیت سچل سرمستؒ بچپن ہی سے سادہ مزاج اور خلوت پسند تھے۔ تعلیم کی طرف بہت توجہ تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حافظ محمد عبداللہ سے لی۔ جن کا مزار آپ کے روضہ کے اندر ہے۔ آپ نے جلد ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ دینی تعلیم و ہدایات اپنے بزرگ دادا حضرت صاحب ڈنؒ سے حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد میاں عبدالحق مسند نشین ہوئے۔ تو آپ نے انہی سے بیعت کر لی

حضرت سچل سرمستؒ ابتداء میں صوم و صلوٰۃ کے بہت پابند تھے۔ مگر بعد میں صوم صلوٰۃ کی یہ پابندی وجد و استغراق میں محو ہوگئی۔ شکار کھیلنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی کبھی کوئی جانور

اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ آپ خانگی زندگی سے بھی آزاد رہنا چاہتے تھے۔ شرعی حدود کی تکمیل کے لیے آپ کے بزرگ چچا اور مرشد نے اپنی صاحبزادی آپ کے عقد میں دے دی۔ مگر آپ لاولد رہے

حضرت سچل سرمستؒ کی ولایت کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں۔ ابھی بہت کم عمر تھے۔ کہ شاہ لطیف بھٹائیؒ نے آپ کو دیکھا۔ اور کہا۔ کہ عشق کی جو دیگ ہم نے چڑھائی ہے۔ یہ بچہ اس کا ڈھکنا کھولے گا۔ مرزا علی قلی بیگ اور مولانا محمد صادق رانی پوری نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے۔ مولانا لطف اللہ شکار پوری نے "تذکرہ لطیفی" میں لکھا ہے:۔

"بہاول پور کے ایک بزرگ حضرت محکم الدین سیرانیؒ اس طرف سے گزرے۔ مولانا عبدالحق نے سچل سرمست کو ان کے خیر مقدم کیلئے بھیجا۔ حضرت محکم الدین سیرانی نے ان کو دیکھ کر گھوڑا روک لیا اور کہا۔ کہ آپ ہمارا استقبال کرنے آئے ہیں۔ تو ہم بھی آپ کو تحفہ دینگے۔ یہ کہہ کر آپ نے سارنگی سے ایک تار نکالا۔ سچل کے سینہ پر پھیر دیا۔ کہتے ہیں۔ اسی وقت آپ پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ وہیں سے آپ کی شاعری کا آغاز ہوتا ہے۔ گویا حضرت محکم الدین سیرانی نے ایک اشارے سے سچل کو سرمست بنا دیا"

سچل سرمست کی شاعری تذکرہ نگار اس بات پر بھی متفق ہیں۔ کہ سچل سرمستؒ پندرہ برس کی عمر میں شعر کہنا شروع کر گئے۔ اور پچھتر برس یعنی اواخر عمر تک شعر کہتے رہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سندھ کا کوئی بھی شاعر ایسا نہیں ہے۔ جس نے مختلف زبانوں میں اس کثرت سے شعر کہے ہوں اور اتنا سرمایہ سخن چھوڑا ہو۔ عام روایت یہ ہے۔ کہ آخر عمر میں سچل سرمست نے اپنے کلام کا ایک بہت بڑا حصہ اس خیال سے تلف کر دیا۔ کہ لوگ اسے سمجھ نہیں سکیں گے۔ اور گمراہ ہونگے۔ پھر بھی ایک محقق مرزا علی قلی بیگ کی تحقیق کے مطابق سچل سرمست نے رحلت کے وقت نو لاکھ ۲۶ ہزار چھ سو چھ اشعار پر مشتمل ذخیرہ کلام چھوڑا۔ جس سے ان کا ذخیرہ کلام مندرجہ ذیل مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی شکل میں موجود ہے:۔

Gul Hayat Institute

۱. سندھی وسرائیکی کافیاں ڈوہڑے ۲. قتل نامہ سندھی ۳. مرغ نامہ سندھی
۴. وحدت نامہ سندھی ۵. اردو غزل ۶. جھولنا اور گھڑو لیالہ۔ سندھی مرثیہ
۸. دیوان آشکار فارسی ۹. رازنامہ فارسی ۱۰. وحدت نامہ فارسی ۱۱. رہبر نامہ فارسی
۱۲. گدازنامہ فارسی ۱۳. وصلت نامہ فارسی ۱۴. تارنامہ فارسی ۱۵. ساقی نامہ فارسی
۱۶. بحر طویل فارسی

سچل سرمستؒ کا کلام محبت و سوز۔ درد و گداز۔ جذب کیف اور موج ومستی کے فلسفہ کا ایک لازوال سرمایہ ہے۔ کہتے ہیں جب آپ پر جذب ومستی کی کیفیت طاری ہوتی۔ تو بے اختیار آپ کے آنسو جاری ہوجاتے۔ اور آپ شعر کہنے لگتے۔ اس وقت جو طالب یا کاتب موجود ہوتا لکھتا جاتا۔ فلسفہ حیات۔ انسانی ارتقاء و تنزلی۔ جذبہ عشق و معرفت و بے خودی اور جمال ازلی کے سربستہ رموز اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ سامع یا قاری پر بھی اسی طرح کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے

آپ کی شاعری کا بنیادی فلسفہ وحدت الوجود ہے جس کا ذکر انہوں نے بار بار کیا ہے۔ سچل سرمست کے بعض اشعار میں تو یہ توضیح بھی ملتی ہے۔ کہ انہوں نے تبلیغ حق اور تصوف کے فروغ کیلئے شاعری کو ذریعہ اظہار بنایا ہے۔ آپ کے کلام میں نفی و اثبات و فنا و بقا۔ ذکر و فکر حال و قال ہمہ اوست اور وحدت الوجود جیسے مسائل کی تشریحات موجود ہیں۔ بعض نقادوں نے ان کے مسلک فکر کو ایک استفہامیہ قرار دیا ہے

کہتے ہیں۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے اپنے ایام ضعیفی میں جب سچل کا کلام دیکھا۔ تو انہیں اپنا جانشین ہونے کی بشارت دی۔ اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ فکر و فلسفہ کے اعتبار سے شاہ لطیف بھٹائیؒ نے جس منزل کی جستجو کی۔ ان کے بعد سچل سرمست نے انہی کے مقاصد کو تکمیل پہنچانے کا بیڑا اٹھایا۔ یوں بھی سچل نے شاہ لطیف بھٹائیؒ کے تتبع میں ہی لوک کہانیوں سسی پنوں

عمر ماروی۔ مومل رانو۔ ہیر رانجھا۔ سوہنی مہینوال اور نوری جام تماچی کی تلمیحات استعمال کیں اور کافیوں میں کیف سرود کے دریا بہا دیئے۔

دراصل سچل سرمست نے تاریخ سندھ کے ایک پر آشوب دور میں آنکھیں کھولیں۔ اور ان کا عہد مصائب کا عہد ثابت ہوتا رہا۔ آپ نے کلہوڑا خاندان کا زوال اور تالپوروں کے اقتدار کا سورج طلوع ہوتے دیکھا۔ میر صاحبان راجپوتوں۔ سکھوں۔ داؤد پوتروں کی لڑائیاں ان کے سامنے ہوتی رہیں۔ خوف و ہراس کے اس ماحول میں فرنگی سیاست کو قدم جمانے کا موقع ملا۔ اسکے باوجود تالپور حکمران درازا شریف اور بالخصوص سائیں سچل سرمستؒ سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ یہ بالکل اسی طرح جیسے سابق ریاست بہاولپور کے عباسی فرمانروا امراء اپنی تخت موجودگی میں لطف علی کے قدردان تھے اور اس زبان کے امراء القیس حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے خصوصی ارادت رکھتے تھے

ڈاکٹر داؤد پوتا مرحوم کے الفاظ میں ان مادی اور فطری عوامل نے آپ کے کلام کو عین بہا کی کا آئینہ بنا دیا۔ اور اس سے بے خودی اور مستی اس طرح اجاگر ہوتی ہے۔ جیسے آپ نے وجد میں آکر رقص کرتے ہوئے اشعار کہے ہوں۔ سندھی ادبی تاریخ کے مؤلف محمد صدیق میمن نے سرمست کے فلسفہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ سچل سرمست دین اور بے دینی اور کفر اور اسلام کے درمیانی پردے عشق حقیقی کی آتش میں جھونک دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ سچل سرمست کی شاعری فطرت کی منظر کشی اور انسانی جذبات اور محسوسات کی ترجمانی کے علاوہ ایک ادراکی لگن اور ازلی و ابدی حقائق کی مسلسل جستجو بھی ہے کبھی وہ سوچتے ہیں۔ کہیں کیا ہوں۔ اور یہ رنگ دیا اس لیا ہے۔ خوب و زشت اور جبر و اختیار کا معمہ کیا ہے۔ اور اگر حسن کل حسن ازل کا پرتو ہے۔ تو پھر کفر و ایمان کے امتیازات کیسے! اس جستجو نے آپ کو آفاقی مسائل کی گتھیوں میں الجھا دیا جس کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مذہب کی قیود اور جامد و ساکت اختلافات اور تعصب نے آپ کو مذہب سے برگشتہ کر دیا۔ اور وحدت الوجود کے اس مفسر کثرت و وحدت

Gul Hayat Institute

کے فلسفے کے شارح اور انا الحق کے داعی نے جملہ قیود کو خیرباد کہہ کر محبت و عشق کا مسلک اپنا لیا۔ ایک جگہ کہتے ہیں۔ کہ اپنے آپ کو اپنی صورت سے پہچانو۔ اللہ اللہ کیوں کرتے ہو۔ اپنے آپ کو ہی اللہ جانو۔ تم ہی سننے والے ہو۔ تم ہی دیکھنے والے ہو۔ اسکی گواہی قرآن دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی شک و گمان ہی نہیں۔ دوسری جگہ کہتے ہیں

اگر خود را خدا دانی خدائی
اگر خود را گدا دانی گدائی

آپ کے ان نظریات اور کسی ایک مذہب کے فرائض و قیود سے آزادی نے آپکو غیر مسلم آبادی میں بھی مقبول بنا دیا۔ چنانچہ اب تک کثیر تعداد میں ہندو عقیدتمند ہر سال آپکے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ اور آپکے نامور سوانح نگار پرس رام ہندو ہی ہے

برصغیر میں صوفیائے کرام میں وحدت الوجود میں یقین رکھنے والے بہت سے نامور شعرا ہوئے ہیں جنہوں نے ادبی و علمی زبانوں کے علاوہ مقامی اور عوامی زبانوں کو ذریعہ اظہار بنا کر بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ اور صدیاں گذر جانے کے باوجود ان کے مزارات مرجع خلائق اور ان کے اشعار مقبول عام ہیں۔ ان صوفی شعرا نے اکثر اپنے مرشد سے علم و فکر سے اپنی شمع کو روشن کیا ہے۔ اور اس طرح مختلف مسالک فکر کا ایک سلسلہ شروع کر دیا ہے

باہو، سچل اور خواجہ فرید

سچل سرمست اگرچہ اپنے بزرگ چچا کے مرید تھے۔ اور انہیں کو پیر و مرشد بنایا تھا۔ اور وہ اپنے والد حضرت صاحب ڈنہ سے منسلک تھے۔ مگر ذرا مفصل مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سلسلہ فکر پر پنجاب کے صوفیا کا بہت بڑا اثر ہے۔ بالخصوص اس خانوادہ معرفت و سلوک نے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کے فلسفہ و فکر سے بہت استفادہ کیا۔ رشید اشاری مرحوم نے اس تعلق کی تحقیق بھی کی تھی چنانچہ انہوں نے مخطوطہ مخادیم کھیڑا کے حوالے سے ایک طویل مقالہ مطبوعہ اختر ملتان جنوری فروری ۱۹۶۶ء میں اسی تعلق پر روشنی ڈالی ہے۔ اور حضرت سلطان باہو کے خلیفہ خاص حضرت مومن شاہ

گھوٹکی والا اور مخدوم عبدالرحمن کھیڑا کا اس میں گہرے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ مومن شاہ ہر چوتھے مہینے مخدوم صاحب کے ہاں آیا کرتے تھے۔ اور دونوں بزرگ درازا شریف میں حضرت سچل سرمست کے دادا حضرت صاحب ڈنہ کے پاس جاتے۔ اور معرفت و سلوک کے مسائل زیر بحث لائے جاتے جن میں حضرت مومن شاہ اپنے مرشد حضرت باہو کے اذکار و اشعار بطور حجت پیش کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت باہو کا کلام اس خانوادہ عالیہ کے زعماء کو متاثر کرتا رہا۔ اور حضرت سرمست کے بعض ڈوہڑوں میں سلطان باہو کے کلام کا بہت اثر ملتا ہے۔ مثلاً

سلطان باہو ....
نماز دا ایتھے کم زنانہ روزہ صرفہ روٹی
مکے دے ول سوئی جاندے جو کاہل کم تروٹی
وڈے ول تسبی سوئی پڑھیندے نیت جنہاں دی کھوٹی
میں قربان انہاں توں باہو جنہاں گھر وچ لبھی لٹی

ترجمہ .... نماز کی عبادت عورتوں کا کام ہے۔ اور مکہ معظمہ کا سفر وہی لوگ کرتے ہیں۔ جو کام چور ہیں کھوٹی نیت والے لوگ ہی بار بار تسبیح پڑھتے ہیں۔ باہو میں ان لوگوں پر قربان جن کو گھر میں خلوت کا حجرہ میسر ہے

حضرت سچل سرمست ....
کہیں کعبے کہیں قبلے ایہ تاں سب بہانے
کعبے دی کیوں نیت آناں پیر میڈا بتخانے
سچل آپ سائیاں فرمایا ہو وو حق مستانے

ترجمہ .... کیا کعبہ اور کیا قبلہ یہ سب بہانے ہیں۔ میں کعبہ کی نیت ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرا مرشد تو بتخانے میں ہے۔ اے سچل حضور نے فرمایا۔ کہ ذکر حق میں مست رہو

حضرت سلطان باہو ....
نا میں جوشی نا میں جوگی نا میں چلہ کمایا
نا میں بھج مسیتیں وڑیا نا میں تسبا کھڑکایا
جو دم غافل سو دم کافر ساٹوں مرشد ایہ فرمایا
مرشد سوہنڑے سوہنڑی کیتی باہو اک پل وچ بخشایا

Gul Hayat Institute

ترجمہ .... میں نہ جوتشی ہوں۔ نہ جوگی ہوں۔ نہ ہی میں نے چلہ کشی کی ہے۔ نہ کبھی بھاگ کر مسجد میں گھسا ہوں۔ نہ کبھی بڑی سے بڑی تسبیح کی نمائش کی ہے۔ جو دم غافل رہا۔ سو دم کافر سمجھو کیونکہ مرشد اور رہبر کا یہی فرمان ہے۔ اور مرشد نے کیا خوب ہی کیا۔ کہ دل میں بخشش کرا دی

حضرت سچل سرمستؒ .... ہک ڈیہاڑے مرشد میں نوں آپ اینویں فرمایا
ایہو طریقہ وحدت والا سانوں بہوں خوش آیا
جو دم غافل سو دم کافر سانوں ایہ فرمایا
سچل گالھ عشق دی سچی بیا سبھ پندھ اجایا

ترجمہ .... ایک دن میرے مرشد نے یوں فرمایا۔ کہ ہمیں صرف وحدت کا طریقہ پسند ہے۔ کیونکہ جو دم غافل رہتا ہے۔ سو دم کافر سمجھو۔ حکم یہی ہے۔ اے سچل صرف عشق کی بات اچھی ہے۔ باقی سب سفر بے سود ہے

معنوی تطابق کے علاوہ آخری ڈوہڑے کے تیسرے مصرعہ میں تو لفظی یکسانیت بھی قابل توجہ ہے۔ علاوہ ازیں سچل سرمست کی شاعری سے بعد کے شعراء نے بھی فیض پایا۔ دور جدید کے نامور سرائیکی شاعروں نے خاص طور پر سچل سرمست اور ان کا تتبع کرنے والے سندھی شعرا کو نمونہ بنایا ہے۔ مولوی لطف علی نے جو سرائیکی شاعری کے دور جدید کے اولیں شعراء میں سے ہیں۔ سچل سرمست کے گلزار سخن سے بھی خوشہ چینی کی۔ اور حمل فقیر لغاری سے بھی استفادہ کیا۔ آپ کے کلام جو سندھ۔ بہاولپور اور ملتان کے لاکھوں قدر دانوں کے پاس منتشر حالت میں موجود ہے۔ اس بات کی زندہ شہادت ہے۔ سندھ کے معروف ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ نے کلیات حمل کے دیباچہ میں ان کے اثرات کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ یہی حال خواجہ غلام فرید کی شاعری کا بھی ہے ان کے کلام میں بھی سچل سرمست اور دوسرے سندھی شعراء کے کلام کے اثرات نمایاں ہیں۔ اس کا

ایک سبب تو یہ ہے۔ کہ جس کی نشاندہی مولانا عزیز الرحمٰن نے دیوان فرید کے دیباچہ میں کی ہے۔ یعنی خواجہ فرید کے سامنے اپنی زبان کے کلام کا کوئی جدید معیاری نمونہ موجود نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ لطیف بھٹائی اور سچل سرمستؒ کا کلام اکثر ان کے زیر نظر رہا۔

مزید براں مولانا محمد صادق رانی پوری نے جن کے والد مولانا عماد عرف ملا صادق خواجہ غلام فرید کے مرشد حضرت فخر الدین کے مرید تھے۔ سچل سرمست جو سرائیکی کلام مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ کے دیباچہ میں ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ بتاتے ہیں۔ خواجہ فرید کے ایک مرید نواب خیر خاں مگسی والی ریاست جھل بلوچستان جب اپنے مرشد کے ہاں چاچڑاں شریف آتے تو اپنے ہمراہ سندھ کے موسیقار بھی لے آتے تھے۔ جو حضرت خواجہ کو صوفی شعراء بالخصوص حضرت سچل سرمست کا کلام سناتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خواجہ غلام فرید کے کلام میں بعض ایسی کافیاں موجود ہیں۔ جو حضرت سچل سرمست کے کلام کا عکس معلوم ہوتی ہیں مثلاً

حضرت سچل .... ڈرتیں پئی لگی سارو جگ تنہ بہ جا نیو
ناھی نیاسچا ہو مطلب

خواجہ فرید .... تھئی تابع خلقت سب تاں وی کیا تھی پیا
ہن گم تھیوں مطلب

حضرت سچل .... آدیچو ڈکو کانڑ جانی آھیاں
سو دن کان سمائی آھیاں

خواجہ فرید .... ڈکھڑیں کارن جائی ہم
سولیں سانگ سمائی ہم

حضرت سچل .... پانڑ کریاں جی بدنو کرن متر مٹی قتلام

Gul Hayat Institute

جُداجماعت کان آھیاں پانڑ امام
دم نہ اگیوں دین تیڈ کفر نہ کو اسلام
فارغ آھیاں فرض کان سنت کی سلام
سچو آھیاں سچ نہ ناھی حلال حرام

خواجہ فرید .... دستوں پیر فرید دے پیتم عشق دا جام
گزرے فرض فریضے سنت کوں بھی سلام

حضرت بچل سرمست کی زندگی اور ان کی تعلیمات کے بارے میں متعدد کتابوں کے مؤلف قاضی علی اکبر درازی نے آپ کے عربی کلام کا بھی ذکر کیا ہے۔ راقم کو موصوف کے عربی شعر دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ تاہم آپ کی فارسی شاعری میں جگہ جگہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو خواجہ عطار سے بہت عقیدت تھی۔ اور کہتے ہیں۔ اے دلا خوشبوئے خوش عطار در جانم رسید۔ ایک جگہ حضرت خواجہ عطار کے وطن مالوف کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

ے اے صبا ما با حقیقت شہر نیشاپور کن
مسکنم قرباں بران خاک زمیں ایں جان و تن

حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ نے سندھی و سرائیکی شاعری میں کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ آپ تصوف کے ونے مسلک کے پیرو اور مبلغ تھے۔ آپ نے سندھی اور سرائیکی زبانوں کو اظہار و تاثیر اور سوز و گداز کے خزانوں سے مالا مال کیا۔ ہیئت کے اعتبار سے بھی آپ کے اضافے دونوں علاقائی زبانوں میں ہمیشہ کے ثبت حال ہیں۔ کافی کے جدید سانچے کی تشکیل میں آپ کی مساعی کو بہت دخل حاصل ہے۔ آپ نے اپنی کافیوں کو موسیقی کی رائج الوقت دھنوں کے مطابق نظم کیا۔ سندھی زبان میں مرثیہ گوئی کا آغاز کرنے کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔ کافی کے علاوہ آپ نے جو اصناف شاعری اپنائیں ان میں ابیات

غزل۔ مولود۔ مثنوی۔ سی حرفی۔ جھولنا گھڑولی۔ فرد۔ رباعی۔ مسدس مخمس اور مستزاد وغیرہ شامل ہیں۔ یوں تو آپ کا فارسی اور اردو کلام بھی فن کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ لیکن آپ کی سندھی و سرائیکی کافیوں کا مطالعہ ایک خاص قسم کی دلکشی اور جاذبیت کا احساس دلاتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے ان کے ہاں شاہ حسین کی سوزح۔ بلھے شاہ کا وجد و مستی اور خواجہ فرید کا درد و سوز سب یکجا موجود ہے۔ فارسی اور عربی زبانوں کو اس دور میں علمی زبانوں کا درجہ حاصل تھا۔ اور سندھی و سرائیکی زبانیں عوامی احساسات کا ذریعہ اظہار تھیں۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے۔ کہ سندھی کے اس درویش شاعر نے جو عمر بھر خیرپور سے باہر نہیں گئے۔ اردو ادب کو بھی مالا مال کیا ہے۔ آج سے کم و بیش ڈھائی سو سال قبل جب سندھ میں اردو سمجھنے والے شاذ ہی ملتے ہونگے۔ حضرت بچل نے نہ صرف یہ کہ اردو کا چراغ روشن کیا بلکہ گیسوئے اردو کو کچھ اس طرح سنوارنے کا اہتمام کیا۔ کہ عالم بیخودی میں ان کا کہا ہوا کلام جدید اردو زبان کی کسوٹی پر بھی پورا اترتا ہے

اردو شاعری زمانہ کے اعتبار سے حضرت بچلؒ اردو شعراء میں میر حسن۔ مرزا سودا۔ میر تقی میر اور خواجہ میر درد جیسے سخنوروں کے معصر تھے۔ یہ اردو غزل کا سنہری زمانہ تھا۔ مگر اردو شاعری کے مراکز دہلی اور لکھنؤ تھے۔ بایں ہمہ سندھ کے ایک گوشہ خیرپور میں قصبہ درازا کا یہ مجذوب درویش اردو تغزل کے ترانے بیں کیا کیا افسانے نہیں کر رہا تھا۔ بچل سرمست کے ہاں ہیئت کا تنوع ایک بنیادی خصوصیت ہے۔ غزل و نظم کی رنگینیاں بیخودی و مستی کے جذبات سے مملو ہو کر عجب کیفیت پیدا کرتی ہیں

ے میرے خیال میں تو وہ دیندار بھی نہیں
جو تیرے بانکے ناز پہ سر خم نہ کر سکے

ے ابرو کمان دلبر مژگاں خدنگ خنجر
ہم نے انہوں کے آگے سینہ سپر کیا ہے

Gul Hayat Institute

نبض کو دیکھ کے یاوں نالحوں بھی ہوا — کہہ دیا صاف کہ یہ مست تو ہوشیار نہیں
اتنی بے نیازی ناز و بر نہ کر سچل سے — اسکی گلی میں اکثر تم نے گذر کیا ہے
کیا خویش کیا قبیلہ سب سے جدا ہوا ہوں — میں نے اٹھایا سر پر سب کا بوجھ بھاری
کنارا تھا نہ جس کا تو سچل اس بحر میں آیا — لگوں سارا اس میں ہر ایک نے ڈیرا کیا تھا
عشق اب ڈول ہے زلیخا کا — اس سوں آگے ہے حیا میں یوسف
اک دن بازار میں میں نے دیکھا عجب نظارہ — نقادوں کے ہاتھوں میں تھا اک بلبلہ بیچارہ
کیا ہے دل پہ میرے عشق نے تیکھا اپنا — تمام نقش و ذرا نفس کو اب سالم ہو

آجا میرے پاس اے ساجن — آجا میرے پاس
میرے گناہ شمار سے باہر — مت کر تو یاس
ہر صورت میں خود ہے سمایا — دیکھوں تیرے پاس
ہم بھی داس تجھ پر فدا ہیں — دل میں تو کر قیاس
تیرے بغیر اے دلبر ہم کو — کچھ بھی نہ آیا راس
سچل آخر کون بجھائے — میرے دل کی پیاس

نہیں گویا نہیں جویا — نہیں سوال جواب
نہیں خاکی نہیں بادی — نہیں آگ نہ آب
نہیں جنی نہیں انسی — نہ مائی نہ باپ

نہیں سنی نہیں شیعہ — نہیں عیب ثواب
نہیں شرعی نہیں ورعی — نہیں رنگ رباب
نہیں ملا نہیں قاضی — نہیں شور شراب
یہ مت پوچھو سچل کیا ہے — نام اس کا نایاب

بلبل کو بہرہ پہنچا آئی ہے رت بہاراں — فریاد وصل اسکی ہے مثل بے قراراں
میں نے یہ اس سے پوچھا عاشق ہے تو گلوں کا — یہ وصل ہے یا فرقت روتا ہے زار زاراں
منقار ہے گلوں پر پھر بھی ہیں لاکھ نالے — یہ کیا سبب ہے آخر حاصل میں گل ہزاراں
بلبل نے یہ بتایا اے عشق سے بے بہرہ — اس باغ میں نہیں ہے میرے نگاراں
آئی نہ راس میری فریاد میرے گل کو
اس واسطے سچل میں چھوڑوں نہیں پکاراں

سچل سرمست کے اردو کلام کا کوئی الگ مجموعہ اب تک شائع نہیں ہوا۔ قاضی علی اکبر درازی نے رہبری سے وحدت نامہ ولت نامہ وغیرہ کتابچے شائع کئے ہیں۔ سندھی ادبی بورڈ سے رسالو سچل سندھی اور رسالو سچل سرائیکی کے علاوہ سچل سرمستؒ جو سرائیکی کلام شائع ہو چکے ہیں۔ موخرالذکر کتاب میں سچل سرمست کی پچاس اردو غزلیں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ لیکن اس پر قاضی علی اکبر کو بجا طور پر یہ اعتراض ہے۔ کہ سرائیکی کلام کے مرتب مولانا محمد صادق رانئے پوری نے کچھ الفاظ اور محاورات کو قدیم اور متروک سمجھ کر جدید الفاظ و محاورات سے بدل دیا ہے

اب حضرت سچل سرمست کے فارسی اور سندھی نمونہ کلام مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق ملاحظہ ہو

Gul Hayat Institute

فارسی .... غریبی بے کسی شد مایۂ ما ۔ کہ بالاتر بود ایں پایہ ما

ہما دل است کہ پُر از خزینۂ عشق است ۔ دگر فنا است نگر ایں فنائی گردد

یک روز بہ پیر خود رسیدم ۔ جز درد و قصہ ہا نہ شنیدم
ہرگہ کہ بر من نظرے کرے ۔ ہر درد بجی شوم بہ دردے
سر کنم پیدا درون ایں کتاب ۔ از زخمۂ دل می کشم بروں شراب
این سخن کے شعر باشد اے یسر ۔ ایں ہمہ ذکر است و آیات و خبر

ساقیا آں شراب انگوری ۔ نمی خواہم کہ دوست صد دوری
لازوال است آں می وحدت ۔ آں بنوشاں رموز مہجوری

آمدکرم در کار تو از ناچہ می جوئی دگر ۔ جاں رفت در بازار تو از ناچہ می جوئی دگر
کار عجائب کردہ با غمزہ جام بردہ ۔ برمن ہنوز آوردہ از ناچہ می جوئی دگر
شب روز من درماندہ ام بر کوی تو سر دادہ ام ۔ استادہ ام افتادہ ام از ناچہ می جوئی دگر
الحال بشنو نالہا کردم بنوبت سالہا ۔ دانست بدل از نالہا از ناچہ می جوئی دگر

سندھی .... نالی سیتر سالکن ۔ ایھا امانت عشق جی
یعنی فرشتوں کو بھی عشق کی وہ دولت میسر نہیں۔ جو بطور امانت انہیں عطا کی گئی
حق اناالحق نی چیو ۔ پٹ سمجھ نظر منصور ہیو
یعنی بظاہر دیکھنے میں منصور تھا۔ ورنہ حق نے جو کہا تھا۔ کہ میں حق ہوں
وڏي جيڏ وڻ ته وڍائي جا ۔ شو چوٽ ۾ نا ہی تیص ی
یعنی شعر باعث شہرت و تکبر ہے۔ تو اس کے سایہ دار درختوں کو کاٹ دیجئے

سرائیکی شاعری | حقیقت یہ ہے کہ حضرت سچل سرمست ایک فطری شاعر تھے۔ طبع بہت موزون پائی تھی۔ [illegible] بات چیت میں بعض وقتوں میں عام طور پر آپ جو شعر کہتے تھے آپ کے مرید اور عقیدت مند نوٹ کرتے جاتے تھے۔ ایک بات جو خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ وہ حضرت سچل کی موسیقی سے غیر معمولی دلچسپی ہے۔ آپ کا [illegible] کلام قریب قریب سارا ہی کسی نہ کسی دھن اور سُر کے مطابق کہا گیا ہے۔ مولانا محمد صادق رانی پوری [illegible] سندھی اور سرائیکی ادب کے [illegible] پر احسان کیا ہے۔ کہ ہر کافی کے ساتھ اسکے [illegible] موسیقی کی خاص [illegible] درج کردی ہے۔ بالخصوص ان کے سرائیکی کلام کے مجموعے کے ساتھ [illegible] دوسری خصوصیت جو حضرت سچل سرمست کے سرائیکی کلام میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کے بیچے [illegible] اس حقیقت کے باوجود [illegible] تصوف وحدت وجودی خیالات کے بیان اور تشریح [illegible] تشبیہات اور عام فہم تشبیہات بڑے آسان زبان اور سہل [illegible] کیا ہے [illegible] حالات حضرت [illegible] وحدت وجودی [illegible] دوسرے ممتاز صوفی شعرا کی طرح وحدت الوجودی فلسفہ [illegible] انسان دوستی اور [illegible] رجائیت پسندی کو اور رضا کو جیو بنایا

وفات | آخری عمر میں بھی حضرت سچل کی صحت اچھی رہی۔ مرض الموت نے آنا فانا [illegible] سال سے [illegible] ۱۲۴۲ھ مطابق [illegible] کو نوے سال کی عمر میں انتقال فرمائے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

سندھ کے معروف سخنور بیدل نے حضرت ان کی رحلت پر فارسی اور سندھی میں تاریخ وفات

Gul Hayat Institute

کہیں۔ فارسی قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو

چو سالک بجوز زین عالم مجاز
سوئے آشیاں رفت چوں شاہباز
زہے صاحب وجد منصور وقت
کہ بے مثل بودہ بہ سوز و گداز
بہ ہنگامۂ سرجوشی حالتش
نگاہش ہمی بود طالب نواز
بہ نیم التفاتی کزو یافتند
بہ یک لحظہ طے گشتہ راہ دراز
ز ہر دو جہاں دست شستہ آں کسے
ایش محرم راز آں عشق باز
چوں شد جان او عازم وصل اصل
شنید ارجعی با ہزار عز و ناز
دلم جست سال وصالش بیاں
بگفتا کہ دریائے ذخار راز
۱۲۴۷ھ

ترجمہ :

اے پروردگار! میں مسکین جس طرح کی بھی ہوں میرے گناہوں سے درگذر فرما
خواہ میرا دامن میلا ہے۔ یا میں بے بضاعت ہوں۔ اسکے باوجود تیری مخلوق اور بندگی گزار ہوں
میری غلطیوں اور کوتاہیوں سے صرف نظر کر۔ اور میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما
آپ ہی کے درِ قدرت کی دست نگر ہوں۔ آپ ہی کی نظرِ کرم کی منتظر ہوں
آپ کی ذات پردہ پوش ہے۔ میرے گناہوں کی تحقیق نہ فرما
مجھ بدصورت کی کوتاہیوں کو برداشت کر۔ اور ازراہ عنایت میری طرف آ
مجھے اپنے حسن ازل کے شرف دیدار سے مشرف فرما۔ تاکہ میرے دکھ ختم ہوں

Gul Hayat Institute

دُعا

ننگڑا نمانڑی دا جیویں تیویں جولنڑا
میلی ہاں نامندی ہاں بیشک تیڈی بندی ہاں
ڈھکیں میڈا ڈھولنڑا میڈے عیب پھولنڑا
پئی ہاں تیڈے پیارے لگی ہاں تیڈے لارے
تیڈی ذات ستاری ڈوہ نہ میڈے گولنڑا
نال کوجھی دے جالنڑ اساں کنے دل آونڑا
یار سچل توں ہن کشالے
گھونگھٹ اپنا کھولنڑا

نعت

کل نبیاں دا سرتاج محمدؐ
بحر شرف امواج محمدؐ
قاب قوسین او ادنیٰ
شرف شب معراج محمدؐ
امت تیری کیوں غم کھاوے
جیندی تیکوں لاج محمدؐ
سچل کوں غم کوئی ناہیں
لیتا لا محتاج محمدؐ

شمع شباہت مکھ دی ڈٹھم شور کریندی شبتی
نامخلوق ہے اس نوں رنگ سموڑا بی
روحی نا ایڈن جاے رکھدا عزم عربی
سچل دا وتح ڈوھاں جہاناں مشکل حل مربی

rekhta
Gul Hayat Institute

حسن و عشق

ڈوہڑے

کافیاں

سی حرفیاں

غزلیں

۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء کے سرتاج ہیں [illegible] ان کی تعلیمات
خودشناسی اور خداشناسی کا ذریعہ ہیں

۔ نبی آخرالزماں پر معراج کی جو فضیلت ارزاں ہوئی وہ بے مثال ہے
جیسا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ سورہ والنجم [illegible] صرف دو کمانوں کا [illegible] رہ گیا
بلکہ اس سے بھی کم

۔ آپ کی امت مسلمہ کیوں غم کرے۔ کیونکہ خود آپ کو خیال ہے اسکا

۔ سچل کو بھی کوئی غم نہیں۔ کیونکہ آپ کی محبت نے اسے بھی ایک شان بے نیازی دی ہے

(۲)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ انور کی شمع کا نور جس نے دیکھا ہے جس نے
تاریکیوں کو دور کیا ہے

۔ حضور کو خدا کی حقیقت کوئی نہیں پاتا۔ کیونکہ ان کی ذات میں تو صفات الٰہی کی جھلک
نظر آتی ہے۔

۔ حضور سرور کونین کے [illegible] میں [illegible]۔ بلکہ ان کے اندر عالم غیب کے
عکس ہیں

۔ حضور کی ذات اقدس سچل کیلئے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں مربی اور سرپرست ہے
اور مشکلات حل کرنے والی ہے۔

Gul Hayat Institute

ڈوہڑے

(۱)

اکھیاں باز عقاب سوہنے دیاں شوخ کھتن شہ زوریاں
مست ہوون مستانیاں ڈوہیں ڈاڈھے کیف کٹوریاں
معفن وچ ڈوں مہتاب نی روشن یا وت نور کٹوریاں
خونی خون کریندیاں سچل تاں بھی سدا سگوریاں

(۲)

اکھیاں باز عقاب سوہنے دیاں کرن پروں پرواز ڈڈے
اگوں انہاں مشتاقاندے ہوندے سونیاز وڈے
بانہاں بدھ گھت گل وچ گاری کرڈے کھڑ ایلاز وڈے
تاں بھی سچل معشوقاندے ہوسن غمزے ناز وڈے

(۳)

شیر اکھیں شہ زور سوہنے دیاں برچھیاں یا تلواراں
حاکم سخت حکومت والیاں سائیں آپ سنواریاں
مارن ملک دیس دا یار دقابض رحص قراریاں
کتلیاں ہیں بادشاہیاں ڈٹھیاں سچل انہاں اڈاریاں

ترجمہ :

(۱)

. محبوب کی آنکھیں عقاب اور باز کی طرح نگران اور شہ زور ہیں . یعنی ان آنکھوں کا حسن زورآور ہے

. بلکہ بھورے رنگ کی ان آنکھوں میں بلا کی کیفیت ہے . اور ان دو آنکھوں میں مستی بہت ہے

. جیسے دو چاند روشن ہیں یا نور کے پیالے ہیں

. اے سچل محبوب کی آنکھیں خون کرتی ہیں . تڑپاتی ہیں . اسکے باوجود سدا بہار ہیں اور تازہ ہیں

(۲)

. محبوب کی آنکھیں عقاب کی طرح ہیں . جو بہت بلند پرواز کرتے ہیں

. محبوب کی آنکھوں کے آگے عاشقوں اور مشتاقوں کو بے اندازہ نیاز کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے

. اس طرح گویا ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر اور گلے میں اپنی صلیب ڈالے بے پناہ زاریاں کرتے ہیں

. اس کے باوجود اے سچل معشوقوں کے ناز و انداز اور غمزے بہت ہوتے ہیں

(۳)

. میرے محبوب کی آنکھیں بہت شہ زور اور برچھیوں اور تلواروں کی مانند ہیں

. یہ آنکھیں ایسے حاکم کی طرح ہیں جسکی حکومت بہت سخت ہے . انہیں تو در مطلق نے خود سنوارا ہے

. محبوب کی آنکھیں دلوں کے ملک فتح کرتی ہیں . پھر ان ملکوں پر پوری طرح قابض ہو کر فرمانروائی کرتی ہیں

. اے سچل میں نے کتنی ہی ایسی بادشاہیاں دیکھی ہیں . جنہیں ان آنکھوں نے زیر کرکے اڑا دیا

Gul Hayat Institute

ڈوہڑے

(۴)

سوہنے دیاں ایہ ظالم اکھیں شیر وتن جن شوری
شور گھتن شہزادیاں ڈونھیں کیفی کیف گوری
نینہ ڈے نیزے برچھیاں چاون یاودت جام کٹوری
کرن تاراج دلاں کوں سچل زور آور نال زوری

(۵)

شیر اکھیں دے غالب ہوندے اُتے شیر جنگل دے
شیر اکھیں توں کوئی نہ بچسی آسی وچ چنگل دے
جھنگ دالا تاں مڑ ویندا ایہ کھڑدا کان قتل دے
مارن باجھوں مشتاقاں دے سچل مول نہ ٹل دے

(۶)

اکھیاں عشق تے عشق نی ابرو مژگاں عشق بھوئی
جادوگر دا جادو ڈاڈھا سبھ نوں حیرت ہوئی
عاشق ڈیکھ حسن دے مرچے حال وڃیندا اوئی
سچل تیر کماں نازاں بچ نہ ویندا کوئی

ترجمہ :

(۴)

میرے محبوب کی ظالم آنکھیں دھاڑنے والے شیر کی طرح زور آور ہیں
یہ بھوری آنکھیں کیف ہیں دو نرم و نازک شہزادیوں کی طرح ہیں جن کا ہر طرف شور اور شہرہ ہے
ان کے ہتھیار یا تو عشق کے نیزے اور برچھیاں ہیں۔ یا پھر محبت کے جام
اے سچل یہ اس قدر زور آور ہیں۔ کہ دل کی مملکت کو فتح کرکے برباد کر دیتی ہیں

(۵)

محبوب کی آنکھوں کے شیروں سے زیادہ طاقتور اور غالب ہوتے ہیں
یہ ایسے شکاری ہیں۔ کہ ان کے چنگل میں جو بھی آ گیا۔ وہ بچ نہیں سکے گا
جھنگ والا عاشق (رانجھا) تو واپس بھی چلا جاتا ہے۔ مگر محبوب کی آنکھیں ایک ایسے شیر کی مانند ہے
جو اے سچل مشتاق لوگوں کو مارے بغیر کبھی نہیں ٹلتے

(۶)

آنکھیں سراپا عشق ہیں۔ عشق ابرو ہے۔ اور مژگاں بھی سراپا عشق ہی ہیں
یہ جادوگر کا جادو ہے جس پر سب کو حیرت ہے
عاشق محبوب کے حسن کے انداز دیکھ کر اپنا حال تباہ کر لیتا ہے
اے سچل ناز و ادا کے تیر کمان کی زد سے بچ کر کوئی بھی نہیں جا سکتا

Gul Hayat Institute

ڈوہڑے

(۷)

سوہݨا یار خراماں آیا ناز غرور غماز کنوں
تک کھڑے شہباز تے شکرے چشماں دے پرواز کنوں
دہشت جھل نہ سگی بازاں چھپ کھڑے آواز کنوں
عشق دی آیت پڑھی مشتاقاں حسن دے ایں بیاض کنوں

(۸)

مشتاقاں کوں یار سوہݨے دیاں جھکن کریندیاں چھماں
ڈیکھ عشاق کھڑے وقت اوہیں دم بھرڈے چاون ٹماں
حسن دی ہاک پئی وچ ہر جاہ کیا ایہہ کیا ماں
بیدل غریب کوں راتیں ڈینہاں غمزہ لایا غماں

(۹)

ہک ڈیہاڑے مار گھتو سے یار سوہݨے دے لٹکے
ساہ سر روں آئے کڈھ ہݨیا چٹ پٹ نہاں دے چٹکے
کون ہوسے جو فوج حسن کوں آ کے اگوں ہٹکے
سدھ انہاں کوں بیدل اتھاں چشم جنہاں دی اٹکے

ترجمہ :

(۷)

میرا محبوب اپنے ناز و ادا کے ساتھ چلتا ہوا آیا
اسکی آنکھوں کی چمک اور چہار طرف نگرانی کے سامنے عقاب اور شکرے کی ہوشیاری ماند تھی
میرے محبوب کی آنکھوں کی چمک اور اثر کا سامنا عقاب تک نہیں کر سکتے۔ اور وہ خاموش رہتے ہیں
مشتاقان دیدنے حسن کی اس بیاض میں سے عشق کی آیت کا مطالعہ کیا
بیدل کو ان سب باتوں کا علم اسکے شہر دراز اشریف سے ہوا

(۸)

عاشقوں کو محبوب کی دلنواز ادائیں نڈھال کر دیتی ہیں
اور عشاق اپنے محبوب کو دیکھتے ہی اپنی زندگی سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں
میرے محبوب کے حسن کا شہرہ چار دانگ عالم ہے ۔ کیا مشرق اور کیا مغرب
بیدل غریب کو ان حسین اداؤں نے شب و روز کے غموں میں مبتلا کر دیا

(۹)

ایک دن حسین محبوب کے غمزہ و ادا نے مار ہی ڈالا
اسکی اداؤں نے جسم سے غریب روح کو نکال لیا
کس کی مجال ہے ۔ کہ حسن کی اداؤں کی فوج کی یلغار کا راستہ روک سکے
اے بیدل اس کا اندازہ صرف انہی کو ہے ۔ جن کی آنکھیں عشق و محبت میں اٹک گئی ہیں

(۱۰)

بانکے نین سپاہی لڑدے زوراں روز نہ ٹلدے
مشتاقاں دے وت مارن باجھوں پچھے مول نہ ولدے
خوش ہوون خونریزی کوں چال ستم دی چلدے
نور پریاں ڈو نیں شمعاں وانگوں لعل یاقوت بلدے
عاشق یار سچل نہیں کھڑدے اگوں اکھیں دے جلدے

(۱۱)

بانکے نین بچن دے غالب ماروینددے مشتاقاں
دلیاں لٹ نیون ہکواری کردے کم قزاقاں
ہتھ بدھ کھڑوتے اگوں صفاں صف عشاقاں
عشق والیاں دیاں ہردم سچل وچ چمیجن خاکاں

(۱۲)

وقت نماز دیگر دے ڈٹھم واہ حسن دے چالے
پیچوں پیچ لٹک پئے گل تے کیس بشیہر کالے
ڈوجھے ڈیکھ حکومت والے نین نواب نرالے
مژگاں تیر کماناں ابرو مارن کرن نہ ٹالے
کائی نہ رکھدے کہیں دی مست کرن متوالے
لعل لباں یاقوت رمانی عالی منصب والے
سچل ڈیکھ انہاں دے اگوں کیتا حال حوالے

ترجمہ :-

(۱۰)

. بانکے نین ایسے جنگجو سپاہی کی طرح ہیں۔ جو بڑی سے بڑی طاقت سے بھی نہیں رکتے
. صاحبان شوق کو مارے بغیر واپس نہیں آتے
. خون بہا کر خوش ہوتے ہیں۔ اور اس ستم سے باز نہیں آتے
. محبوب کی آنکھیں روشنی کی دو پریاں ہیں۔ یا شمعیں ہیں۔ یا لعل و یاقوت ہیں۔ جو روشن ہیں
. اے سچل محبوب کی آنکھوں کے آگے عاشق بے بس ہیں۔ اور اس روشنی کے سامنے ان کے چراغ نہیں جلتے

(۱۱)

. محبوب کی شوخ آنکھوں کا غلبہ عاشقوں کو نڈھال کر دیتا ہے
. یہ (سحر طراز) آنکھیں شیروں کا کام کرتی ہیں۔ اور دلوں کو لوٹ لے جاتی ہیں
. اس (جادو) کے سامنے گویا عاشق بے بس ہیں۔ اور ہاتھ باندھے کھڑے ہیں
. اے سچل چاہیے یہ کہ ہم اہل عشق کے قدموں کو جا کر چومیں

(۱۲)

. میں نے عصر کی نماز کے وقت حسن کا عجب دلفریب منظر دیکھا
. محبوب کی زلفوں کی لٹیں سیاہ سانپوں کی طرح اسکی گردن میں پڑی ہوئی ہیں
. دوسرے یہ کہ محبوب کی آنکھیں قدرت۔ غلبہ اور تحکم کا انداز لئے ہوئے ہیں
. مژگاں گویا تیر ہیں۔ ابرو کمان ہیں۔ اور یہ مار ڈالنے سے ذرا بھی گریز نہیں کرتے
. ان کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہ ایسے مست ہیں۔ جو دوسروں کو متوالہ بناتے ہیں
. ہونٹ لعل یاقوت ہیں۔ بیش بہا انمول ... اے سچل دیکھ ہم نے اپنا جگر ان کے حوالے کر دیا ہے

Gul Hayat Institute

(۱۳)

ڈٹھا ہیں رخسار سوہنے دا خوش خورشیدی خوبی
اکھیاں قاتل تیسون قہاری مشعل منہ محبوبی
عشاقاں کوں آکرے اسیری عشق والی اسلوبی
نا مخلوق اکیسجے سچل سارا رنگ ربوبی

(۱۴)

چمکن ، جھلکن ، جھمکن رخ تے واہ موتی دے دانے
ساگی صورت حق دی ڈیکھو جے کوئی آن سنجانے
جھلکن جوڑ جبین تے جادو یار سوہنے کوں بھانے
سچل قدر انہاں دا جاناں یا وت آپ او جانے

(۱۵)

چوڈس چندر ہے منہ محبوبی واہ وسیع پیشانی
ڈیکھن نال حیران ہوئے رنگ سارا رحمانی
جھلک ہندی کون جھلے جو مولی نور نشانی
سچل حسن حسیناں اتوں جان کیتی قربانی

ترجمہ :-

(۱۳)

. میں نے محبوب کا چہرہ دیکھا ہے . سورج کی طرح روشن اور پُر نور ہے
. آنکھیں اسکی قاتل ہیں . اور محبوب کے چہرے پر مشعلوں کی مانند ہیں
. عاشقوں کو اسیر کر لیتی ہیں . اور ان کو عشق کے انداز سے زیر کرتی ہیں
. یہ حُسن بے پناہ اس قدر اعلیٰ ہے . کہ اسے مخلوق نہیں کہنا چاہیئے . بلکہ یہ تو حسن ازل اور حسن حقیقی کا ہی حصہ ہے . اور اسی کا رنگ لیے ہوئے ہے

(۱۴)

. محبوب کے روشن چہرے پر جواہر کے دانے چمکتے دمکتے اور جھلمل کرتے معلوم ہوتے ہیں
. اگر کوئی اس حسن کو پہچانے . تو بالکل حسن حقیقی کا یہ پرتو ہے
. محبوب کی پیشانی پر جو روشنی کی جھلمل ہے . اسکی پیشانی بہت وسیع ہے
. اے سچل اس محبوب کی قدر یا تو میں پہچانتا ہوں . یا پھر وہ خود جانتا ہے

(۱۵)

. میرے محبوب کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہے . اور اسکی پیشانی بہت وسیع ہے
. اس مجسمہ حسن کو دیکھ کر ہم حیران رہ گئے . کیونکہ اس میں تو جمال الٰہی اور حسن رحمانی کی جھلک ہے
. اس کی چمک اور روشنی کو کون روک سکتا ہے . کیونکہ چہرہ تو نور سے منور ہے
. اے سچل حسینوں کے حسن و جمال پر تو میں نے جان تک قربان کر دی ہے

Gul Hayat Institute

(۱۶)

لعل یاقوتاں کوں شرماوے نرم لباس دی لالی
سرخی سوہنے واہ جو لائی لوڑ جیہے منصب عالی
لالے داغ رکھیا دل اتے ڈیکھ کے حسن دی چالی
مرکن نال جو محکم کیتس سچل مست موالی

(۱۷)

سرخ لباں ہن لعل رمانی یا یاقوت یمانی
موتی مونہہ اگوں شرمندے ہیرے تھئے حیرانی
جھلک جھلک رخسار سوہنے دا پرتو نور پیشانی
سچل ڈیکھ تجلی منہ دا سوئی دل دیوانی

(۱۸)

جادو جوڑ جبین تے رکھیا سوہنے یار سجانے
ڈیکھ کئی حیران تھئے او شاہ گدا تے سیانے
سچل عاشق تھیون آشفتہ جا ہنیں ملوانے

ترجمہ

(۱۶)

. محبوب کے نرم گداز لباس کی سرخ رنگت سے لعل و یاقوت شرمسار ہیں
. سرخی جو میرے محبوب نے ہونٹوں پر جما رکھی ہے . اس کا جمال بہت بلند منصب ہے .
. حسن کی یہ دلفریبی دیکھ کر لالے کے پھولوں میں رشک سے داغ پڑ گیا
. محبوب کی دلنواز ادا نے سچل کو بے خود اور مست بنا دیا

(۱۷)

. محبوب کے سرخ لب لعل یمن اور عمان کی طرح انمول ہیں
. اسکے چہرے کی تابانی کے سامنے جواہر اور ہیرے خجل اور بے اثر ہیں
. اسکے چہرے پر روشنی اور تابانی کی جگمگاہٹ نے اسکی پیشانی کو پرنور بنا دیا ہے
. اے سچل اپنے محبوب کے رخ کی روشنی اور دیکھ کر دل دیوانہ ہو گیا ہے

(۱۸)

. میرے محبوب پرجمال نے اپنی پیشانی پر جادو کی کشش رکھی ہے
. بادشاہ ہو یا گدا جو بھی اسے دیکھے . اس حسن و جمال پر منہ تکتا رہ جاتا ہے
. اے سچل اس حسن و جمال کا عاشق زار ہونا ملاؤں کے بس کی بات نہیں

Gul Hayat Institute

(۱۹)

سوہنا ناز غماز سیتی وہ چال عجائب چلے
شمس قمر شرمندے ہوئے مکھ دے ڈیکھ تجلے
کون دلیر جو ہووے اتھاں تاب حُسن دی جھلے
وال وُٹھیل کا ریہر کاے ول ول چھلے چھلے
روز ازل کنوں یار سچل میں ہیم انہاندے پلے

(۲۰)

یار میڈا ہے یاقوتیں داوت لعلیں دا ونجارا
سرخی لعل لباں تے لائس کھلیا گل ہزارا
برگ دوپہری تھیا شرمندہ ڈیکھ عجائب سارا
سوہناشاں ہمیشہ ہووے سچل باغ بہارا

(۲۱)

دل ول وال تے سو سو چھلے پھاہیاں جوڑ کھڑا ئیس
سحر جادو منڈ ڈیکھ انہاں تے طرحیں طرح پڑھائیس
عشاقاں دیاں کردیس دوانیاں حکماں حکم پھسائیس
بھجے سچل عاشق کیویں حُسن دی فوج چڑھائیس

ترجمہ

(۱۹)

. میرا محبوب ناز و ادا کے ساتھ عجب چال چلتا ہے
. سورج اور چاند اسکے چہرے کی تابانی کو دیکھ کر شرما جاتے ہیں
. ایسا کون دلاور ہوگا . جو اس حسن بے حساب کی تاب لا سکے
. میرے اس مجسمہ حسن محبوب کے سیاہ بل کھاتے ہوئے بال گھنگریالے ہیں
. اے سچل میں روز ازل سے ہی اسے مجموعہ حسن محبوب کے بس میں ہوں

(۲۰)

. میرا محبوب یاقوت اور لعل و جواہر کا بیوپاری ہے
. اس نے اپنے لبوں پر سرخی اس طرح لگائی ہے . جیسے شہر محبوب ہزارہ کا پھول کھل گیا ہو
. اس رنگ و روپ نے گل دوپہری کو شرمندہ کر دیا
. یارب میرے محبوب میں ہمیشہ کیلئے سدا سرسبزی اور شادمانی کی کیفیات پیدا کر . وہ سدا باغ و بہار رہے

(۲۱)

. میرے محبوب نے اپنے سر کے بالوں کے ایسے چھلے بنا رکھے ہیں . جیسے یہ پھانسی کے پھندے ہوں
. جادو اور سحر ہے . کہ اسکے قبضہ اثر میں ہے
. اس حُسن بے مثال نے عاشقوں کے دل دیوانے کر دیئے ہیں . اور گویا حکماً ان کو اسیر کر لیا ہے
. اے سچل عاشق بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے . کیونکہ اسکے حسن و جمال کی فوجوں نے ہر طرف سے اہل دل کو محصور کر دیا .

Gul Hayat Institute

(۲۲)

سوہݨیاں دے بݨ مژگاندی وہ ڈٹھم نیزے بازی
سینے مار تباہ کرن کرایڈی دست درازی
عاشق جھل بچی گھت کپڑا آپ تھیون ایلازی
ڈیون سر سچل آ ڈیکھن غمزے دے وچ غازی

(۲۳)

مہندی لا ہتھاں کوں آندا سوہݨا بانہہ لڈا کے
جاتوسے مشتاقاں کوں وت آیا آپ کہا کے
ڈوہیں دستاں خون انہاندے وچوں سرخ بݨا کے
بھ کوں آن ڈکھالݨ لگا سچل ہس الا کے

(۲۴)

سوہݨیاں نال ملیں سوہݨی ہوواں بن سوہݨیاں ملیں کوجھی
باجھ حسن ہوہو وی تھیوے دل ملول تے موجھی
سچل راہ ہزاراں وچوں راہ لبھی میں سوجھی

ترجمہ

(۲۲)

. میں نے اپنے محبوب کی مژگاں کی نیزہ بازی کا منظر دیکھا ہے
. وہ نظر کے تیر سینے میں پیوست کر کے گھائل کر دیتے ہیں . اور اس دست درازی سے باز نہیں آتے
. عاشق صاحبان عرض نیاز کے طور پر اپنی گردن میں کپڑا ڈال کر انتہائی بے چارگی اور زاری کا اظہار کرتے ہیں
. اے سچل بہادر غازی بھی اگر حسن و جمال کے ان مناظر کو دیکھیں . تو اپنا سر قربان کرنے پر تیار ہو جائینگے

(۲۳)

. محبوب اپنے ہاتھوں کو مہندی لگا کر اور بازو لٹکاتا ہوا آتا ہے
. ہم سمجھتے ہیں . کہ اس ادا سے گویا مشتاق ذبح ہو ہو جاتے ہیں
. اس طرح عاشق کے ہوئے دونو ہاتھ سرخ ہوتے ہیں
. صاحب حسن و جمال محبوب کی سادگی ملاحظہ ہو . کہ وہ اپنے ہاتھوں کی مہندی ہنس ہنس کر خود ہی دکھا بھی رہا ہے . حالانکہ ان سے عاشقوں کے دل لوٹے گئے ہیں

(۲۴)

. میں محبوب حسینوں کے ساتھ بھلی لگتی ہوں . ان کے بغیر میں بد صورت ہوں
. حسن کے بغیر بدنامی بھی ہوتی ہے . اور دل بھی ملول اور اداس رہتی ہے
. اے سچل یہ حسن پرستی کی راہ بیشتر ہزار راستوں میں . صحیح دیکھ کر پسند کی ہے

Gul Hayat Institute

(۲۵)

سوہنا یار ہمیشہ ساڈے نال بھی کھلدا ہسدا
ہک دم دور نہ تھیوے ساتھوں وچ اکھیں دے وسدا
بیا کوئی کم نہ جانے ہرگز کھل کھل دلڑی کھسدا
نہیں نبھاہ اساں نال سچل گالھ اہا ئی ڈسدا

(۲۶)

عشق لگا گھر وسر گیو سے مطلب سدھ تھیوے
حاصل آتھیو سے سارا جو کجھ آپ منگیوسے
سود زیاں کنوں میاں سچل ہن تاں چھٹ پیوسے

(۲۷)

یار ساڈا ہر صورت دے وچ نال سبھاں رل ویندا
کنھاں دے نال ہمیشہ ہوندا کنھاں کنوں چل ویندا
بیٹھی یار کنھاں نال بہندا ڈیکھ کنھاں ول ویندا
عاشق جھر جھر وجن اتھاں جیویں برف کرا گل ویندا
بجھ دا تاپ تکھیرا سچل کوئی کوئی جھل ویندا

ترجمہ:

(۲۵)

۔ صاحب حسن محبوب ہمیشہ ہی ہمارے ساتھ ہنسی خوشی بات کرتا ہے
۔ وہ ایک پل بھی ہم سے دور نہیں ہوتا اور ہر وقت میری آنکھوں میں بستا ہے
۔ وہ اور کوئی کام نہیں جانتا ۔ بس ہنس ہنس کر دل چھینتا ہے
۔ اے سچل بس وہ یہی بات بتاتا ہے ۔ کہ سچل ہمارے ساتھ نبھاہ نہیں

(۲۶)

۔ ہم عشق میں مبتلائے عشق ہوئے تو گھر بھول گیا ۔ اور مطلب بلا
۔ بالآخر وہ منزل مل ہی گئی جسکی طلب ہم نے کی تھی
۔ اے سچل وہ یوں ۔ کہ اب نفع نقصان کے فرق سے بے نیاز ہو گئے ہیں

(۲۷)

۔ ہمارا محبوب حسین سب کے ساتھ عجب طرح وابستہ ہے
۔ کچھ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ ہوتا ہے ۔ اور کچھ سے جدا ہو جاتا ہے
۔ بعض کے ساتھ تو آرام سے نشست کرتا ہے ۔ اور کچھ کو دیکھ کر ہی چلا جاتا ہے
۔ محبوب کے حسن و جمال کے سامنے عاشق اس طرح گھل جاتے ہیں ۔ جیسے برف کے اولے پگھل جاتے ہیں
۔ اے سچل سورج کی گرمی تیز ہے جسے کوئی صاحب دل ہی برداشت کر سکتا ہے

(۲۸)

سوہݨے ڈیاں سوت سوہݨیاں گالھیں یاد ویداں میکوں آندیاں
رو رو حال وچاراں سارا دردبھی دل کوں لاندیاں
سچل باجھ لڈا جو آندا او بے گھڑیاں میکوں بھاندیاں

(۲۹)

سوہݨی صورت یار سوہݨے دی ڈٹھم جو ہک ڈیہاڑے
دست کیتیں تلوار برہ دی مارے وت الاڑے
کھڑے رہن بدھ ہتھاں اگوں عاشق وچ نظارے
روبرو معشوقاں سچل ڈیندے سر بے چارے

(۳۰)

غازیاں نوں غم کیہا یارو سر دا سانگ نہ کردے
وچ میدان محبت والے مردانے تھی مردے
نال انہاں دے تھیوے نہ یارا جو ہوون بیدردے
سچل عاشق اینویں سنجاپن رو جنہاں دے زردے

ترجمہ

(۲۸)

. میرے خوبصورت دوست کی خوبصورت یادیں جب بھی آتی ہیں
. میں رو رو کر اپنا حال خراب کر لیتی ہوں
. اور یہ یادیں دل کو درد دیتی ہیں
. اے سچل میرا محبوب بازو ہلاتا ہوا جب آتا ہے . تو مجھے یہ منظر بہت اچھا لگتا ہے

(۲۹)

. میں نے ایک دن اپنے محبوب کی صورت دیکھی
. اسکے ہاتھ میں گویا فراق کی تلوار ہے . جسکے ساتھ وہ قتل کرتا ہے
. بارگاہ حسن میں عاشق دست بستہ کھڑے رہتے ہیں
. اے سچل معشوق بارگاہِ حسن میں جان کی قربانی دے دیتے ہیں

(۳۰)

. دوستو : غازیوں کو کونسا غم ہے . وہ تو سر کی بازی لگانے سے نہیں چوکتے
. محبت کے میدان میں عاشق مردانہ وار قربانی دیتے ہیں
. ایسے لوگوں کے ساتھ کبھی نہ ہو . جو بے درد اور سنگدل ہوں
. اے سچل عاشق صرف اسی طرح پہچان لئے جاتے ہیں . کیونکہ ان کے چہرے زرد ہوتے ہیں

Gul Hayat Institute

(۳۱)

اساں مسافر ٹھگ نہ سوہنا عاشق ہیوں دم دم دے
ہاں بے ٹکھوں ڈیویں اساکوں نت نت غمزے غم دے
کیا میکوں آکھیں دل دل تساں نہیں ساڈے کم دے
سچل یار سوہنے دے ہوندے ایڈے کم ستم دے

(۳۲)

ڈیکھ کے حسن سوہنے دا زاہد پڑھدا حسبی حسبی
ڈٹھس زمین تے دم نہ تسبیح ہتھ کن ساوی تسبی
سچل کھڑا اتھ تسبیح والا کو بل نہ کھڑدا کسبی

(۳۳)

حسن دے جوہر کارے چڑھدے بانکے نین سپاہی
شہر دلیں دا لٹ کے نیون ڈیندا عشق گواہی
عشاقاں دے سر چڑھ آوے فوج حسن دی شاہی
سچل نمانے داتوں جگ وچ پردہ رکھیں الٰہی

ترجمہ

(۳۱)

. اے میرے حسین محبوب ہم مسافر ہیں۔ تجھ پر فدا ہیں ہم سے دغا نہ کرنا
. آپ مجھے اپنی اداؤں کے ساتھ یکے بعد دیگرے غم دے رہے ہیں
. آپ مجھے بار بار کیوں کہتے ہیں۔ کہ تم کسی کام کے نہیں ہو
. اے سچل جمال یار کے ہاتھوں اس قدر ستم ہمارے ساتھ ہو رہے ہیں

(۳۲)

. محبوب کے جلوہ حسن کو دیکھ کر حسبی اللہ پڑھتا ہے
. محبوب کو دیکھتے ہی اسکی سبز رنگ تسبیح زمین پر گر پڑی
. اے سچل جہاں حسن حقیقت کا مظہر ہو۔ وہاں ریا کاروں کا کیا کام

(۳۳)

. بانکے نین دراصل حسن کے ہرکارے ہیں۔ جو پہلے حملہ کرتے ہیں
. دلوں کے شہر لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ عشق اس واردات کا گواہ ہے
. فوج حسن کا غلبہ عاشقوں کے سر چڑھ کر آتا ہے
. الٰہی! دنیا میں تو سچل بے چارہ کا پردہ رکھ لینا

Gul Hayat Institute

(۳۴)

سوہنا سائیں بخش اساکوں جو کوئی ڈوہ کیتوسے
نام خدا دے عفو کریں جو تیڈے نینہ نبیتوسے
پلو تساڈا روز ازل کنوں دلبر دست نیتوسے
اپنا جان ڈیچل کوں سوہناں تیکوں پلو گھیتوسے

(۳۵)

یار سوہناں شل ہووے ہمیشہ نو بنو تازہ بتازا
روبرو او ہیندے بہندے اساں مل کر شہر درازا
ہو گیا تیہاں دا شہراں شہرہ حسن زلالا آوازہ
نال ڈیچل دے کڈاں نہ ہوندا بانکا بے نیازا

(۳۶)

سوہنے دے شل باغ حسن کوں باد نہ لگے
ہن دے عاشق اساں کبھی نہ عشق لاتوسے لگے
صورت سوہنی ڈیکھن نال تن ڈیچل دا تگے

ترجمہ

(۳۴)

۱۔ اے صاحب جمال! ہم سے جو بھی تقصیر ہوئی ہے۔ معاف کر دے
۲۔ اللہ کے نام پر درگذر کرنا کیونکہ ہم نے تری بارگاہ حسن سے عشق کی نیت کی ہے
۳۔ روز ازل سے دوست آپ کا دامن ہم نے پکڑا ہے
۴۔ بیچل کو اپنا شمار فرمایئے۔ کیونکہ آپ ہی کے دامن سے وابستگی اختیار کی ہے

(۳۵)

۱۔ میرا محبوب خدا کرے ہمیشہ سرسبز اور نوبہار و ترو تازہ رہے
۲۔ ہم اپنے محبوب کے سامنے شہر دراز میں بیٹھے ہیں
۳۔ آپ کے حسن کا شہرہ شہر شہر ہو گیا ہے۔ آپ کے حسن کا ڈنکا بج گیا ہے
۴۔ بیچل کے ساتھ وہ حسن کا ں کبھی بے نیازی سے پیش نہیں آیا

(۳۶)

۱۔ خدا کرے محبوب باغ حسن کو کبھی گرم ہوا نہ لگے
۲۔ ہم بھی کوئی نئے عاشق نہیں۔ بہت پہلے کیفیت عشق سے وابستہ ہوئے تھے
۳۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حسن کے یہ مناظر دیکھ کر ہی بیچل کی جان میں جان ہے۔ اور وہ جی رہا ہے

Gul Hayat Institute

(٣٧)

سوہنے دے شل باغ حسن کوں نہ لگے باد خزانی
ہووے شان ہمیشہ تازہ جوبن جوڑ جوانی
سچل دلبر ساڈا آہا سارا رنگ ربانی

(٣٨)

سوہنے گل اساڈے کوں کڈاں باد خزاں نہیں لگدا
ڈیکھن دے وِچ تازہ بتازہ روح اساڈا اَگدا
اہیں باجھوں کوئی سمجھے سچل نیش کوئی جیون جگدا

(٣٩)

امن دے وِچ اکھ یار سوہنے دی اللہ سنگت ساری
تہین دیناں اساڈی آہی تکمیل یا رب باری
دوستی دے وِچ پچھیں جے میں کن سچل آکھن بچاری

ترجمہ :-

(٣٧)

. میرے صاحب جمال کے گلستانِ حسن کو خدا کرے خزاں کی ہوا نہ لگے
. خدا کرے میرے محبوب کا حسن و شباب ہمیشہ تازہ رہے
. اے سچل ہمارا محبوب اپنے حسن میں رنگ الٰہی کا مظہر ہے

(٣٨)

. میرا محبوب ایک ایسا پھول ہے . جسے خزاں کی ہوا نہیں لگی
. اسے تازہ اور شاداب دیکھ کر ہی میری روح کو توانائی حاصل ہوتی ہے
. اگر کوئی غور کرے . تو اسے سچل معلوم ہوگا . (عشق یا لگن کے بغیر) دنیا میں
زندگی بے سود ہے

(٣٩)

. سکون حاصل ہوا تو محبوب کی آنکھ خدا کی بے نظیر تخلیق نظر آتی ہے
. اے پروردگار ترے حضور ہی وابستگی ہے
. اس دوستی میں اگر مجھ سے پوچھو . تو اے سچل سچائی کو ملحوظ رکھنا ہی بنیادی بات ہے

Gul Hayat Institute

حُسن وعِشق

کافیاں

کافیاں

(۱)

سوہنے نال اساڈیاں اکھیاں اڑکن ہو اڑکن
بار برہ دے دردمنداں دے جھڑکن ہو جھڑکن
غمزے یار سجݨ دے دو کڑکن ہو کڑکن
ورتیڑے تے عاشق شودے پھڑکن ہو پھڑکن
سو نیڈے توں برہوں ڈاڈے تھڑکن ہو تھڑکن
عاشقاں دے سر سولی تے لڑکن ہو لڑکن
بھاہیں سچل مینڈے دل وچ بھڑکن ہو بھڑکن

(سُرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱)

۔ صاحب حسن و جمال کے ساتھ ہماری آنکھیں لڑتی ہیں
۔ دردمند دلوں پر زِرّت کے بوجھ میں اضافہ ہو جاتا ہے
۔ ادھر محبوب کے غمزے اور ادائیں دبجلی کی طرح اکڑک رہی ہیں
۔ تیرے حسن کے دروازے پر عشاق تڑپ رہے ہیں
۔ تیرے سوز و فراق کی شدت سے اہل عشق کانپ جاتے ہیں
۔ عاشقوں کی قربانیاں بے کنار ہیں ۔ ان کے سر سولی پر لٹک رہے ہیں
۔ اے بیکل میرے دل میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں

(۲)

نیناں دی عجب نگاہ دل دل ہوندیاں ہادی دے نال
ہادی ساکوں سرائیں دی ایہا ڈکھائی راہ
اتھاں پھیریاں ڈے کرائیں آپ لہاں برگاہ
کتلے تائیں نظر نہ آیا بن اللہ آگاہ
اکھیاں دے وچ سب کجھ آہا متاں تھیوے گمراہ
بیکل تیکوں رمز ڈکھائی ہادی تھیا ہمراہ

(۳)

(ٹرجوگ)

غیر دے خام خیال کنوں ہن ہادی ساڈی توبہ توبہ
جیویں تیڈی آکھیں دور نہ کر وصال کنوں
آیوں آپ جمال ڈکھائیں ہیں گئی ہاں برحال کنوں
نال سائیں دے ساکوں بچاویں غیر دی قال مقال کنوں
غرض اساڈی من توں ہادی قسم ہے بے سوال کنوں
گڈ ہوون دا تیں آکھیا ساکوں کھلی آں ایں گال کنوں
دین کفر توں قسم چاتوسے ساڈی بس ایں وبال کنوں
عشق اساکوں سبق پڑھایا ٹھہ گئی دلڑی دال کنوں
گرم سبھوئی کوڑی آکھے بیچی تھیں ایں سنبھال کنوں
جان لے ڈتی نال بیکل دے بچ گئی ہیں جنجال کنوں

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(٢)

. صاحب ہدایت کی نظر اپنی طرح کی اثر پذیریوں کے ساتھ موجود رہتی ہے
. ہمارے رہنمانے ہمیں یہ راہ ہدایت دکھائی ہے ۔ اور یہی راز سمجھایا ہے
. یہاں ہر طرح کے حالات میں رہ کر دیکھا ہے ۔ اپنے کئے کا نتیجہ خود بھگتنا پڑتا ہے
. اللہ جل شانہٗ کے ذکر کے بغیر اہل خبر کو بھی کچھ نظر نہیں آتا
. آنکھیں ہی دولت نظر کا سرچشمہ ہیں ۔ اور اس حقیقت سے گمراہ نہیں ہونا چاہیئے
. سچل کو رہنما نے ہمراہ ہو کر یہی رمز سکھائی ہے

(٣)

. اپنے مرشد ہادی کے بغیر کسی راہ کے انتخاب سے توبہ کرتا ہوں ۔ اور غیر کے خیال خام سے بھی تائب ہوں
. میں جیسی کچھ بھی ہوں ۔ آپ کی ہوں ۔ اور منزل وصال سے دور نہ کرنا
. آپ کے حسن بے مثال پر باب گئی ہوں ۔ اور اپنے ہر حال سے بے خبر ہو گئی ہوں
. اے محبوب مجھے اپنے ہمراہ رکھنا ۔ اور غیر کی گفتگو سے محفوظ رکھنا
. اے مرشد محترم : میری یادداشت کو شرف پذیرائی بخشنے ۔ میں اور کوئی سوال نہ کرنے کی قسم کھاتی ہوں
. آپ نے اکٹھے ہونے کو کہا تھا میں اس بات پر قائم ہوں
. ہم نے کفر اور دین کی پیروکاری سے قسم اٹھائی ہے ۔ اس بوجھ سے آزادی ہی بہتر ہے
. عشق نے ہمیں یہی سبق پڑھایا ہے ۔ دل اب دلائل کی محتاج نہیں رہا ہے
. سب لوگ مجھے جھوٹی کہتے ہیں ۔ لیکن میں تیغ تیز اپنے آپ کو بچھانے میں کامیاب ہو گئی ہوں
. ہماری جان بھی سچل سرمست کے ہمراہ ہی گویا اس جنجال سے محفوظ ہو گئی ہے

(٤)

حسن دا اے ہرکارہ سوہنڑے والا
آنداچڑھ کے بھر کر پیالہ سوہنڑے والا

ڈیسیندا دستوں آنڑ اساکوں — کیفی بن ہشیارا سوہنڑے والا
اوں نال جو لٹ ہنتو نے — شہر دلیں دا سارا سوہنڑے والا
بانکے نین انہاں دے ہوندے — مار گھتن سردارا سوہنڑے والا
سچل گھن کے دکالت آیا — برہ وڈایا بارا سوہنڑے والا

(سرجوگ)

(٥)

سوہنڑے توں میں صدقے تھیواں
صدقے تھیواں جو دم جیواں
دعا کروں تناں مکوں پیاں — نیہڑا نبھا شالا نیواں
ہنجوں دے دھاگے لے کر — چاک سینے دایں سیواں
بھول سوہنڑے دے سوہنڑی پیاں — پیالہ عشق دا پیواں
سنڑ وے سچل اہیں دوست دا دامن — نال یقین گھنیواں

(سرجوگ)

ترجمہ :-

(۴)

. محبوب کی آنکھیں حسن کی پیغامبری کا فریضہ ادا کرتی ہیں
. یہ پیغامبر (آنکھیں) جام بھر کر لاتا ہے
. اور اپنے ہاتھوں سے تمہیں آکر دیتا ہے
. اے کیف میں مبتلا ہوشیار ہو۔ پیش گاہ حسن ہے
. وہ آتے ہی لوٹ جاتے ہیں
. دلوں کا سارا شہر، شہر حسن
. ان کے نین شوخ ہوتے ہیں
. وہ سرداروں کو بھی مار ڈالتے ہیں
. بچل کو وہ کالت لیکر آیا ہے
. فراق نے بوجھ بڑھا دیا ہے

(۵)

. محبوب حسین پر سے میں قربان جاؤں۔ جب تک جیوں محبوب کا دم بھروں
. سکھیو! دعا کرو۔ کہ میں یہ ذمہ داری آخر تک نبھا سکوں
. آنسوؤں کے دھاگوں کے ساتھ اپنے سینے کے زخم سی لوں گا
. میری تمنا ہے۔ اے سکھیو کہ میں اپنے محبوب کے ہاتھوں سے عشق کا پیالہ پیوں
. اے بچل سن! خدا کرے میں اپنے دوست کا دامن یقین کے ساتھ تھامے رکھوں

(۶)

یار دے یاروں آئے ماکوں
ڈاڈھے ڈور ڈوراپے
انھاں عتاباں سنوری سیاں عشق دے مچ مچائے
خاطی دے ہتھوں آکھ متونے جیں سبھ حال سنائے
نال سنڑں دے موبخہ گیوسے برھے بوبچھائے
اہیں ڈہاڑے بچل نچارے انگ بھبھوت رمائے

(سرجوگ)

(۷)

ساکوں فراقی کیتوئی یار
اساکوں کیتوئی فراقی
تیڈے باجھوں سبھ ہے ہلاکی برہ دا چا ڈھیوئی بار
اگن اساڈے تھیویں اوطاقی روندی ہاں زار و زار
ولڑی لٹ کے کیوں تھیوں باکی تن وچہ تیڈی ہے تار
محبت تیڈڑے نال حیاتی بے حد تے بے شمار
بخش بچل کوں اپنی عشاقی
لوں لوں لاویں لار

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ:-

(۶)

۔ یار محبوب کی وجہ سے ہمیں بڑی آزمائشوں سے سامنا کرنا پڑا
۔ ان آزمائشوں نے اے سکھیو سنو! عشق کے بھانبھڑ مچائے ہیں
۔ قاصد کے ہاتھ جو کچھ کہلوا بھیجا تھا۔ اسکی زبان سے معلوم ہو گیا ہے
۔ اس کا احوال سن کر بہت غم ہوا۔ فراق کی گرمی بڑھ گئی
۔ اس دن سے بچارے سچل نے جوگیوں کی طرح دھونی رمائی ہے

(۷)

۔ اے محبوب تو نے ہمیں فراق میں مبتلا کر دیا ہے
۔ تیرے بغیر ہلاکت ہے۔ اور فراق کا غم بڑھ گیا ہے
۔ میں زار و زار رو رہی ہوں۔ آپ میرے ہاں آئیں
۔ آپ دل لوٹ کر چلے گئے۔ اب تن بدن میں سوز و فراق کا نار ہے
۔ آپ کے ساتھ محبت اور پیار بے اندازہ و بے حساب ہے
۔ اے محبوب سچل کو اپنی محبوبیت بخش۔ اور دامن سے منسلک رکھ

(۸)

سوہنڑا توں بن حال ڈکھی ہوئیاں
نمبیں جھیندیاں

میڈے نال تساں جو لائی   وسر گیوے بابل مائی
زہر پیالہ پیندیاں

عشق جڈاں وی مرتے آیا   ہو ہو کرکے نینہ نچایا
ہن دیوانی تھیندیاں

مژگاں تیر مریندیاں بڑھیاں   سینے دیوچہ لگدیاں برچھیاں
ہائے ہوا کھیندیاں

برہ اساں تے بچھاں لایاں   سبھ سہیلیاں مل کر آئیاں
نہنیاں نال مریندیاں

سچل سکھ سنبھال ڈتوے   جاں تڈاں قربان کتوے
سانگاں نال سلھیندیاں

(مرحوگ)

ترجمہ :

اے حسین محبوب آپ کے بغیر بے حال ہوں ۔ دکھی ہوں ۔ میں جی نہیں سکتی
میرے ساتھ آپ کی جو محبت لگی ہے ۔ ماں باپ بھول گیا ہے ۔ زہر کا پیالہ پیتی ہوں
عشق جب بھی آیا ہے ۔ اس نے شور برپا کیا ہے ۔ اب دیوانی ہو گئی ہوں
مژگاں تیر چلاتی ہیں ۔ اور سینے میں برچھیاں سی لگتی ہیں ۔ میں آہیں بھرتی ہوں
فراق نے رسوائی کا سامان کر دیا ہے ۔ سب سہیلیاں مل کر آتی ہیں ۔ طعنے دیتی ہیں
اے سچل جان و دل حوالے کئے ۔ اور جان تک قربان کر دی ہے ۔ نیز دل سے سینہ چھلنی ہوتا ہے

(۹)

غیر نہ ہرگز رہندا
ڈیکھن نال سجݨ دے
دلبر باجھوں نال کہیں دے ٹھاہ نہ ساڈا ٹھہندا
ہنجھاں نال جو یار الاوے ساہ نہ ساڈا سہندا
ٹڑ ویندا غیراں کولوں نال ساڈے نہیں بہندا
سچل جائے روز نماں وچ
سوہݨا سدھ نہ لہندا

(سر بلاولی)

(۱۰)

حسن اساں تے بلاں کیتیاں کیکوں آکھاں حال
چت دا چولا تیڈی کارݨ رو رو کیتم لال
دوست تساڈے درد دے باجھوں جیوں سبھ محال
نظر اساکوں کوئی نہ آیا پیار بنا بیا مال
نال سچل دے آن گذاریں من میڈا توں سوال

(سر بلاولی ۔ بردد ۔ دھناسری)

ترجمہ :-

(٩)

۔ جو شخص بھی میرے محبوب کو دیکھ لیتا ہے ۔ وہ مجھے غیر نظر نہیں آتا
۔ محبوب کے بغیر ہماری کسی سے نہیں بن آئی
۔ یار حسین اگر کسی کے ساتھ بات کرے ۔ تو ہم سے برداشت نہیں ہوتا
۔ وہ غیروں کے پاس چل کر چلا جاتا ہے ۔ مگر ہمارے پاس نہیں آتا
۔ بیچل شب و روز غموں میں گھرا ہوا ہے ۔ لیکن محبوب نے خبر ہی نہیں لی

(١٠)

۔ کس سے کہوں ۔ کہ حسن نے ہم پر کیا کیا چڑھائیاں کی ہیں
۔ میں نے اے محبوب تیرے لئے خون رو رو کر اپنا کرتہ سرخ کر لیا ہے
۔ اے دوست تمہارے دروازے سے وابستہ رہے بغیر جینا محال ہے
۔ ہمیں پیار و محبت کے بغیر اور کوئی دولت نظر نہیں آتی
۔ میری عرضداشت یہ ہے ۔ کہ اب بیچل کے ساتھ آ کر زندگی بسر کرو

(١١)

ادل دلاسے ڈے گیا
ہن کیہے گناہوں رُس ویندا
دل توں ساڈے وسر نہ ویندا ہجر دے وچ جو حال تھیا
سو سو طعنے لکھ لکھ بدیاں کر دا سارا لوک گلہ
مہر ادہیں توں موں جاویں پیش جو تیڈے پیار پیا
عشق تیڈے دا ویرا دلبر ناگہ نیناں تے ہے تھیا
ننگ ہے بیچل کڈاں چھوڑ نہ جاویں سوہنا سینے نال لگا

(سرجوگ)

(١٢)

اساں یتیماں نوں کیویں وساریوئی
تیڈے ڈیکھن کیتے بہوں سکدی آں
کینواں کو کاں کینوں آکھاں سیف ہجر نال ماریوئی
ڈکھ ڈراپے تیکوں ڈلیاں جو دم نال گذاریوئی
بار بیچل تیکوں مکھ ڈکھلایا جیں کوں روز پکاریوئی

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۱)

۔ پہلے تو محبوب نے دلاسے دیئے تھے ۔ اب نجانے کس گناہ کی پاداش میں روٹھ گیا ہے
۔ محبوب کی جدائی میں فراق نے جو حال کیا ہے ۔ وہ کیفیت بھول کیسے سکتی ہیں
۔ لوگ سو سو طعنے دیتے ہیں ۔ برائیاں کرتے ہیں ۔ اور گلا غمازی کرتے ہیں
۔ اے محبوب اپنے عاشق صادق سے مہر و محبت کم نہ کرنا
۔ تیرے عشق نے جادو بھری آنکھوں پر ہی ڈیرا لگا رکھا ہے
۔ سچل وفادار ہے ۔ چھوڑ کر نہ جائے گا ۔ اسے تو اپنے سینے سے لگا

(۱۲)

۔ ہم مسکینوں کو کیوں بھلا دیا ہے
۔ تمہارے دیدار کیلئے ترس رہی ہوں
۔ کس سے کہوں اور کیسے کہوں ۔ کہ تم نے فراق کی تلوار سے مجھے مارا ہے
۔ جو دم بھی میرے ساتھ گذارا ہے ۔ میں تو صرف آپ کو دکھ اور غم ہی دونگا
۔ اے یار سچل تجھے وہ اپنا چہرہ دکھائیگا ۔ جسے تو روز پکارتا ہے

(۱۳)

رو رو رہی آں یار
ہن ہے مناسب آنون تیڈا

رازِ الستی سر تے چاتم برہ تیڈے دا بار
ہجر تساڈے کاھل کیتا رو واں زار و زار
لوں لوں دے وچ عشق لپیٹیاں من تیڈی تار
لکھ کروڑاں کتلے آکھاں ماریے حسن ہزار
اکھیاں تیڈیاں گل گلابی خونی عجب خمار
ظاہر نال زبان کریاں الفت دا اقرار
چشماں بحری باز تساڈیاں شوقی کرن شکار
عاشق کتلے قتل جو کیتے صورت دے سنگار
تیڈے کارن جوڑ پتوڑے گل ہنجواں دا ہار
سولی تے منصور چڑھایا چشماں دی چمکار
کیا کراں جو دل دا وچھایا برہے صبر قرار
دین مذہب کل دے کولوں یار سچل بے زار (سرجوگ)

ترجمہ :-

(۱۳)

میں رو رو کر بے حال ہو چکی ہوں
اے دوست مناسب ہے کہ تو آ جائے
میں نے تیرے فراق کا بوجھ روزِ الست ہی سے اُٹھایا ہُوا ہے
آپ کے ہجر نے کسی کام کا نہیں چھوڑا۔ بس زار و قطار روتی ہوں
آپ کے عشق نے جسم کے روئیں روئیں میں درد و غم کا تار پھیلا دیا ہے
حسنِ بے پرواہ کے ہاتھوں لاکھوں اور کروڑوں افراد مارے جا چکے ہیں
اے محبوب تمہاری آنکھیں گلاب کی طرح سرخ ہو رہی ہیں۔ اور ان میں عجب قسم کا خمار ہے
میں اپنے محبوب کی الفت کا اقرار ظاہری زبان سے بھی کروں گا
اے محبوب تیری آنکھیں سمندری عقاب کی طرح ہیں۔ جو محض شوقیہ شکار کرتا ہے
محبوب کے حسن اور سنگھار کی وجہ سے کتنے ہی عاشق فنا ہوئے
اے محبوب آپ کی خاطر ہم نے گلے میں آنسوؤں کا ہار پہنا ہے
منصور حلاج جیسے عاشق صادق کو دھن اور لگن نے سولی پر سوار کرایا تھا
ہجر و فراق نے صبر و قرار ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے
سچل دین و مذہب سے بیزار ہو گیا ہے۔

(۱۴)

ساکوں یار مریندیاں حسن والے دیاں چشماں
نینہں نظارے لگڑے نیزے ہین تے لائی تیڈے قدماں
برہ دیاں برچھیاں کیتیاں خماری تیڈیاں ہوئیاں کیہاں رسماں
ڈاڈھے ڈاڈھے چلدا ایں چالے سوہنا میکوں تیڈیاں قسماں
تیڈے باجھوں مردا جھردا سچل ملیندا بسماں

(سرپہاڑی)

(۱۵)

ڈیکھو ساڈے نال
کیتی ویندا ڈُڈھپ یار
اساں نمانیاں دی یار زور آور نہیں مینڈا گال
روزِ الستی کنوں ہے ساڈی جوشاں دے وچ جال
دردمنداں دا دلبر ڈاڈھا سُندا نہیں کوئی حال
دوست اسا ڈا اسنوری سیاں گھڑی گھڑی بے خیال
نال تساڈے ہیں تاں آہیں اپنے سچل کوں سنبھال

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۴)

۔ اے دوست ہمیں محبوب حسین کی آنکھیں قتل کرنے پر لگی ہوئی ہیں
۔ عشق ہو جانے کے بعد کا کیا منظر ہے ۔ میں تو تیرے قدموں پر پڑی ہوں
۔ فراق کی برچھیاں یوں لگ رہی ہیں ۔ کہ اس سے بے خودی اور خمار کی رونق پیدا ہو جاتی ہے
۔ اے محبوب مجھے تیری قسم ہے ۔ آپ زور آور قسم کی چالیں چلتے ہیں
۔ حقیقت یہ ہے ۔ کہ تیرے بغیر سجل بے حال ہے ۔ مگر بظاہر محض دکھاں لگا کر بناوٹ کے طور پر
ٹھیک نظر آتا ہے

(۱۵)

۔ دیکھئے ہمارا دوست ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے
۔ محبوب اتنا زور آور ہے ۔ کہ ہم سکھیوں کی بات ہی نہیں مانتا
۔ روز الست سے ہم جوشیلے ماحول میں وقت گذار رہے ہیں
۔ دردمندوں کا محبوب زور آور ہے ۔ اور میرا حال نہیں سنتا
۔ اے سکھیو! سنو ہمارا محبوب ہر گھڑی بے خیال ہے
۔ میں تو تمہارے ساتھ ہوں ۔ مگر اپنے سچل کو سنبھال لے

(۱۶)

لائی کیوں دل لائی
تساں پردیسی نال
نال تیڈے ہیں اصلوں لائی تھیویں نہ توں ڈکھی بھائی
یار مسافر چوٹک لائی مت تیکوں کیھی آئی
آدن جاون دی سدھ ناہیں دلبر دل گیا چائی
الٹ پالٹ دی گالھ ہے سچل سمجھ ایہا توں وائی

(سرپہاڑی)

(۱۷)

دلیاں تگیندا ونڈدا یار
یار تگیندا ونڈدا دلیاں
عالم سارے کوں عاشق کیتا چشماندے چمکار
داناواں کوں دیوانہ کردا اکھیاندا اسرار
نکل گے باہر برقع چاویں عشق ہویا اظہار
ایڈوں اوڈوں خون کریندا خوں بھریاں دا خمار
اکھیاں کھول کے ہادی دالا سچل ڈیکھ سنگھار

(سرپہاڑی)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۶)

. آپ نے پردیسی کے ساتھ
. دل کیوں لگا لیا
. آپ کے ساتھ عشق ہو گیا ہے ۔ آپ دکھی نہ ہوں
. مسافر دوست نے دل پر تیر مارا سمجھ نہیں آسکی
. محبوب چلا گیا ہے ۔ اب کہیں آنے جانے کا ہوش ہی نہیں ہے
. اے سچل یہ بات الٹ پلٹ کی ہے ۔ بس یہی کافی سمجھ

(۱۷)

. اے محبوب بڑی مشکل سے
. حالات کا سامنا کر رہا ہوں
. آپ کی آنکھوں کی تابانی نے دنیا بھر کو مسحور کر رکھا ہے
. آنکھوں کا اسرار داناؤں کو دیوانہ کر دیتا ہے
. باہر آکر نقاب الٹ دیا ۔ تو عشق ظاہر ہو گیا
. آنکھوں کی سرخی ادھر ادھر دلوں کو زخمی کرتی ہے
. اے سچل آنکھیں کھول اور مرشد کی بھبن دیکھ

(۱۸)

بھلا جانی کیہاں کیہاں
تیں ساکوں تانگھاں لائیاں
یک نہ پچھوں حسن دیاں فوجاں ڈیکھو چڑھ چڑھ آئیاں
آون دیاں وت دیس اساڈے تھیاں سوہنے ڈیاں والیاں
ڈو رہے ڈیلھے ولیاں لتھائیں جنھاں سوہنے دیاں جائیاں
بربر مشتاقاں کوں تساں سچل برہ پڑھایاں

(سر بیاڑی)

(۱۹)

تیڈیاں اکھیاں لعلوں لال
شوق یار شرابی ہوندیاں
بانیاں پدھ کے دور کھڑوون کیفی ڈیکھ کلال
ڈیکھ پتنگ پرواز کریندے تیڈا مکھ مشعال
دلیاں ڈلے سودے دیوتج ڈو نہیں نین دلال
سچل صفت تمام نہ تھیوے پھر دیاں بے تہ خیال

(سر پوربی)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(١٨)

. اے محبوب بھلا آپ نے ہمیں کس طرح کے انتظار میں مبتلا کر رکھا ہے
. حسن کی فوجیں ایک دوسرے کے پیچھے چڑھ چڑھ کر آ رہی ہیں
. ہمارے وطن میں محبوب کی آمد کا شہرہ ہے
. میں صبح سویرے وہاں جاؤں گی۔ جہاں محبوب کا ڈیرہ ہے
. سچل آپ نے سب عاشقوں کو سوز و فراق کا سبق پڑھایا ہے

(١٩)

. اے محبوب آپ کی آنکھیں لعل کی طرح ہیں
. جیسے بالکل شراب سے مست ہوئی ہوں
. کلال ہاتھ باندھ کر دور کھڑے رہتے ہیں
. پروانے آپ کے رخ کی تابانی دیکھ کر پرواز کرتے ہیں
. دلوں کے سودے میں یہ دو آنکھیں دلال کا کام کرتی ہیں
. اے سچل یہ صفت ختم ہو جائے۔ کیونکہ آنکھیں بے خیال ہوئی جا رہی ہیں

(٢٠)

اکھیاں لگیاں ڈاڈھی جا
عشق دیوانی ہیں کیتیاں
لگی جنہاں کوں سے ہی جانڑن خبر لوکاں کوں نار
عالم وچ پیا ہل حسن دا جلوہ جا بجاء
درد اہیں دی اور نہ کائی باجھوں درس دواء
سچل سائیں سبھ وچ وسدا لوکاں گل نہ کاء
(سرپوربی)

(٢١)

ساڈے گھر آیا
آیا سوہنا سدا آیا
اپنا وعدہ آپ پلیو نے اساں تاں درشن پایا
دسر گیوسے فلک ہجر دا گل سجن چا لایا
معاف مداں بھ کیتو نے یار ساکوں پرچایا
اگن میڈے ٹر آیا سویلے موسے عجب محب ملایا
سچل جنہیں دا سگ ہے اصاوں سر میٹھے اوندا سایا
(سرملاولی)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۲۰)

۔ آنکھیں زور آور جگہ پر اڑ گئی ہیں
۔ عشق نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے
۔ لوگوں کو کیا خبر ہے ۔ یہ تو جس دل لگی ہے ۔ وہی اس کا اندازہ کر سکتا ہے
۔ دنیا بھر میں اس کے جلوہ کا ڈنکا بج رہا ہے
۔ اس درد کی دوا سوائے زیارت کے اور کچھ نہیں
۔ سچل سائیں دل میں آباد ہے ۔ لوگوں کو کوئی خبر نہیں

(۲۱)

۔ محبوب ہمارے گھر آ گیا
۔ اس کا آنا مبارک ہے
۔ اس نے اپنا وعدہ خود وفا کیا ۔ ہمیں تو زیارت ہو گئی ہے
۔ محبوب نے گلے لگا لیا ۔ تو سوز و فراق کا بیمار تحلیل ہو گیا ۔ ہم غم بھول گئے
۔ انہوں نے ساری کوتاہیاں معاف کر دیں ۔ اور ہمیں مطمئن کر دیا
۔ میرا محبوب میرے آنگن میں صبح سویرے آ گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب ملا دیا ہے
۔ میرے سر پر اس کا سایہ ہے ۔ سچل جس کے دروازے کا سگ ہے

(۲۲)

خونی میڈے گلے دا　　تیڈیاں اکھیں دا خنجر
تیڈیاں اکھیں دا خنجر　　خونی میڈے گلے دا
تک نین کبیراں کوں　　مارن مسافراں کوں
پھٹیا تیں عاشقاں کوں　　دم دم اے دوست دلبر
ابرو دو ہیں کماناں　　چاڑھیوناں گوشہ داراں
مژگاں دی ڈیکھ باراں　　سینہ سپر سراسر
چشماں دا ڈیکھ افسون　　پھردے ہزاراں مجنوں
تھکے قتل لکھ فلاطوں　　کسریٰ تے کیا سکندر
نیڑے نفیس چلدے　　دلدار بے بدل دے
سچل کنوں ازل دے
نیناں دا ہویا نوکر

(سر بلاولی)

ترجمہ :-

(۲۲)

۔ آپ کی آنکھوں کا خنجر میرے گلے کا قاتل ہے

۔ تیری آنکھوں کے خنجر ہی میرے گلے کا قاتل ہے

۔ اے دوست تیری آنکھیں مسافروں کو قتل کرتی ہیں ۔ عاشقوں کو زخمی کرتی ہیں

۔ آپ کے ابرو کمانیں ہیں جن سے مژگاں کے تیروں کی بارش ہوتی ہے ۔ اور عاشقوں کیلئے سوائے اسکے کیا چارہ ہے ۔ کہ سینہ سپر رہیں ۔ اور نظر کے تیر کھائیں

۔ تیری آنکھوں کا جادو دیکھ کر ہزاروں مجنوں بنے پھرتے ہیں ۔ افلاطوں جیسے لاکھوں دانا سکندر جیسے بادشاہ بھی اس جادو سے بچ نہیں سکے

۔ میرے دلدار محبوب کے سامنے گویا ہرنے ہیں ۔ جو چل رہے ہیں ۔ اور بجلی کا یہ حال ہے کہ وہ ازل سے ہی ان آنکھوں کا غلام ہے

(۲۳)

بسم اللہ وے بسم اللہ سوہنا آیا آکھاں بسم اللہ
میں صدقے تھیواں بسم اللہ رد بلا وے رد بلا !
میں واری جانواں بسم اللہ

ناں غمازدے دلبر آندا سبز چیرہ سر کج کلاہ
میں واری جانواں بسم اللہ

پیچاں تیج زلف ظالم دی تہیں دی زیر مچایا زلزلہ
میں واری جانواں بسم اللہ

گل عاشقاں دے آن گھتوں ایہو صورت والا سلسلہ
میں واری جانواں بسم اللہ

نازنیناں دے عاشق مارے پیا غمازیاں دے گھر غلغلہ
میں واری جانواں بسم اللہ

پوراں ڈیکھ حیران چو ہوئیاں ایہو ویڑھے ویڑھے ول ولا
میں واری جانواں بسم اللہ

چشماں تہنڈیاں باشے بجری کرن جوش ڈلیاں تے آحملہ
میں واری جانواں بسم اللہ

سوہنی صورت ڈیکھن سیبی ہن بجلی کریندا الا اللہ
میں واری جانواں بسم اللہ

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۲۳)

. اللہ کا نام لیتی ہوں ۔ میرا حسین محبوب آیا ہے ۔ میں قربان جاؤں
تمام بلائیں دور ہوں ۔ میں واری جاؤں

. دلبر محبوب ناز و ادا کے ساتھ آیا ہے ۔ سر پر کلاہ امتیاز ہے
میں قربان جاؤں ۔ اللہ کا نام لیتی ہوں

. محبوب کی زلفیں پیچدار ہیں ۔ ان کی خوبصورتی نے تہلکہ مچا دیا ہے
میں قربان جاؤں ۔ میرا محبوب آیا ہے

. آپ نے عاشقوں کے گلے میں ڈال دیا ہے ۔ یہ مست کر دینے والا حسن کا سلسلہ
میں واری جاؤں ۔ اللہ کا نام لیتی ہوں

. میرے محبوب کی آنکھوں کی اداؤں نے قتل کئے ہیں ۔ یہ وہ مقام ہے
جہاں ... بھی اس انداز قتل سے پریشان ہیں

. حوریں میرے محبوب کو دیکھ کر حیران رہ گئیں ۔ جب میرا محبوب واپس میرے
آنگن میں آیا ۔ اللہ کا نام لیتی ہوں محبوب کی آمد پر

. آپ کی آنکھیں تو سمندری عقاب کی طرح ہیں ۔ جو دل والوں پر آ کر
حملہ آور ہوتی ہیں

. محبوب کے حسن جمال کو دیکھ کر سچل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ رہا ہے اور
خدا کی حمد کرتا ہے ۔ میں واری جاؤں ۔ میرا محبوب آ گیا ہے

(۲۴)

زاری زاری یار زاری
نال تیڈے نکھ ذاری

نال تساڈے میڈی آہی یاری یاری یار یاری
محبت تیڈی آ مینبایدی ماری ماری یار ماری
بے تساڈی نکی اساڈی گاری گاری یار گاری
گال سچل دی بنھ تساڈے ساری ساری یار ساری

(سرائیکی وی قصوری)

(۲۵)

غیر نہ ہرگز رہندا
ڈیکھن نال سجن دے

دلبر ا جھوں نال کھیندے تاہ نہ ساڈا ٹھہندا
سوراں نال جو یار الاوے ساہ نہ ساڈا سہندا
ڈر دیندا غیراں کوں کول ساڈے نئیں بہندا

سچل جانے روز غماں وچ
سوہنا سنبھال نہ لہندا

(سرائیکی)

ترجمہ :-

(۲۴)

اے محبوب ترے ساتھ زاری ہے
اور یہ زاری لاکھوں بار کرتا ہوں
اے دوست آپ کے ساتھ ہماری دوستی ہے
آپ کی محبت طعنوں کی ماری ہے
ہماری گردن ہے ۔ اور آپ کا پھندا ہے
سچل سرمست کی بات بالکل آپ ہی کے ہاتھ میں ہے

(۲۵)

جو بھی ہمارے دوست کی زیارت کر لیتا ہے ۔ وہ ہمیں عزیز ہو جاتا ہے
ہمارے دوست کے سوا ہماری کسی سے بن نہیں آتی
میرا محبوب اگر دوسروں سے بات کرے ۔ تو یہ بات مجھ سے برداشت نہیں ہوتی
وہ غیروں کے پاس چلا جاتا ہے ۔ ہمارے پاس نہیں بیٹھتا
نے سچل غم کے دنوں میں بھی محبوب پرواہ نہیں کرتا

(۲۶)

دوست دیوانی کیتی
دل دی سٹانواں کیڑھی گاہل ڈے
دردمنداں دی دلڑی ۔ دلبراں نگاہاں نیتی
پھڑکے چوپڑ چشماں والی ساری بازی جیتی
مشتاقاں دی رت دلبر سائیں رت ڈلیندی پیتی
اپنی الفت ساجن سائیں نال سچل دے سیتی

(سریردو)

(۲۷)

گالھ کریں کئی آنون دی
آنوندی پھیرا پانوندی
داتی کڈاں ایہا کڈیں نہ سنائیں جانی ڈے ڈل جانوندی
ہجر اواریں گذ آ گذاریں موسم آنی ہے ساونڈی
اساں غریباں کوں کریں نہ تسالا سوہنا سائیں چت جانوندی
سینے دے وچ یار سچل ڈے ناہیں سک تے سمانوندی

(سربلاولی)

ترجمہ :-

(۲۶)

. دوست نے تو دیوانہ کر دیا ہے
اپنے دل کی کیا کیا بات بیان کروں
. دوستوں کا دل تو محبوب دلبر نے آنکھوں سے ہی لوٹ لی
. آنکھوں کی بساط پر سارا کھیل محبوب نے جیت لیا
. مشتاقوں کے دلوں کا خزانہ تو سجے محبوب نے سکوا لیا
. سچل کے ساتھ ان کی محبت تو جیسے ہی دی گئی ہے

(۲۷)

. اے محبوب اب تو آنے کی بات کر
اس طرف پھیرا لگانے کی بات کر
. خدا کرے یہ غمناک خبر کبھی نہ سنوں کہ محبوب واپس جا رہا ہے
. ہجر و فراق کی گھڑیاں اب ختم ہونی چاہئیں ۔ اب تو [illegible]
. اے محبوب اب ہم غریبوں سے بچھڑنے کی نہ سوچیں
. سچل کے سینے میں تڑپ اور خواہش کم نہیں ہوئی

(۲۸)

اساں تیناں ڈھوں یار
سگھڑے آون دی کر کائی
ہجر تساڈے کا ہل کیتا   سر ہے چار ڈھیا بار
تیں بیں توں کیوں ڈل جائی
اگڑ اساڈے آویں پیارا   رووال زار و زار
بیں کن تھکی آ ڈکھ بھائی
راتیں ڈینہاں لگ رہی ہے   تن من تیڈی تار
نال میڈے تیں ڈاڈھی لائی
ازل کنوں میں آہیں   تیڈے بیراں پیزار
معلوم ہے تیکوں گال بھائی
در تیڈے تے بندے بردے   سچل جہیں ھزار
آ ہاہٹ بازاریں وائی

Gul Hayat Institute

الف ۔ آ میڈی دل چاہندی جی جاء نہیں ہاء ہاء میاں
اُلکار گھیں ڈکھ لاگیوں پھر آء کے کجھ الا میاں
کافی واء گھلی میاں ساہ چھوڑ باطنے ڈیون وا دا میاں

ب ۔ بس سیاں کوں رس نہیں روح وس نہ میڈے وس میاں
جیڑا جس نہیں پردس پنیاں خاطر کس گیوں کیوں نس میاں
ہیں کس سیاں دے ڈس نہیں لگی کس نہ کافی چس میاں

ت ۔ تات تیڈی وائی وات میکوں تھیوِیں سات نہ ڈکھیں ذات میاں
من بات سوہنا مہیات ہوئی ڈینہاں رات ہوئی پرہات میاں
تلات ڈیوں مصلات کافی میکوں درد لایوئی باتوں بات میاں

ث ۔ ثابت سار سنبھار تیڈی اندر عشق کیتا انتظار میاں
کئی لکھ ہزار دو یار تیڈے کیتے رودن زار و زار میاں
تیڈی تار لگی دلدار مینوں یک واری بے اختیار میاں

ج ۔ جال میڈے توں نال سوہنا ہر حال تھیوِیں توں پال میاں
ورق وال وچھوڑے دا گال سنٹیں اپنا آپ کریں بلا بال میاں
پیا ذج جنجال دے حال میڈا ہتی تھیں کریں نیل قتال میاں

ح ۔ حال خیال وچ یار آ گاہ دل کیوں نہ لہن سنبھال میاں
لس سوال سادا کریں بجال جھاء تھلے سکدیاں مینوں سال میاں
رہ لال کیتم اکھیاں خیال تیڈے کیتا مرنہ تیڈے نے نال میاں

ترجمہ :۔

(۲۸)

۔ اے دوست اب ہماری طرف آنے کی نا کر
۔ جلدی آ ۔ کہ آپ کی جدائی نے کسی کام کا نہیں رکھا ۔ سوز و فراق نے بے بس کر دیا ہے ۔ آپ نے مجھ سے بے پرواہی کیوں اختیار کر لی ہے
۔ میں زار و قطار رو رہی ہوں ۔ آپ ہمارے ہاں آ جائیں ۔ میرے ہاں آ کر ٹھیرو
۔ رات دن آپ ہی کی دید کی تڑپ اور آپ ہی کا انتظار ہے ۔ میرے ساتھ آپ نے زور آوری اور بے پرواہی کی ہے
۔ میں تو ازل سے ہی آپ کے قدموں کی جوتی ہوں ۔ آپ کو ساری بات کا علم پہلے ہی ہے
۔ آپ کے دروازے پر مجھ جیسے ہزاروں غلام موجود ہیں ۔ اور اس کا غلغلہ شہر بازار ہے

ترجمہ :

الف ۔ اے محبوب! میرا دل آپ نے لے لیا ہے۔ اور اب شور کرنے کا مقام نہیں آنکھیں زخمی اور دکھ لگ گیا۔ اب مناسب ہے کہ آکر کچھ بات چیت کریں ایک ایسی ہوا چلی ہے۔ کہ کیسوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اور طعنے دینے لگ گئے ہیں

ب ۔ اے محبوب سہیلیوں کی بات میں رنج پیدا کر دیا ہے اب میری روح بھی تو میرے بس میں نہیں رہی جی کو سکون نہیں۔ مگر کچھ لوگ بس میں ہوں۔ خدا جانے آپ کس کی خاطر یہاں سے چلے گئے ہیں۔ اب تو سہیلیوں کے سامنے بھی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اب کوئی لذت نہیں رہی

ت ۔ تمہاری لگن نے عجب شورہ پیدا کیا ہے۔ پر آپ میرا ساتھ دیں۔ اور میری ذات کو محفوظ نہ رکھنا۔ اے محبوب بات سن۔ ہر طرف افسوس ہو رہا ہے۔ رات دن چرچا ہے۔ مناسب ہے کہ آکر آپ مجھے تسلی دیں۔ آپ نے باتوں میں مجھے درد فراق میں مبتلا کر دیا

ث ۔ اے محبوب آپکی توجہ ہی مجھے بہتر بنا سکتی ہے۔ آپ کے عشق نے بے بس کیا ہے۔ آپ کے ہزاروں لاکھوں چاہنے والے آپ کیلئے گریہ کرتے ہیں۔ آپ کی طلب میری روح کو بے چینی لاحق ہے۔ اور اس نے بے اختیار کر دیا ہے

ج ۔ اے محبوب پرجلال و پرجمال آپ میرے ساتھ نبھائیں۔ اور میرے ساتھ تعلق میں اضافہ کریں ہجر و فراق کی کتاب کا ورق الٹ دو۔ اور میری بات سنو۔ میرا حال جنجال میں پڑ گیا ہے۔ میں اور کیا بات کروں

ح ۔ اے محبوب تجھے میرے حال کی حقیقت معلوم ہے۔ پھر مجھے ہوس نہیں دکھانا۔ میری صدا سن کر آپ ادھر توجہ کریں۔ کیونکہ مجھے تڑپتے کئی سال ہو گئے ہیں۔ میں نے رو رو کر اپنی آنکھیں سرخ کر لی ہیں۔ صرف آپ ہی کا خیال کر کر کے اور آپ کی جدائی و فراق نے تنگ اور بدمزہ کر دیا ہے

خ ۔ خواب گیا کنوں تات تیڈی کیتا برہ ساکوں بے تاب میاں
۔ تول شتاب آویں ڈیویں آپ میکوں سائیں کھول نقاب حجاب میاں
تیڈے نینہ نواب کباب کیتم کوئی نہیں عتاب خطاب میاں

د دم واندا نہیں غم کنوں ہڈ چم واسا تیڈے داہ سائیں
ہمدم تھی گئیتس نہ جم اتھاں سارا الم میڈے در جھوڑ جائیں
چاویں تم نہ بھی ملیں طالب تم نہیں کوئی شرم عاشق گل لائیں

ذ ذوق تیڈا ساکوں شوق لگا طعنہ لوک ڈیوے نت چوک میاں
نینہ تیڈے لوک لگی محبت موکھ لایو اوراں پھوک لاون ساکوں لوک میاں
تیڈا طوق گھتیم گل بانہہ والا سوہنا سوز کیتا ساکوں سوک میاں

ر راہ تکھڑا ارواح تیڈے چیت چاہ دی سنجھ صباح میاں
وہ وا سنبھال توں آہ کنوں میڈے نال سولاں دی سپاہ میاں
پنڈا پاہ تھیا تیں ماہ کیتے میڈی دل دی جنی آگاہ میاں

ز زار زار رووال تیں یار کیتے تھیوے کار نہ کئی نروار میاں
ڈوں چار سے دلدار تیکوں جی جار رہیا دلدار میاں
گفتار سناں تلوار تیڈی تھیوے دل تا یار غ بہار میاں

س ساری آکھاں گالھ یاری والی تیں نال کریجے دوزاری میاں
یاری برہ دیاں کاری ساکوں گل چا گھتونی گاری میاں
واری یار تیں توں سو واری ونجاں دوستی زخ گھتیں متا گھاری میاں

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

خ ۔ اے محبوب آپکے مسلسل خیال کی وجہ سے نیند ختم ہو گئی ہے۔ اور ہجر و فراق کی کیفیت نے بے تاب کر دیا ہے۔ آپ جلد از جلد آئیں۔ رخ تاباں کی دید میری پیاس بجھائیں۔ آپکے عشق نے جو ہر طرح سے بزرگی ۔ مجھے کباب کر دیا ہے۔ اور اس نحیف کا خانہ نہیں ہو پایا

د ۔ سانس غم سے خالی نہیں ہے۔ ہڈیوں اور کھال تک تمہارے فراق میں متاثر ہیں۔ اے محبوب دوست و ہمدم ہوکر یہاں کوئی جھگاوا نہ ڈالنا۔ یہاں را کام ہی تباہ ہو گیا ہے۔ مناسب ہے کہ تو میری طرف نظر کر اور مجھ جیسے عاشق صادق کو گلے لگالے۔ اس میں شرم کی کوئی بات نہیں

ذ ۔ آپ کی کشش اور محبت نے مجھے بے پناہ شوق میں مبتلا کیا۔ لوگ طعنے دیتے ہیں۔ اور قہرے لگاتے ہیں عشق کی نوک لگی۔ اور محبت نے زیر دام کر لیا۔ غیر لوگ تنہا چھوڑتے ہیں۔ آپ کی محبت و چاہت کا طوق گلے کا ہار بنائے پھرتی ہوں۔ محبوب سوتے ہیں سو کر رکھا ماموں جی ہوں

ر ۔ روتے ہیں آپکی چاہت کی وجہ سے کھڑی ہوں۔ آپ کی محبت نے صبح و شام [illegible] کر رکھا ہے۔ محبوب تو نے آپ کو محفوظ رکھو میرے ساتھ تو گویا کانٹوں کی سیج ہے۔ آپ میرے لیے چاند ہیں جسکے نے چاند ماند پڑ گیا ہے۔ اور اس کیفیت کو میرا دل ہی جانتا ہے

ز ۔ میں آپ محبوب کیلئے زار و قطار روتی ہوں۔ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ دو چار اور دلدار محبوب بھی بے شک آجائیں۔ مگر میری تمنا ہے۔ کہ ایک بار پھر میں اپنے محبوب کی بات چیت سنوں۔ اور دل باغ و بہار ہو جائے

س ۔ اپنی دوستی کی ساری بات عرض کر دوں۔ اور ساتھ ہی سالہا سال کا ہجر و فراق کی شکل ہمارے سے بہت آزمائش اور آپکے جانے گلے میں یہ پھندا ڈال دیا ہے میں اپنے محبوب سے سو بار قربان جاؤں۔ دوستی میں فرق نہیں آنا چاہیے

ش ۔ شام صبح آرام نہیں پیغام پہنچوئی نہ سلام میاں
اکھیاں خواب تمام حرام کیتا آون دا نہ کیتوئی انجام میاں
انعام غلام دیدار تھیوے کریں یار قبول کلام میاں

ص ۔ صورت آواز نیاز کنوں بانہاں بددھ کھڑیں بے نیاز اگوں
اتھاں ناز کنوں توں باز آویں تیڈا راز ہووے کارساز اگوں
تن ساز کریں آواز اگاں کرن صفت نہیں دل نواز اگوں

ض ۔ ضرر ضرر وچ عاشق ہویا شیر شکر بھی بجھ تا زہر میاں
شہر ہجر دے وچ تہن دا ہو کا پھریا ال غل ہویا اندر ہیر میاں
عاشقاں کنوں نظر گذر اہاہے وہم تھیے در بدر میاں

ط ۔ طور دا ڈھی پر شور ایہا زوری نال گھتے ہوئی زور میاں
گھمر گھور تہن وچ جفا جوریاں ہنڑے نال لاوین تھیندا ہور میاں
جتھاں کیف کلاں کھٹور ہتیا انہاں بر انجیایا بور میاں

ظ ۔ ظلم جہوں کیتا منظور ہویا پر نور میاں
مصحف وچ مذکور ہویا معروف ایہو مشہور میاں
چک تور امانت عشق کیتا سر سوئی سنیاں منصور میاں

ع ۔ عشق اجل کیا عقل لگے توڑے کرے عقل تحمل میاں
کوئی پل نہ سوئی تحمل کرے بھیں برہ دا ڈیکھو بدل میاں
تہیں دا ہئی عمل اصل ڈاڈھا اندوہ وچ مشکل میاں

Gul Hayat Institute

ترجمہ

ش شام اور صبح کسی وقت چین نہیں پڑتا۔ آپ کی طرف سے نہ سلام آیا نہ پیغام ملا۔ آنکھوں نے نیند حرام کر دی ہے۔ آنے کے ارادہ کو انجام تک آپ نے نہیں پہنچایا۔ آپ میرے الفاظ کو پذیرائی بخشیں۔ اور غلام کو انعام کے طور پر دیدار کرا دیں

ص نیازمندانہ آواز کے ساتھ بے نیاز محبوب کی بارگاہ میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ آپ ناز اور رعونت سے باز رہنا۔ تاکہ کارساز قدرت کے سامنے مقبول ہو۔ تمہارے نیاز کے طور پر آواز کو صحیح طریق پر اختیار کرنا۔ اور محبوب دلنواز کے سامنے اچھائی بیان نہ کرنا

ض عاشق بے نصیب صرف نقصان اٹھانے کیلئے ہی ہے۔ اور اسکے نزدیک تیر و شکر زہر کی طرح ہو گئی ہے۔ آپکا شہرہ شہر بھر میں ہو گیا ہے۔ اندر باہر آپ ہی کے تذکرے ہیں۔ عاشقوں کی نظریں آپ کو تلاش کرتی ہیں۔ اور انکو طرح طرح کے وہموں نے گھیر لیا ہے

ط محبوب کا طور طریقہ زور آوری اور پنجہ آزمائی کا ہے۔ جفا کا غلبہ تو ویسے ہی ہے۔ لیکن جب عاشق کمزور ہو۔ تو حالات برعکس ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے عشق کیا، تلخ مے پی تھی انہیں ہجر و فراق اور بے چین کر دیا ہے

ظ جہالت اور لاعلمی نے اندھیرا ہی پھیلانا تھا۔ لیکن بارہا تو روشنی ہی کا مقدر تھی۔ کتاب پاک میں بھی مذکور ہے۔ اور داناؤں کی بھی یہی رائے ہے۔ کہ جس نے ساری رسمیں توڑ کر عشق کیا۔ اس منصور کو سولی پر چڑھایا گیا

ع عشق کی بصیرتوں کو اہل لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ چاہے عقل کتنا ہی زور لگا لے۔ عقل پر ظاہر ہے۔ کہ ہجر و فراق کی سختیاں سہنے کو بھی نتیجہ نہیں ہوا لگا۔ در اصل بنیادی چیز تو عمل ہی ہے۔ جس میں پوری طاقت ہے۔ یہی چیز اندھیروں میں مشعل کا کام کرتی ہے

غ غازی تیز پھٹے سرسولی راضی باکے کیہی کیتی سربازی میاں
آزی کر دوڑاوں تازی اتھاں وت کیا کریں قاضی میاں
کہیں دے حال نہ بینس تے ماضی لبے ہی سور ہا سرفرازی میاں

ف فال پتی عشق دے حال والی کر آدم سائی برحال میاں
خال پھٹے وتح خیال اہیں کیتس حال تنجال کمال میاں
کتاں جالیں احوال کنوں کائی سربتیں امثال میاں

ق قال تے بامرحال کنوں نہیں خاص چانوے خیال میاں
اجال وصال احوال دیوتح وت ڈیکھن جوڑ جمال میاں
ڈینہہ رات جنہیں دی دو منفعال تیکوں پاتھوں اہیں کوں مجال میاں

ک کائی نہیں بن جیا تیکوں باجھوں ہا دیوا نی واہ میاں
کیتیں لا اتھاں برپا کریں ایہو ڈیکھ سارا سرڑیا میاں
سر آ ڈولوں جیت جیا اتھوں عاشق اور بازی نہ بنا میاں

ل لٹ نتوڑی پہلی سیٹ میڈی دل جیٹ الٹ پاٹ میاں
ساڈوں پھوٹ گھتیوی زلفاں وڈ سوہنیاں میڈا ج نتوڑی پٹیا
جٹ لا کے سٹیاں پچھے ہٹ رہنیاں طعنے ڈیون اساں نوں سٹ میاں

م مار زار فراق والی میکوں مار گیوں دلدار میاں
میں یار آزار دیار تیڈی لنگھو نینہہ والی وو لطار میاں
ہوشیار ہزار ہلاک تھیوں جنہاں ڈٹھا چمکار میاں

Gul Hayat Institute

غ ۔ غازی لوگ سر دھڑ کی بازی لگا کر آئے ۔ بانکے جوانوں کی سر کی بازی ایسے سر پھرے لوگ یہاں
لیے تازی گھوڑے اپنی مرضی سے دوڑا رہے ہیں ۔ یہاں ناصح اور قاضی کیا کریں گے ۔ وہ کسی کا نہیں
مانتے اور نہ ہی گذرے دنوں کے واقعات سے سبق حاصل کرتے ہیں ۔ اسی دھن میں ہی سرفرازی ہے

ف ۔ عشق کے حال کے بارے میں نال نکالی گئی ۔ انسانی رموز اور حالات نظر آئے تھے ۔ بیچارے حال
پریشان رہے ۔ کہ انہے تو محبوب کے خیال میں اپنی حالت خراب کر لی تھی ۔ مشکلات اور
فراق کے مارے ہوئے حالات کی مثال اور کہاں ملے گی

ق ۔ کہنے کی بات نہیں ۔ مگر حقیقت یہی ہے ۔ کہ محض خیال ہی ہے ۔ اور کوئی خاص بات
نہیں ۔ موجودہ حال اور وصال کی گھڑیوں میں حسن و جمال کے پہلو تلاش کرنے چاہئیں
رات دن حسن ہی کا آپ کو خیال ہے ۔ اسکے بغیر تو جینے کی مجال ہی نہیں

ک ۔ سوائے ہادی و درغل عنیارہ کے اور کوئی جگہ نہیں ۔ حسن و جمال اگر آپ دیکھ لیں ۔ تو آنکھیں
ملتے ہی وارفتگی طاری ہو ۔ اور عاشق حسن و جمال کی اس درگاہ پر جان کی بازی
کھیل جائیں

ل ۔ پہلی نظر میں ہی آپ نے میرا دل لوٹ لیا ۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا سینہ زخمی کیا ۔
اور اپنی زلفوں کا اسیر بنایا ۔ اور روح کے سکون کو برباد کر دیا ۔
سہیلیوں نے ایکا کر کے بہت سمجھایا ۔ اور طعنے دئے

م ۔ ہجر و فراق کی کیفیت کی وجہ سے دلدار کے ہاتھوں بے بس ہو گئی ہوں ۔ دریا کے آر پار
ہر جگہ یہی شہرہ ہے ۔ کہ آپ عشق کی ندی میں تر گئے ہیں ۔ وہ ہوشیار آدمی لاکھ چالاک
ہونگے ۔ مگر حسن و جمال کی تابانی کے سامنے ان کی کوئی پیش نہیں چلتی

ن ۔ ننگ چاڑ ہووی غمزے کنک ساں تے تنک لا فتح ساری ملک لٹے
لٹک نال میڈی وی چیک نتی کہیں دی پھٹک نہیں اٹک کون ڈیوے
ڈٹک نال زلفاں ڈاڈھا دام گھتیا جند جان میڈی جانی جھنک ڈیوے

و ۔ وار کیہیں توں تاں یار آہیں ۔ اقرار کریں سچا نال میڈے
انجوں ہار یوں تاں جار پیا اسرار کیتوئی لگوں گال میڈے
اختیار میڈا منڈھوں یار تئیں کے وار آویں اج کال میڈے

ہ ۔ ہوش وچوں مدہوش تھیاں ڈیویں گوش میکوں دو خروش ڈھول
سرپوش تھیویں آغوش میڈی آون ول کریں بے ہوش ڈھول
دل جوش گھتیاں داروں نوش تیڈے کائی گھٹ نگاہ آغوش ڈھول

ی ۔ یار آیا دل یار میڈے جنسار کرے سینگار میاں
اسرار وچوں اظہار ہویا انہاں دیداں ڈٹھا دیدار میاں
تجلی سار نہار دو جنہیں دی آہی ہوئی ڈیس ملیا دلدار میاں

Gul Hayat Institute

حُسن وعِشق

غزلیں

ترجمہ :-

ن۔ آپ بے دھڑک غمزہ و ادا نے چڑھائی کی۔ اور اسکی کمک نے فتح کو یقینی بنایا۔ اداؤں کی اس یلغار نے دل کو تسخیر کرلیا۔ جب کسی کا ڈر نہیں۔ تو روک سکتا ہے

و۔ اے محبوب تو مقررہ دن کو آہی جائیگا۔ لیکن میرے ساتھ سچا وعدہ کریں جی کا دکھ بڑھ گیا۔ میں نے آنسوؤں کے ہار پروئے۔ تو نے میری بات پر عجب ردعمل کا اظہار کیا۔ اے دوست مجھے دل پر اختیار ہی نہیں رہا۔ آپ آجکل ہر صورت آجاویں

ہ۔ میں ہوش میں رہتے بھی بے خود ہوں۔ اے دوست میری کیفیت کی طرف توجہ کر۔ آپ میری آغوش میں چھپ جائیں۔ اور مجھ بے خود کی طرف آکر ہوش بحال کرائیں۔ آپکے ہجر و فراق کی شراب پینے والے نے تو ہنگامہ کردیا اب میری طرف نظر کرم کر

ی۔ جب میرا یار اور دوست آیا۔ تو اس نے نہال کردیا۔ اسرار کے اندر سے اظہار ہوا۔ اور مشکلات حل ہوگئیں۔ ان آنکھوں نے محبوب و مطلوب کی زیارت کر لی۔ اے تجلی جس صاحب جمال کا خیال تھا۔ اس محبوب سے ملاقات ہوگئی

Gul Hayat Institute

چشماں چمک چمک کر دل تے اثر ہے کیتا
کیا بات ہے اثر دی بالکل حشر ہے کیتا
وہ ناز غمزہ سیتی آیا ہے یار میرا
ایہ ڈیکھ لاابالی زاھد حذر ہے کیتا
اک دن تماشے کیتے بازار وِچ گیا ہا
وِچ ھا ڑھا عاشق سارا شہر ہے کیتا
ابرو دیاں کج کماناں مژگاں دا تیر کاری
وِچ عاشقاں دے سینے ہک دم گذر ہے کیتا
لکھ میر شہزادے حیران ڈیکھ ہوندے
ڈیکھ آپنی غریبی سالک صبر ہے کیتا
پاتی جو عشق پھیری دلڑی لٹی ہے میری
دلدار فتح تیری دل تے گذر ہے کیتا
چشماں دا شور جانی بے شک توں زور جانی
وہ دا عجب نظارے ظاہر ضرر ہے کیتا
سچل سجن نرالا چمکار جیسا والا!
ہتھ وچ ہے تیغ بھالا زخمی جگر ہے کیتا
(سرپاڑی)

ترجمہ :-

. محبوب کی آنکھوں کی تابانی نے دل کو بہت متاثر کیا ہے
اثر کیا ہے ۔قیامت برپا کردی ہے
. میرا محبوب عجب طرح سے آیا ہے ۔ ناز و ادا سے مرصع ہے
. زاہد خشک کی سادگی دیکھئے ۔کہ وہ کترا کر چلا گیا ہے
. میرا محبوب ایک بازار کی طرف جا نکلا تھا
. اس قدر غلغلہ ہوا ۔کہ اسکے حسن و جمال نے گویا سارے شہر کو اپنا عاشق بنا لیا
. محبوب کے ابرو کمان اور اسکی مژگان اگر تیروں کی طرح ہیں
. جو ایک وقت عاشقوں کے سینے کے پار ہو جاتے ہیں
. بے شمار سردار اور شاہزادے دیکھتے ہی حیرت زدہ رہ جاتے ہیں
. مگر سالک نے اپنی بے بضاعتی کو دیکھ کر ضبط و صبر سے کام لیا ہے
. عشق کا کیا آنا تھا ۔کہ میرا دل لٹ گیا
. اے محبوب تری فتح کا کیا کہئے ۔کہ دل کو روند ڈالا
. آنکھوں کا اثر بے حد پُر زور اور انقلاب افزا ہے
. ان مناظر نے عجب نقصانات ظاہر کئے ہیں
. سچل آپ کا محبوب نرالا ہے ۔روشن رخ اور تابندہ مانگ رکھتا ہے
گویا اسکے ہاتھ میں تلوار اور بھالا ہے ۔کہ جگر زخمی ہو گیا ہے

Gul Hayat Institute

ہمیشہ ملیں کنے ہوویں نہ پیارا دور توں جاویں
اللہ لگ حال سُن میڈا اُکن ول پھیرڑا پاویں
تساں باجھوں اداسی ہیں پھراں سک سناسی ہیں
ازل کولوں ہاں پیاسی ہیں سکھاول کر وطن آویں
برہ تیڈے دی بدنامی بھرام عشق دی خامی
کڈاں عاشق نہ آرامی اساں تے چھاں مُتل چھاویں
سجن تیکوں نہاراں ہیں نہ کوئی دم وساراں ہیں
سدا راہاں نہاراں ہیں اساں توں چیت مُتاں چاویں
اساں تے رہ سجن راضی نہ کرایڈی توں بے نیازی
سدا در تیڈے تے آزی نبھاوں داتوں نینہہ لاویں
تیڈیاں ہن جا بجا جائیں سبھا جاتوں سجن سائیں
اتھاں کیا رنگ کرائیں سدا عشاق توں پاویں
بلاشک رنگ تیں لایا ہے دل وچ جوش جاگایا
دلاسا آپ فرمایا سچل گُن یار دے گائیں

ترجمہ نگو

ترجمہ ۔

میرے محبوب تو ہمیشہ میرے پاس رہ ۔ اور کبھی دور نہ جا
خدا کے لئے میرا حال سُن اور میرے ہاں پھر آجا
میں آپ کے بغیر سخت اداس ہوں ۔ اور آپ کی تلاش میں سنیاسی بن کر پھرتی ہوں
میں ازل سے ہی پیاسی ہوں ۔ اب جلد وطن واپس لوٹ آ
آپ کے فراق میں رسوائی اور اس عشق کی بدنامی
عاشقوں کو کب آرام ملا ہے ۔ تو آجائے ۔ تو میرے سر پر سکون کا سایہ ہو جائے
اے محبوب تجھے ہر دم یاد رکھتی ہوں ۔ ایک پل کیلئے بھی فراموش نہیں کرتی
ہمیشہ راہ تکتی رہتی ہوں ۔ خدا کیلئے کبھی اس طرف سے بے پرواہی نہ برتنا
اے دوست مجھ پر خوش ہو ۔ اور اس قدر بے نیازی سے پیش نہ آ
میں ہمیشہ سے تیرے دروازے پر زاری کرتی ہوں ۔ پریت نبھانے کی کریں
اے محبوب ہر جگہ تیرے مقامات ہیں ۔ اور اے دوست تو ہر جگہ موجود ہے
یہاں آپ نے کیا رنگ دکھائے ہیں ۔ عشاق ہمیشہ یہاں موجود رہیں گے
بے شک آپ نے رنگ لگا دیا ہے ۔ اور دل میں جوت جگا دی ہے
خود ہی دلاسہ دیا ہے ۔ اسلئے اے سچل اب صرف یار کے گن گانا

Gul Hayat Institute

(۱)

لیلے خاطر مجنوں ہویا عالم وِچ اُداسی
رانجھو تخت ہزاروں آیا کر کے دیس سناسی
پانھیاں دا پانھاں عشق کتیس سچل تئیں ڈے نبیڑے نتیں

(۲)

اگے بھی عاشق ہوں لنگھے جنھاں کیتے سر قربانی
بکے واری سٹ ڈتونے جوش کنوں جسمانی
دوہیں جہانیں وچوں انہاں وت گالھ کیتی مردانی
سر داسانگا چھوڑ ڈتونے کیتی ڈاڈھے کیف کتونے

(۳)

عشق کمایا ہیر تے رانجھے وِچ آخیر زمانے
ہوسن وِچ کتاباں انہاں سچل ہوں نمانے
سے تاں کجھ اظہار کریندا ں نیہہ دا ڈیکھ نشانے
مے تاں شِدن ڈکھیاں گالھیں عشقدیاں ڈِھیاں اوکھیاں جائیں

ترجمہ :-

(۱)

لیلیٰ کیلئے مجنوں دنیا میں اداس رہا
اور رانجھا تخت ہزارے سے سنیاسی کے بھیس میں آیا
اسے عشق نے نوکروں کا بھی نوکر دیا ۔ تب جا کے محبوب ملا

(۲)

پہلے بھی بہت عاشق گذر چکے ہیں جنھوں نے اپنے سر قربان کئے
انہوں نے اپنی لگن کیلئے اپنے جسمانی سکون برباد کر دیئے
تاہم انہوں نے دنیا و آخرت میں اپنے مردانہ پن کو برقرار رکھا
انہوں نے اپنے سروں کی قربانیاں دیں اور انہوں نے کمالات دکھائے

(۳)

ہیر اور رانجھے نے عشق کیا ۔ یہ آخیر زمانہ ہے
ان کے بارے میں کتابوں میں بہت تفصیلات ہونگی
ان کے بارے میں واقعات دیکھ کر میں بھی کچھ اظہار کرتا ہوں
بہت سے انہیں مشکل باتیں کہتے ہیں ۔ عشق کی منزلیں دشوار ہیں

Gul Hayat Institute

(۴)

عشق ڈیکھو تاں کتھوں آکر نادِ نغارا وجائے
کتھے جھنگ کتھے وَد ہزارا کتھے کھیڑا پائے
ایہ تاں حکم اللہ دا سارا جو کتھاں اکھیاں لائے
حق دیاں گالھیں ایہے ہنی
عشق دیاں جائیں ایہے ہنی

(۵)

چوچک دی ہک ہیٹی آہی ہیرے ناں سڈیندی
اکھیاں وچ تاثیر ہیں دا عاشق کوں نہ جھلیندی
لکھ ہزار جو عاشق ڈیندے مژگاں نال مریندی
جے توں ڈیکھیں تاں سدھ پووی
موت کنوں ودھ حالت ہووی

(۶)

گالھیں سن کرمست تھیا وت ڈیھدیں حال ونجایا
جو کجھ ملک ملک مس سارا مال خزانہ لٹایا
عشق سیال دے موگھا کیتس خویش قبیلہ چھڑایا
ایہے مستیاں عشق نے ڈتیاں
ایہے تعدیاں برہ نے کیتیاں

ترجمہ :-

(۴)

دیکھئے کہ کہاں سے کر عشق نے کرنا پھونکی اور نقارے پر چوٹ لگائی
کہاں تو جھنگ ہے اور کتنی دور ہزارا ہے - اور کتنی دور کھیڑے رہتے ہیں
در اصل یہ حکم الٰہی ہوتا ہے . کہ کوئی کہاں آنکھیں لگائے
حق کی باتیں یہی ہیں - اور عشق کی منزلیں ایسی ہی ہوتی ہیں

(۵)

چوچک کی ایک بیٹی تھی . جو ہیر کہلاتی تھی
اسکی آنکھوں میں وہ کشش تھی . کہ عاشق دیکھ نہ سکتے تھے
لاکھوں ہزاروں عاشق جانیں . مگر وہ مژگاں سے قتل کرتی تھی
اگر آپ دیکھ لیں . تو کچھ خبر نہ رہے . اور حالت موت سے بدتر ہو جائے

(۶)

وہ باتیں سن کر مست ہو گیا . اور دیکھتے ہی حال بگاڑ لیا
جو ملک اور جائیداد اسکے تصرف میں تھی . وہ سب خزانہ لٹا دیا
ہیر سیال کے عشق نے سقدر محو کیا . کہ اس نے اپنا گھر اور خاندان چھڑا دیا
یہی مستیاں تھیں جو عشق نے دکھائیں . اور یہی ظلم تھے . جو ہجر و فراق نے روا رکھے

(۷)

ہیں تاں تخت ہزاروں آندا ویسیاں جھنگ سیالیں
عشق ہیرے دے مار گھتیا کیا آکھاں تیں دیاں گالہیں
اپنا مال اڈار ڈتم سبھ سانڈیم طول نہالیں
عشق لایا زور ڈاڈھا
برہ مچایا شور ڈاڈھا

(۸)

ڈیکھن نال رانجھو دے سیالیں سبھ حیران رہیاں حسن
مست ایں جیہا اگے نہ ڈٹھا سر گردان رہیاں ہن
عشق کمال ڈٹھو سے اتھاں کل بے جان رہیاں تن
کیڈوں آندا کیڈوں جاندا
ساڈی دل کوں بھوں بھاندا

(۹)

لٹ گئی دل ہیرے اتھاں وچوں کل سیالیں
ڈیکھ سبھ سیاں اگوں تے چاک دے عشق دیاں چالیں
پہلے غمزے ساڑ ڈتس ایہے بیچل طول نہالیں
عشق دیاں چڑھیاں موجاں لکھیاں
اہیں تے آسن جنھاں تے لکھیاں

ترجمہ :-

(۷)

میں تخت ہزارہ سے آرہا ہوں ۔ اور جھنگ سیالیں جاؤں گا
ہیر کے عشق نے مجھے برباد کر دیا ہے ۔ اسکی باتیں کیا سناؤں
اپنا مال میں نے لٹا دیا ہے ۔ اور سکھ سکون کا سب سامان میں نے تج دیا ہے
عشق نے زور دکھایا ہے ۔ اور فراق نے بہت شور پیدا کیا ہے

(۸)

سیال دوشیزائیں رانجھے کو دیکھ کر حیران رہ گئیں ۔ یہ حسن یہ ملاحت
اسقدر مست پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ۔ سب انگشت بدنداں تھیں
یہاں عشق کے کمالات دیکھے ۔ اور سب کی سب دنگ رہ گئیں
کہاں سے آیا اور کدھر چلا جائیگا ۔ جو بھی ہے ہمارے دل کو اچھا لگتا ہے

(۹)

ان سیال دوشیزاؤں میں سے ہیر کا دل لٹ گیا
اور وہ اپنی سہیلیوں کے سامنے بے بس سی ہو گئی
بے بس محبوب کی پہلی نظر نے اسے راکھ بنا دیا
عشق کی موجیں چڑھی ہوئی ہیں ۔ اور ان پر آئیں گی ۔ جنکے مقدر میں لکھی ہیں

Gul Hayat Institute

(۱۰)

آکھیا ہیر بابل دیاں منجھیاں تھی کر چاک چریسیں
منڈیاں تنڈیاں ڈا کر سعیا مول نہ تکڑ مریسیں
اگلیاں پچھلیاں ہر کہیں ویلے باک بک سنبھلیسیں
بندی تیڈی جے تائیں جیواں
گھول گھولی میں تاں تھیواں

(۱۱)

رانجھن سائیں میں تاں ہوسیاں تیڈی خاک پیراندی
اکھیاں وچ کر سرمہ گھتساں تخت دی وز سیراندی
تھیسی خراب ویران سگھیری نگری شال کھیڑیاندی
ایہیں گالھوں توں تاں میڈا
تھیسی میلا اساں تیڈا

(۱۲)

جے توں منجھیاں بابل دیاں وت چاریں چاک بنڈیسیں
جے توں انگ بھبھوت لگیسیں جھونا بگل ھنڈیسیں
جے توں ہوا داسی گھر ڈسیں ہیر پیر اگ ویسیں
ھکو جہیں ڈو ہیں ہوسوں
کڈاں کھلسوں کڈاں روسوں

ترجمہ :-

(۱۰)

ہیر نے کہا۔ کہ آپ کو میرے باپ کی بھینسیں نوکر ہو کر چرانی ہونگی
وہ چاہے ولی لنگڑی ہوں۔ خدمت کرو گے۔ ورانہیں لکڑی تک نہ مارو گے
سب بھینسیں ایک ایک کرکے سنبھالنی ہونگی
میں آپ کی غلام ہوں۔ جب تک زندگی ہے قربان رہونگی

(۱۱)

اے رانجھا! میں تمہارے پاؤں کی خاک بن کر رہوں گی
آپ کے وطن کی خاک کو بھی اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں گی
خدا کرے کہ کھیڑوں کی نگری جلد برباد ہو جائیگی
وہ اسلئے کہ آپ میرے ہیں۔ اور میرا آپ کا میل رہیگا

(۱۲)

آپ میرے باپ کی بھینسیں چرائیں گے۔ تو نوکر کہلائیں گے
اگر جوگی کے بھیس میں رہیں گے صورت حال ایسی ہی رہیگی
اگر اداس رہو گے۔ تو بھی ہیر آپکی مقدر ہے
میرے ساتھ آجاؤ۔ دونو ایک جیسے ہونگے۔ رونا ہنسا ایک ساتھ ہوگا

Gul Hayat Institute

(۱۳)

اپنا خویش قبیلہ چھوڑم پچھوں تاڈے پئیاں
سک سکاوت سیاتیں کنوں نکھڑ اری گئیاں
بھوں نال میں تے ٹوکاں لاون جیڈیاں نڈھیاں سیاں

(۱۴)

ھکو جیڈیاں نال خوشی دے بیٹھیاں گھر گذریندیاں
کل حقیقت حال اہیں دی میں کنوں ڈیکھ پچھیندیاں
بہہ بہہ لکھ مذاقاں میں تے سیحو نت کریندیاں
پھیڑے پھیڑے کر کر آندیاں
عشقدیاں کھیڈاں کھیڈیاں ندیاں

(۱۵)

رانجھو میڈے سر دا سائیں کھیڑا کون بچارا
راج بباناں پچھ پچھ آیا چھوڑ کے تخت ہزارا
میں ہووں قربان اہیں تے صدقے تھیوے جھنگ سارا
عشقدے لاون کیتے آیا
رنگ رچاون کیتے آیا

ترجمہ :-

(۱۳)

میں اپنے تمام خاندان کو چھوڑ کر آپ کے پیچھے لگی ہوں
اور اپنے تمام رشتہ داروں سے الگ ہو گئی ہوں
میری سہیلیاں اور ہمجولیاں مجھے ہر وقت طعنے دیتی رہتی ہیں

(۱۴)

میری ہم عمر خوشی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں گزار رہی ہیں
مجھے دیکھ کر مجھ سے رانجھے کی حقیقت اور حالات دریافت کرتی ہیں
اے سیحو! وہ میرے ساتھ لاکھ لاکھ مذاق کرتی ہیں
اور عشق و محبت کے کھیل کھیلنے کیلئے وہ ٹولے ٹولے بنا کر آتی ہیں

(۱۵)

رانجھا میرے سر کا مالک ہے۔ کھیڑے بچارے کون ہیں
وہ اپنے باپ دادا کا راج چھوڑ کر تخت ہزارہ سے آیا ہے
اے تحل میں اور سارا جھنگ اس پر قربان جائے
وہ عشق کرنے اور اس میں محبت کا رنگ بھرنے آیا ہے

Gul Hayat Institute

(۱۶)

کھیڑے نال منڈھوں دا نا ہیں سیاں خیال اساڈا
رانجھو میڈا ہیں رانجھو دی ہے حال اساڈا
راہ عشق کنوں ول پچھو مڑن محال اساڈا
آپوں گئیاں ہوس تھیاں
ٹوکاں کردیاں اساں سیاں

(۱۷)

ڈتا جواب ہیرے کوں رانجھوݨ تاں بخت تھیوے
عشق تیڈے کنوں تخت ہزارا ڈیکھ تے کھٹ چھوڑیوے
برہوں دی خواہش ہن وہ پچھو آ وچ جھنگ کھڑیوے
باہنے تھیسوں نوکر رہسوں
تیڈے طرفوں مہنے سہسوں

(۱۸)

ونج کھڑا مجھیاں وچ رانجھو جو راتیں ڈینہہ چریندا
مجھیاں کوں سوئی پار ماہے سعیا ہوں کریندا
وڈے ویلے وبجھلی کوں وت ندی کنارے وجیندا
اہیں آوازے نال مریندا
رمزاں لیندا قہر کریندا

ترجمہ

(۱۶)

اے سہیلو: میرا خیال تو کھیڑے کے بارے میں شروع سے ہی نہ تھا
میں رانجھے کی ہوں اور رانجھا میرا ہے ۔ ہمارا تو یہ حال ہے
اے پچھل عشق کی راہ سے مڑجانا ہمارے لئے بہت مشکل ہے
میں اپنے آپ بھی گئی ۔ بے بس ہوئی سہیلیاں طعنے دیتی ہیں

(۱۷)

رانجھے نے ہیر کو جواب دیا ۔ کہ اب تو لطف رہیگا
آپ کے عشق کی وجہ سے تخت ہزارا چھوڑ کر یہاں پہنچا ہوں
سوز و فراق کی کشش نے جھنگ آ پہنچایا ہے
ہم نوکر ہوں گے ۔ خادم بنیں گے ۔ آپ کی طرف کے طعنے بھی برداشت کرینگے

(۱۸)

رانجھا بھینسوں کا چرواہا ہوگیا ۔ اور رات دن بھینسیں چراتا ہے
بھینسوں کی بہت خدمت کر رہا ہے
صبح سویرے دریا کے کنارے جاکر بنسری بجاتا ہے
اور بنسری کی آوازسے اظہار جذبات کرتا ہے ۔ اور تڑپاتا ہے

Gul Hayat Institute

(۱۹)

ہیرڈہاڑے رانجھو ڈہوں پیے گئی روڈی چاتی
جھلد انہیں کوں کوئی نہ آیا بھرا نہ آیا مائی
کیدو ناں بھرا چوچک تہیں آن کے بھنڈ کی لائی
سبھ سیائیں ہیر لجائیاں
چاک دیناں چا آکھیاں لاٹیاں

(۲۰)

پچھ صلاح چوچک کنوں دوڑیا طرف حاکم رنگپور والے
ناں نورنگ تے ذات کھیڑا تہیں دے راج نرالے
نسبت ہیر دی نال اہیں دے کیتی تہیں منہ کالے
سیالیاں دیوچہ خوشیاں تھیاں
کھیڑیاں دیوچہ دھماں پیاں

(۲۱)

ہیر آکھیا ول سن وے قاضی عشق عقل کیا لگے
پریت رانجھو دی ہن دی ناہیں عشق لاتوے اگے
پچھو مثال اساں رانجھن دی تور تائیں ایہا لگے
کیہے کریندیں کوڑے مسلے
گھن کر آندیں کاغذ کتلے

ترجمہ:

(۱۹)

ایک دن ہیر رانجھو کی طرف روٹی لے کر گئی
اس وقت اسکے ساتھ نہ بھائی تھا۔ نہ باپ اور نہ ماں تھی
کیدو چوچک کے بھائی نے ہیر پر الزام لگا کر بدنامی کر دی
سب سیالیں عورتوں نے ہیر کو شرمسار کیا۔ کہ ایک نوکر کے ساتھ عشق کیا

(۲۰)

چوچک مشورہ کرکے رنگپور کے حاکم کی طرف دوڑا
اس کا نام نورنگ ذات کھیڑا اور وہ وہاں کا مختیار تھا
اس منہ کالے نے ہیر کی نسبت اس سے کر دی
سیالوں میں خوشی ہونے لگی۔ اور کھیڑوں میں دھومیں مچ گیئں

(۲۱)

ہیر نے کہا۔ اے قاضی سن۔ عشق میں عقل کا کوئی دخل نہیں
رانجھو کی محبت اب کی نہیں۔ یہ محبت بہت پہلے کی ہے
اسلئے ہماری مثال رانجھن کی سی ہے۔ یہ امید نہیں ٹوٹے گی
تو جھوٹے مسئلے کیا کرتا ہے۔ اور کاغذ کس نے دیا ہے۔

Gul Hayat Institute

(۲۲)

رنگپوروں شہ رانجھے ڈہوں چٹھیاں ہیر پیامی
اساں اتھاں پُر درد رہوے تساں اتھیو آرامی
بن آ سکھڑا شہر کھیڑ یاندے تھی جوگی یا سامی
کون جانے کون سجانے
عشق دے شعلے عرش اڈانے

(۲۳)

درد ڈاڈھے کنوں دوڑ کے بانی جوگی کوں گھن آئی
جانی مراد ہیرے دی آہی سائیں پچالیس سائی
ماندے ڈیکھ ہیرے کوں آکھیاں ایہا کھادی بد لائی
حیلہ کہیں دا نہیں لگدا
دارو میں کنے ہے جگ دا

(۲۴)

دھکو سائیں بھ کہیں صورت داہ جو سیں کریندا
کتھے ہیر کتھے دت رانجھو کھیڑا کتھ سڈیندا
طلسم ہنی تحقیق سمجھ جے ہیں کنوں گالھ پچھیندا
بحر او میں دیاں بن بھ لہراں
عشق والیاندے سرتے ٹھہراں

ترجمہ

(۲۲)

رنگ پورسے ہیر نے رانجھے کے پاس پیغام بھیجا
ہم یہاں ہجر و فراق میں مبتلا ہیں۔ اور آپ آرام سے بسر کرتے ہیں
جوگی یا فقیر بن کر کھیڑوں کے شہر کی طرف آؤ
کون جانے کسی کو کیا علم کہ عشق کی آگ کے شعلے عرش تک بلند ہوتے ہیں

(۲۳)

ہیر کے درد کا اندازہ کرکے بڑھیا جوگی کو بلا لائی
ہیر کی مراد پوری ہوئی۔ اور مالک نے آرزو پوری کردی
جوگی نے ہیر کو دیکھ کر کہا۔ کہ اسکو خطرناک بلا نے ڈس لیا ہے
اس مرض کو کسی کا کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوتا۔ میرے پاس دنیا بھر کا علاج ہے

(۲۴)

ایک ذات حقیقی ہے۔ کہ کئی صورتوں میں سیر کرتی ہے
کہاں ہیر کہاں رانجھا اور کہاں کھیڑے
اس طلسم کی یہیں تحقیق ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں۔ تو میں بتاؤں گا
ذات الٰہی کے سمندر کی لہریں ہیں۔ جو عشق والوں کے سروں پر ٹھہرتی ہیں

Gul Hayat Institute

ہیر رانجھا

کافیاں

(۱)

تخت ہزارے دا ٹھیوا پانے آیا
سیالیں نے شک ملایا وے ملایا
دھمر عنبر تھئے ہر کاری — جھنگ سیالاں تنہاں چا پانے چایا
سوہنے دا ہڑ دیس کیتو نے — رنگ رنگیلیاں لایا وے لایا
عشق حسن دیاں فوجاں ڈھکے — دوہیں ترچ نچایا وے نچایا
فرخ حسن دی زور تو ہوئی — عشق ایاز الایا وے الایا
سوز گداز دا سبق اساں نوں
بیچو یار سکھایا وے سکھایا

(سرجوک)

(۲)

تخت ہزارے دا شاہ میاں رانجھا
دامن تیڈے کی ہاں
جوگی تھی کر پھرے سیالیں — رمندا بے پروا میاں رانجھا
تیڈے باجھوں ال کہیں پانے — بیاں سوہنڑا شاہ میاں رانجھا
[illegible] — [illegible] میاں رانجھا
[illegible] دے آپ نچائیں
تاں بچو دا [illegible] میاں رانجھا

(سرجوگ)

ترجمہ :-

(۱)

تخت ہزارے کا رانجھا آگیا ہے
اس نے بیابوں پر خوشبوئیں دی ہے ۔
وہ ہر سو اور خوشبوؤں کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں ۔ سارا جھنگ ہی خوشبوؤں میں بس گیا ہے
سرخ رنگ کا لباس پہن رکھا ہے ۔ اس نے ہر طرف رنگ بکھیر دیا ہے
حسن و جمال اور عشق کی خوشبو نے ملکر جذبات کے شعلے تیز کر دیئے ہیں
حسن کی فوج کو برتری حاصل ہوگئی ۔ تو عشق نے پستی اور زاری ترک کردی ۔
ہمیں سچل نے سوز و گداز کا سبق پڑھا دیا ہے

(۲)

سیاں رانجھا تخت ہزارے کا حاکم ہے
میں تیرے دامن کو تھامے ہوئے ہوں
جوگی ہو کر بیراگی بنا پڑتا ہے ۔ بے پروا ہو کر رہنا رانجھے کی عادت ہوگئی ہے
اے رانجھا تیرے بغیر کھیڑوں کے ساتھ کو نبھانا مشکل ہے
مجھ پر سے مہر و محبت کی نگاہ نہ ہٹانا
اللہ کا واسطہ ہے ۔ سچل کے ساتھ نباہ کرنا ۔ اور اسکی خود پہچان کرنا

(۳)

رانجھو ڈھم نال اکھیں دے
ہن تاں میں جاگ جیندیاں
رانجھو اگن ڈ بے میڈے آیا بہوں بہوں خوش تھیندیاں
ہیں تاں رانجھو صبح سنجاتا گلیاں شکر ونیندیاں !
زہر پیالہ محبت والا شربت کرکے پیندیاں
سینے اندر چاک سچو کوں محبت نال میں سیندیاں

(۴)

تیں تے میڈڑی جان
رانجھا وو تیں تے میڈڑی
عشاقاں توں دل کیویں چاتو ڈٖی عالم وچ گمان
جانڈا ایں توں ہیں تاں تیڈے قدماں توں قربان
راتیاں ڈینہاں دلڑی اساڈی درد کیتی دیوان
عشق تیڈے توں یار سچو دی ہوئی جند حیران

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۳)

رانجھے کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے
اب تو میں زندوں میں شمار ہونے لگی ہوں
میرا محبوب رانجھا میرے گھر آیا ہے ۔ اور میں بہت خوش ہو گئی ہوں
میں نے رانجھے کو صحیح طور پر پہچان لیا ہے ۔ اب گلیاں بھی نہال ہیں
میں محبت کی زہر کا پیالہ شربت سمجھ کر پی جاتی ہوں
میں محبت کے ساتھ سینے کے زخموں کو سی لیتی ہوں

(۴)

اے میرا محبوب رانجھا
تُو تو میری جان ہے
عاشقوں سے توجہ تو نے ہٹائی ہے ۔ دنیا میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں
یہ تو تجھے علم ہے ۔ کہ میں تو تیرے قدموں پر قربان ہوں
دکھوں اور غموں نے میرے دل کو دیوان بنا دیا ہے
تیرے عشق کی وجہ سے پنل سرمست کی روح حیران ہے

(۵)

پیلے ڈیسدا رانجھو یار
اساں نمانڑیاں نوں الّٰہ ملیندا
تھیں دے عشق آرام ونجایا ۔ گیا ہو صبر قرار
ڈوہیں جہانیں وچوں یار سجن دا عشق کیتم اختیار
رانجھن جیہا ہور نہ کوئی بھانویں کھیڑے لکھ ہزار
اگن اساڈے جے رانجھن آوے دل تھیوے باغ بہار
بے پتوکوں سوہنے باجھوں روون زارو زار

(سرجوگ)

(۶)

میں تاں تھیواں ہو تھیواں
سوہنڑے توں گھولی ہو گھولی
رل مل سیالیں کر کر آندیاں ٹولی ہو ٹولی
تختوں آیا جھنگ کوں رانجھو گولی ہو گولی
سر سچو دے تیغ ستم دی تولی ہو تولی

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۵)

۔ پہلے رانجھا دوست نظر آیا ہے
سکینوں کو اللہ دیتا ہے
آپ کے عشق نے آرام ختم کر دیا ہے ۔ صبر و قرار باقی نہیں رہا
دونوں جہانوں میں نے تو اپنے دوست کا عشق ہی اختیار کیا ہے
کیونکہ میرے محبوب رانجھا جیسا اور کوئی نہیں ۔ جبکہ کھیڑے تو بے شمار ہیں
اگر ہمارے آنگن میں رانجھو آ جائے ۔ تو دل باغ و بہار ہو جائے
محبوب کے بغیر تو سچل زار و قطار روتا ہے

(۶)

میں تو قربان جاؤں
اپنے محبوب پر واری جاؤں
سیال دوشیزائیں مل جل کر آتی ہیں
تخت ہزارہ سے رانجھا جھنگ کو منتخب کر کے آیا
عشق نے سچل کے سر پہ ستم کی تلوار تانی ہوئی ہے

(۷)

والی تساڈا واہی
یار سدا سکھیا ہووِں
کوئی دم اساں توں دور نہ تھیوں خوش ہووے بادشاہی
دوہیں جہانیں نال تساڈے ہادی دی ہمراہی
قیامت تائیں بخشش تساکوں اوجو عیش الٰہی
ونڑ نے ویلے ندی کنارے کرساں ماہی ماہی
دعا کریندیں لکھیں ہزاریں سچو وی بک سیاہی

(سرجوگ)

(۸)

ساکوں منیاں بھٹ دیاں نہ ڈیو
ہیں تاں جھوک رانجھو دی جاندیاں
طعنے تہمت یار دے کر کے ہار گجی وچ پاندیاں
سنڑو سیاں رانجھو نال میں رہساں کھیڑیاں توں جاندیاں
راتاں ڈینہاں یار دیاں گالھیں گلی گلی وچ گاندیاں
سچو رانجھن دل کوں بھاندا ہور کہیں کوں نہ بھاندیاں

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ

(۷)

اے محبوب تمہارا مالک آشفتہ سر ہے
اے دوست خدا تجھے سکھی رکھے
کوئی پل بھی مجھ سے دور نہ ہونا ۔ خدا کرے حکومت قائم رہے
اور دونوں جہانوں میں تمہارے مرشد ہادی کی سرپرستی اور ہمراہی رہے
اے خداوند قدیر تو قیامت تک سکھ اور سکون عطا کر
صبح سویرے میں دریا کے کنارے ماہی ماہی پکارتی
دعا کرتی ہوں ۔ کہ ان کے لاکھوں ہزاروں میں بیچل بھی ایک سپاہی ہے

(۸)

ہمیں بیٹھے رہنے کی نصیحت نہ کرو
مجھے تو اپنے محبوب رانجھے کے وطن جانا ہے
میں طعنے اور الزامات کو برداشت کر کے اپنے محبوب کے حضور نیاز پیش کرتی ہوں
اے سکھیو سنو ۔ میں کھیڑوں کو چھوڑ کر رانجھے کے ساتھ جاؤں گی
رات دن محبوب کی باتیں کرتی ہوں ۔ اور گلی گلی میں اسکے نغمے گاتی ہوں
اے بیچل میرے دل کو رانجھا ہی بھاتا ہے ۔ اور میں کبھی کسی اور کو نہیں بھاتی

(۹)

روح رانجھو دی رمزاں لٹیاں
کھیڑے کنوں بے زاریاں
ماہی دے مینڈے جھوک جھلیم چناں تم سبھے خواریاں
میں تاں رہ گئی کول اہیں دے محبت دی مت ماریاں
ہوواں کنیزک ماہیں بدھ کر پا پلو کراں زاریاں
آتن وچوں لیعنے ڈیون بڈھیاں توڑنے کنواریاں
لوکاں لیکھے چاک مہنیں دا میں تاں صدقے واریاں
بیسی گل اوہو جیندے کارن وچ غماندے گذاریاں
سارگتاں تیکھے چرخے کوں میں تاڑیاں منیاں اُڈاریاں
بیچو چھوڑ گیاں سبھ سیالیں رانجھو تیکھے میں قطاریاں

(سرجوگ)

(۱۰)

تساں نال میٹھے کیہی لائی
فریاد ڈے میاں رانجھا
جے آویں تاں آ پیارا نہ تاں ولیاں مرا جائی
طرف اساڈے کڈیں نہ لکھیو یار کتابت کائی
اساں لمانڑیاں توں یار پیارا کیوں ویندیں چیت چائی
بھانویں میکوں سو ہنساں نیں گالھ تیڈی میں گائی
روز ازل کنوں یار تساڈی ذات بیچو دے وائی

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ

(۹)

رانجھے کی اداؤں نے میری روح کو لوٹ لیا ہے
اور کھیڑوں سے بیزار ہوگئی ہوں
میں نے سب خواریاں برداشت کیں۔ اور ماہی کے بارے میں طعنے اپنے دامن پرلے لئے ہیں
میں اسکے پاس رہ گئی۔ محبت نے سوچ ہی مفلوج کردی ہے
اب تو یہ ہے۔ کہ کنیز بن کر اور گلے میں کپڑا ڈال کر زاری کرتی ہوں
مجھے تو بوڑھی عورتیں اور کنواری لڑکیاں سب طعنے ہی دیتی ہیں
لوگوں کیلئے اگرچہ وہ صرف بھینسوں کا چرواہا ہے۔ پر میں تو اس پر قربان ہوں
وہی شخص مجھے گلے لگائیگا۔ جسکے غموں میں ہم نے وقت بسر کئے ہیں
میں چرخے کو جلا دونگی۔ اور ساری چیزیں توڑ دوں گی
اے سچل میں نے سب سہیلیوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اپنے محبوب رانجھے کے پیچھے چلتی ہوں

(۱۰)

اے میرے محبوب رانجھا فریاد ہے۔
آپ نے میرے ساتھ کیسی محبت لگائی ہے۔
اگر آنا ہے۔ تو آجاؤ۔ ورنہ میں مرجاؤں گی
ہم مسکین لوگوں کے معاملے میں اتنے بے مروت کیوں ہوگئے ہو
اے محبوب میں تو آپ ہی کے گیت گاتی ہوں
روز ازل سے ہی سچل کے منہ میں آپ ہی کے تذکرے ہیں

(۱۱)

ڈسیں اساڈڑے ویڑھے
تھیویں نمانی دے نیڑے
راتیں ڈینہاں تانگھ تساڈی دوست آویں ساڈے ڈیرے
جے توں آویں اگن اساڈے ٹٹ پوون سبھ جھیڑے
دل اساڈی کیتوئی دیوانی کون کمینے کھیڑے
آتوں دلبر درد منداندے آنڑیں ساجھوک اریڑے
سبق وساریا سچو کوں سارا تیڈے عشق اویڑے

(سرجوگ)

(۱۲)

میں تاں ڈیواں ہوڈیواں
سوہنے کوں کیہے ڈوراپے
میڈا حال اگوں سیاں دے: ہیلی نیواں ہونیواں
وچ ہزارے گولیاندی گولی: ہیلی جیواں ہوجیواں
رانجھوں دے نال چاک بینے دا: ہیلی سیواں ہوسیواں
سچو پیتا محبت والا: ہیلی پیواں ہوپیواں

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۱)

اے محبوب آپ ہمارے گھر میں آباد ہو
اور مجھ مسکین کے قریب ہو جائیں
رات دن آپ ہی کا انتظار ہے ۔ کہ آپ ہمارے ڈیرے پر آئیں
اگر آپ ہمارے گھر آجائیں ۔ تو سب جھگڑے ختم ہو جائیں
ہمارے دل کو کس برے شخص نے خراب کیا کھیڑے نے
اے محبوب اپنا ٹھکانا اب ہمارے قریب لے آ
بچل کا سبق اسکو آپ کے ٹیڑھے عشق نے بھلا دیا

(۱۲)

میں محبوب کو غم
بھی دے رہی ہوں
میرا حال سہیلیوں کے آگے جانے ہی جائے
ہزارے میں منتخب میں سے منتخب ہو کر جیوں گی
اپنے سینے کا زخم آنسوؤں کے ساتھ سی لوں گی
اے بچل محبت کا پیالہ بھی پیوں گی

(۱۳)

ہجر ماہی دے ماریاں
اڑی سیاں میں تاں
نال ڈاڈھے دے زور نہ چلدا یاداں لگی وتج گاریاں
پورن میڈیاں من قبولیت یار ڈاڈھے نوں زاریاں
فوجاں فراق دیاں سر اساڈے بره چاڑھیاں بن باریاں
گالھیں رانجھو دیاں راتو ڈینہاں اوہے بیتی میں ساریاں
نیر دیاں ندیاں سن بچو میاں جوش کنوں ہویاں جاریاں

(مرجوگ)

(۱۴)

نینہ لاون نیں کس یار دے
قاضی کیہے کرینداں میں مسئلے
بابل آن کے چاک کھڑایا ۔ گیا میڈی دل کھس دے یار
جیڈ ولیساں تخت ہزارے دے ولیساں جھنگ کیتے نس دے یار
اوہیں دی خاطر رونندی وتدی گیا منہ ورہ دا وس دے یار
یار چنا منہ دے رانجھن وسدا منجھیاں چردیاں لس دے یار
کوڑے مسئلے کوڑ کہانی رانجھو اسانوں لس دے یار
وطن بچو دے آمیاں رانجھا ویڑھے اساڈے وس دے یار (مرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۳)

اے سکھیو میں تو ....

محبوب کے فراق کی ماری ہوئی ہوں

محبوب زور آور ہے ۔ اسکے آگے پیش نہیں جاتی

گلے میں نیازمندی اور زاری کا پھندا ڈالتی ہوں ۔ دوست ستم پرور ہے میں زیردست

ہجر و فراق کی فوجوں نے چڑھائی کی ہے ۔ اور سوز و غم کا بھاری بوجھ مسلط ہے

رات دن اپنے محبوب رانجھے کی سی کیفیت مجھ پر بیت رہی ہے

غم و اندوہ کی کثرت کی وجہ سے آنسوؤں کی ندیاں جاری ہیں

(۱۴)

عشق لگانا اپنے بس کی بات نہیں ۔ اے قاضی جی آپ کیا مسئلے بیان کر رہے ہیں

والد نے جسکو ملازم رکھا تھا ۔ وہ میرا دل لے گیا ہے ۔ اے ہمدم

میں جب بھی گئی ۔ ہزارے جاؤں گی ۔ جھنگ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں

اسکی خاطر روتی پھرتی ہوں ۔ غم اندوہ کا مینہ برس گیا ہے

دریائے چناب کے پار بھینسوں کو چراتا ہے .... اے دوست

ہمیں رانجھا چاہیئے ۔ باقی سب باتیں جھوٹ ہیں ۔ اے یار

اے رانجھا تخت کے وطن میں آکر آباد ہو جا

(۱۵)

عاشقاں دے ڈیرے

ڈیرے دلبر آونا تہیں

کڈاں تھیسی ڈینہہ او ہوتی آکے ڈسیں توں ویڑھے ویڑھے

دس اساڈا کوئی لگدا موٹے ناکوں میڑھے میڑھے

دم اساں کنوں دور نہ جیویں سہ ہوویں سال نیڑے نیڑے

تیڈے قدماں توں رانجھن سائیں لکھوں گھتاں بدھ گھیرے گھیرے

نتھے اساں توں کن تخل سائیں جھنگ سیال دے جھیڑے جھیڑے

(۱۶)

دامن تیڈے لگیاں لگیاں

حاضر تیڈے اگیاں اگیاں

ماء بوچھوڑ بگس رڑ تیڈے برہیں بالکاں وگیاں وگیاں

سک سبائیں دا چھوڑ کراہیں طرف تساڈے بھگیاں بھگیاں

میں رانجھن دی رانجھن میڈا کھیڑا باندے گھر کھگیاں کھگیاں

تخت ہزارے مسکین اللہ دا عشق تساڈے ٹھگیاں ٹھگیاں !

Gul Hayat Institute

ترجمہ:-

(۱۵)

عاشقوں کے ڈیرے پر
اے محبوب آپکو آنا ہے
وہ دن کب ہوگا جب تو ہمارے ہاں آکر آباد ہوگا
ہمارا بس نہیں چلتا۔ سوائے آپ کو شاداب کرے
ایک پل بھی ہم سے دور نہ جانا۔ ہمیشہ ہمارے قریب رہنا
اے میرے محبوب رانجھا! میں کھیڑوں کو آپ کے قدموں پر نثار کردوں گی
اس پختہ یقین کی وجہ سے اب اے سچل جھنگ سیال کے جھگڑے ختم ہوگئے

(۱۶)

اے محبوب میں تیرے دامن سے وابستہ ہوگئی ہوں
اور اب تیرے حضور سراپا نیاز بن کر حاضر ہوں
ماں کو چھوڑ کر تیرے دامن سے وابستہ ہوئی ہوں۔ سوز و فراق نے ہلچل مچادی ہے
سیالوں کی رشتہ داریاں اور تعلقات چھوڑ کر آپ کی طرف بھاگ کر آگئی ہوں
میں رانجھے کی ہوں۔ اور رانجھن میرا ہے۔ کھیڑوں کے گھر میں خرابیاں در آئی ہیں
سچل تو مسکین بندۂ خدا ہے۔ آپ کے عشق کے زور نے توانائی دی ہے

(۱۷)

آمیاں رانجھا سائیں ساڈے نیڑے
کیتوی بیراگی ساکوں آؤس ویڑھے
شوق تساڈے سائیں شور مچایا سوز فراق وچ دن ہیں گنوایا
لوک سارے دا میہنا سرتے میں چایا
آبا ادا ہی میڈا اجیڑا جانی روح تے رہ گیا تیڈا نشانی
اہیں گانڈھوں میں تاں پھراں دیوانی
اساں دو مسافر تیڈے شہرا دے نال تساڈے سوہنا عشق لیوے
ڈیکھ تساکوں ڈوڑا ڈکھڑا پایوے
نال ہجر دے میں دن رین گذارے میں نال کیتے تیں وعدے وسارے
طرف تساڈے میں تاں کانگ اڈارے
نال منجھیں دے توں تاں چھیڑ گیوں جانی تیڈے کارن میں تاں تقیم مستانی
ہوہو لایوئی ساکوں یاد گمانی
ہے نت ڈاسائیں سچو دونما نا روز ازل کنوں تیڈے دے بکانا
عشق نہ تھیسی کڈاں یار پرانا

(سرجوگ۔ جھونلو)

(۱۸)

اے محبوب رانجھا ہمارے قریب آجا
آپ کی کشش نے زہراگی بنا دیا ہے ۔ ہمارے ہاں آکر آباد ہو
آپ کے شوق اور کشش نے بہت ہنگامہ کیا ہے
ہجر و فراق میں سارا دن گذرا ہے لوگوں کے طعنے اور اعتراضات مر پڑے ہیں
میری روح اداس ہے ۔ اے محبوب
عشق و فراق روح کا ایک نشان بن گئے ہیں
میں کسی سے دیوانی ہوئی پھرتی ہوں
ہم مسافر تیرے شہر میں آئے ہیں
آپ سے عشق کی وابستگی ہو گئی
آپ کو دیکھ کر محنت کا دکھ حاصل ہو
میں نے رات دن ہجر و جدائی میں گذارے ہیں
آپ نے میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے بھلا دیئے
میں نے آپ کی طرف خطوط لکھے
اے محبوب آپ بھینسوں کو چرانے چلے گئے
میں آپ کیلئے مشتاق اور از خود رفتہ ہو گئی ہوں
عجب ہنگامہ آپ نے دیا ہے جس جذبات میں مبتلا کیا
تجلی آپ کا مسکین دوست ہے
وہ ازل سے آپکے نام پر بک چکا ہے ۔ عشق کبھی پرانا نہیں ہوگا

(۱۹)

رانجھن ے چل اپنے نال
نیں تاں مرمر جاندیاں ووالا
عشق تساڈے ماریا نعرہ — جھنگ سیالیں بھی چھوڑیم سارا
تخت ہزارے آندیاں ووالا
تیڈے کیتے پھراں اداسی — دیس وڈا بھر رنگ سناسی
بھوں بھوں اتھ ماندیاں ووالا
درد فراق جو میکوں ماریا — خویش قبیلہ وطن وساریا
خون جگر دا کھاندیاں ووالا
توں تاں میڈے دلدا جانی — عشق گھتی ہے گل وچہ گانی
جوگن تھی کر گاندیاں ووالا
گھت جدائی میکوں نہ ماریں — بجو سائیں توں نہ وساریں
پاندی گی وچ پاندیاں ووالا

Gul Hayat Institute

ترجمہ

(۱۸)

۔ اے رانجھا محبوب مجھے اپنے ساتھ لے چل
نہیں تو میں مرجاؤں گی ......

۔ عشق و محبت نے نعرہ لگایا ۔ اور میں نے جھنگ سیالاں چھوڑ دیا
اب میں رانجھے کے وطن تخت ہزارے آئی ہوں

۔ آپ کیلئے اداس پھرتی ہوں ۔غم زیادہ ہے
لباس اور رہن سہن سنیاسیوں جیسا ہوگیا ہے ۔ بہت غمناک حالت ہے

۔ درد و فراق نے مجھے مار دیا ہے ۔ وطن اور قبیلہ بھلا دیا ہے
اپنے جگر کا خون پیتی ہوں

۔ آپ میرے محبوب ہیں ۔ دلبر ہیں
آپ کے عشق نے گلے میں محبت کی مالا ڈال دی ہے ۔ اب جوگن بن کر گاتی پھرتی ہوں

۔ مجھے جدائی میں مبتلا کرکے نہ مار دینا
اے پیچل مجھے بھلا نہ دینا ۔ اپنی گردن میں کپڑا ڈال گزاری کرتی ہوں

(۱۹)

رانجھو، سرداسائیں ۔سن سن ماہیا
مولا چا ملایا

۔جیتھاں کتھاں سٹونے سیّاں سبھے سوہنے دیاں جائیں
تہیں دا مہناں میں سرتے چایا

۔ اندر باہر اہو اہا وے کیوں وت تخت پچائیں
لوں لوں دے وچ بحث سمایا

۔ وچ ہزارے ہل چیس دا ۔ پاندھ تہیں کوں نہ پائیں
پیچو رانجھن چاک سڈایا

(سرجوگ)

(۲۰)

تیں بن کہیں نیں کیتا دلبروے
دارو...... دردمیڈے دا

میں رانجھن دی رانجھن کھیڑا کھر پلیتا
آندے جاندے پھیرا پاندے نال نیاندے تیتا
مست پیالا رانجھن والا ہتھوں اناندے میں پیتا
نہ کہیں انیا نہ کہیں پیچو کہیں نہیں سیتا

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :

(۱۹)

. رانجھا میرے سر کا مالک اور سردار ہے .
اللہ نے ملا دیا ہے نعمت وصال سے نوازا ہے
. اے سکھیو! سنو ہر جگہ محبوب کی جگہیں ہیں .
میں نے تمہارا طعنہ اور الزام اپنے سر پر لیا ہے
. اندر باہر وہی موجود ہے . جب ایسا ہے . تو پھر مجھے تخت ہزارے جانے کی کیا ضرورت ہے
جسم کے روئیں روئیں میں دوست سمایا ہوا ہے
. جس کا شہرہ شہر ہزارے میں ہے . وہ تجھے مل سکتا ہے
. بیکل نے اپنے محبوب کا ذکر کہلوایا ہے

(۲۰)

. اے محبوب تیرے بغیر میرے غم اور دکھ کا علاج
میرے حال کا علاج کسی نے نہیں کیا
. میں رانجھے کی ہوں . اور رانجھا میرا ہے . کھیڑا ناپاک اور ناپسند ہے
آتے جاتے اور ملتے آتے آنکھوں آنکھوں میں ہی نیت کر لی تھی
. میں نے رانجھن کی محبت کا مست پیالہ اسکے ہاتھ سے پیا
اے بیکل اور کسی کو اس معاملے میں کچھ کہنے سننے کی کیا پڑی تھی .

(۲۱)

تخت ہزارا چھوڑ چھوڑ آیا
ماہی میڈڑے سانگے
لوکاں چاک منجھیں دا میڈڑے لیکھے حق نوڑ آیا
تخت ہزارے دا جوگی آیا بھاں کنوں منہ موڑ آیا
اساں تے رانجھا ہک تھیوے ذات کھیڑا باندی بوڑ آیا
بیکل کوں چا اپنا کیتو نے گھت زلف دی ڈور آیا

(سرجوگ)

(۲۲)

رانجھن ویڑھے آیا ہے مل پیا وچ کل سیالیں
کل وچ کفنی ہتھ بیوڑا تہیں کیا ویس بنایا ہے
جیڈے تیڈے رانجھن سائیں کھیڑا کہیں کھڑایا ہے
ایڈوں اوڈوں ستیاں آکھن جوچاک چاک بنایا ہے
صورت ڈیکھ بیکل سائیں آکے آپ سمایا ہے

(سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۲۱)

میرا محبوب میرے لئے
تخت ہزارا چھوڑ کر آیا ہے
لوگوں کیلئے وہ بھینسوں کا خادم نوکر ہے۔ مگر میرے لئے حق کا نشان ہے
تخت ہزارے کا جوگی آیا۔ اور رب سے منہ موڑ کر یہاں آگیا
میں اور محبوب رانجھا ایک ہو گئے۔ اور کھیڑوں کی ذات ڈبو دی
سچل کو زلف کی ڈوری کا اسیر کر کے اپنا بنا لیا ہے

(۲۲)

رانجھا آگیا ہے
سیالوں میں غل پڑ گیا ہے
گلے میں کفنی اور گلے میں سیوڑ ہے۔ یہ کیا لباس بنا لیا ہے
اے محبوب رانجھا۔ ہر طرف ہمیں محبوب ہی نظر آتا ہے
سکھیاں کہتی ہیں۔ رانجھے کو جوگی نے نوکر بنا دیا ہے
اے سچل ظاہری محبوب کی صورت میں مالک آکر سما گیا ہے

(۲۳)

توں تاں تخت ہزارے دا سائیں   چاکاں دی چال چلیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا
کیہے سبب وچ جھنگ سیالیں   پھول توآپ پھلیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا
توں تاں کھیڑیں ندی کنارے   حسناں وچ ہلیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا
اپنی ذات تے اپنا نالہ   سچو کنوں کیوں لکیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا

(سرجوگ)

(۲۴)

میں تاں آپ ہوئی ہاں رانجھا یار
صحیح کر ڈتا سارا سیر اساں
توحید والی گجھی گالھ اہائی کیتی عشق اہا اظہار
جیڑھی گال رکائم لوک کنوں اوہا اج تھئی سزاوار
تانگھا لنگھ پیر کرتے ڈریم وچ تار پیش تکرار
جوڑ پیر ڈٹھم سارا اپنا عجب جیھا اسرار
منصور والا معلوم تھیا خونیاں مٹیبے وچ خمار
سچو نام تیڈا عجائب سارا کھلیا گل وچوں گلزار   (سرجوگ)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :

(۲۳)

اے محبوب تو تو تخت ہزارے کا مالک تھا
یہاں آکر نوکر ہو گیا ہے ۔ دراصل ہر ایک کا رانجھا اور محبوب ہے
کیا وجہ ہے ۔ کہ جھنگ سیال میں آپ گتھیاں سلجھاتے پھرتے ہیں
دراصل آپ سب کے محبوب ہیں
آپ دریا کے کنارے کھڑے ہو کر حسن کے جلووں کا لطف لیتے ہیں
دراصل آپ سب کے رانجھا ہیں
اپنی اصلیت اور حقیقت سچل سے کیوں چھپاتے ہو
تم تو ہر ایک کے محبوب کردار ہو

(۲۴)

میں تو خود رانجھا بن گئی ہوں ۔ ہم نے سارا معاملہ ہی ٹھیک کر دیا ہے
یہ توحید کا ایک چھپا ہوا راز تھا ۔ جسے عشق نے ظاہر کر دیا
جو بات میں نے لوگوں سے چھپائی تھی ۔ آج وہ خود ظاہر ہو گئی
انتظار کی کیفیتوں سے میں ڈرتی تھی ۔ اب تو مسلسل تازگی ہوتی ہے
میں نے سر سے پیر تک سب کچھ نثار کر دیا ہے
مجھ میں تو منصور حلاج والا خمار محسوس ہو رہا ہے
اے سچل ترا نام عجیب ہے ۔ پھولوں میں یہ ایک نیا پھول کھلا ہے

(۲۵)

ندی کنارے کھڑا وے رانجھو
چل ڈیکھ کریندا زاری
ڈٹھ پچھ آیا سوراج سیالیں دا
دیکھی وجیندا سووت ہوں ہوں روندا
آب اکھیں کنوں جاری
کڈاں کڈاں سو تنا بیٹھا روندا دے
گالھ سیالیں دی سبھ کنوں چھپدا دے
تھی آیا کوئی دیاری
سوہے دا سبھ ویس کریسوں دے
پوتے چندن نال وال گنڈیسوں دے
تنھن گل گھتیسوں گاری
مشک گلاب دے نال ڈولیسوں دے
خوشبویاں سبھ لنگیں کوں لیسوں دے
کرسوں کھلیاں کاری
عطر عنبر دا مینہ وسیسوں دے
سچو سیرتھا چاک کریسوں دے
تہیں توں تھیسوں واری واری

(سر بردو)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(٢٥)

۔ رانجھا دریا کے کنارے کھڑا ہے ۔ اور گریہ زاری کر رہا ہے
۔ سیالوں کی تفصیلات پوچھ کر آیا ہے
بنسری بجاتا ہے ۔ اور بہت روتا ہے
آنکھوں سے پانی جاری ہے
۔ نجانے کہاں کہاں بیٹھا روتا رہتا ہے
سب سے سیالوں کے بارے میں پوچھتا ہے
کوئی بیوپاری وہاں سے ہو کر آیا ہے
۔ سہاگ کا سرخ لباس پہنیں گے
چندن کے ساتھ بالوں کا جوڑا بنائیں گے
آپ کے گلے میں گانی ڈالیں گے
۔ مشک گلاب استعمال کریں گے
سب کو خوشبوئیں لگائیں گے
کاجل اچھی طرح لگائیں گے
۔ عطروں اور خوشبوؤں کی بارش کریں گے
سجل کو نوکر بنائیں گے
اور تجھ پر قربان جائیں گے

(٢٦)

کیا تھیوئی وو کیا تھیوئی ۔ آکھ ستیاں کوں کیا تھیوئی
۔ راتیں ڈینہاں رووݨ تیکوں کوئی پور پریں دا تھیوئی
دوستی دی گالھ وچوں ڑی آکھ تاں کیا وتھیوئی
اساں سیالیں وچوں باہر نئیں ایں کیا کیتوئی ڑی کیا کیتوئی
نصیحت ساڈی توں نہیں منیندی ایں ہوش سارا ہݨ گیوئی
سچو پریں دے یار کنوں ساکوں ایہو نینہا عشق ایوئی

٢٧

(سر بروہ)

چھوڑ کے جھنگ سیال وے ۔ رانجھݨ ڈیندا رمز الائی
۔ یار دریاݨ جھوک رانجھݨ دی رانجھو منجھیں دا مہینوال وے
ویندا لوک چھپائی
۔ ساکوں جوگی جادو لایا ڈیکھ مرلی دے تال دے
ویندا منہ چھپائی
۔ اکھیاں سوہݨے دیاں بلن مشعلاں پھگݨ پٹویں وال وے
چوٹے اندر عشق سمائی
۔ سچو جنج کھیڑیاں دی آئی کھیڑیاں کنوں بھی خیال وے
مولے محب ملائی

ترجمہ :-

(۲۶)

. اے محبوب تجھے کیا ہوا ہے ۔ اپنی سہیلوں ہی کو بتاؤ کیا ہوا ہے
. رات دن جو آپ روتے ہیں ۔ تو ایسا کیا غم تجھے لگا ہے
. اب بتا دے ۔ کہ دوستی میں سے تجھے کیا حاصل ہوا ہے
. ہم سیال عورتوں سے تو الگ ہی ہے ۔ یہ تم نے کیا کر لیا ہے
. ہماری نصیحت بھی آپ نہیں مانتی ہیں ۔ آپ کا ہوش بھی ختم ہو گیا ہے
. اے سچل پریت نگر سے ہمیں عشق کا ہی پیغام موصول ہوا ہے

(۲۷)

. جھنگ سیال کو چھوڑ رانجھا نئی رمز کے ساتھ جا رہا ہے
. رانجھے کا ٹھکانہ اب دریا کے پار ہے ۔ اب وہ بھینسوں کا چرواہا ہے
لوگوں سے چھپ گیا ہے
. جوگی نے ہمیں جادو لگا دیا ہے ۔ مرلی کی تان خود دیکھ لیجئے
وہ منتر کر رہا ہے
. محبوب کی آنکھیں جلتی ہوئی مشعلوں کی مانند ہیں ۔ اور زلفیں لہرا رہی ہیں
عشق میں چوٹ کی تاثیر سمائی ہے
. اے سچل کھیڑوں کی بارات آئی ہے ۔ کھیڑوں سے ہوشیار رہیے
اللہ تعالے محبوب سے ملاقات کرائیگا

(۲۸)

یار سجن تیڈیاں گالھیں
نہیں لوک سناون دیاں نہیں لوک الاون دیاں
میں تیڈی باہنی توں میڈا سائیں
ادب نال الیاں نہیں بل ہلاون دیاں
اکھیاں تیڈیاں عجب جھیاں
کیہاں لکھاں بن چالیاں ایہیں دل لٹاون دیاں
تخت ہزارے وچ جا رانجھن دی
سچل تیج اکھیاں نہیں تیج لکاون دیاں

(سر ردو)

(۲۹)

چھوڑ کے جھنگ سیال دیسوں
ایہو خیال اساکوں ہویا
کیتلے ڈہاڑے آہا اسانوں خاطر وچ خیال
نظر لگا ہاں کوئی نہ آوے میڈی عجب مثال
کھیڑیاں دی نگری سار کراہیں لیساں بھبھوتی رحال
سچو سائیاں دے حاضر ہوسوں سٹ بنی قیل قال

(سر ردو)

ترجمہ :-

(۲۸)

اے محبوب تیری باتیں
لوگوں کو سنانے کی نہیں
نہیں لوگوں سے بات کرنے کی ہوں
میں تیری خادمہ ہوں
تو میرا مالک ہے
اور سے بات کروں گی ۔ مشہور کرنے کی بات نہیں
تیری آنکھیں عجب ہیں
کیسی کیسی باتیں مقدر ہیں ۔ دلوں کو مٹانے والی
رانجھن کا گھر
تخت ہزارے میں ہے ۔ سچل میں سچ کہوں گا ۔ بات چھپانے کی نہیں

(۲۹)

ہم جھنگ سیال چھوڑ کر چلے جائیں گے
ہمیں اب یہی خیال ہے
کتنے دنوں سے ہمیں خیال تھا
میری نظروں میں اب کوئی پھرتا ہے نہیں میرا محبوب نشان ہے
کھیڑوں کی نگری کو آگ لگا دوں گی ۔ اور جوگن بن جاؤں گی
اے سچل ہم سب باتیں چھوڑ کر اپنے مالک اور محبوب کی خدمت میں حاضر ہونگے

(۳۰)

رانجھن تخت ہزارے دا تینوں جھنگ سیال پچاوے
اصلوں ملک کھیڑیاں دے نا ہیں میں تاں ملک ماہی تے آہیں
جنہاں انگ بھبھوت رمایا
ماہی عشق کیتا درماندہ درد ہجر کنوں ڈجھلی وجاندہ
جیں برہ دا بینہ وسایا وے
رانجھو چھوڑیا راج بہانا عشق نے کیتا آن نمانا
جیں کم چاکاں دا چایا وے
میڈے سر تے نال جیہیں دا ہر کہیں دے وچ اگ تہیں دا
جیں سچو نام سڈایا وے (سمر بروز)

(۳۱)

میں تاں پھردی وتدیاں تیڈڑے نال
توں تاں تخت ہزارے دا سائیں ۔ میں تاں ہیر سیال
پانی رکاب تساڈی ہوساں ۔ جیہے تیہے حال
توں تاں بے پرواہ جلیندیں
ساڈی جوتاں دیو وچ جال
اپنے دردا دلبر سائیں
سچو سکھ سنبھال (سر خنبگو)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۳۰)

تخت ہزارے کے رانجھن کو
آپ نے جھنگ سیال پہنچا دیا ہے
میں کھیڑوں کی ملکیت نہیں ہوں
میں تو اپنے محبوب کی ہوں
جس نے جوگی کا لباس پہنا ہے
محبوب کے عشق نے غم میں مبتلا کیا ہے
جو سوزِ فراق میں بنسری بجاتا ہے
جس نے جدائی کا مینہ برسایا ہے
رانجھے نے ماں باپ کا راج چھوڑ دیا
عشق نے اسے مسکین بنا دیا
جس نے نوکروں اور خادموں کا کام سنبھال لیا ہے
جس کا نام میرے سر پر ہے۔ اس کا اثر ہر ایک پر ہے
اس نے اپنا نام سچل کہلوایا ہے

(۳۱)

اے محبوب میں تیرے ساتھ پھر رہی ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اے محبوب تو تخت ہزارے کا مالک ہے میں جھنگ سیال ہوں
میں ہر حال میں تیرے ہمرکاب رہوں گی ۔ تو تو بے پرواہ محبوب ہے
میں جوشِ جذبات کی لہروں میں وقت کاٹتی ہوں ۔ اے سچل اپنے محبوب کا ساتھ نبھا لے

(۳۲)

اساں ونجنا تخت ہزارے
رہنا راوی دے کنارے
اے دل ساڈی تھئی دیوانی ڈیکھن ہک نظارے
ہو کنیزک ونج انہاں میں باقی عمر گذارے
ڈھڈریاں ڈالھیاں وی ڈلیاں جتھاں رانجھو مست پکارے
ہے ضرور اساکوں ونجڑاں اتھ کیتا یاد پیارے
سُن ڈو سچل بکو رانجھن جانڑے لگ کہیں دے لارے

(مترجمہ نگو)

(۳۳)

نہ جاناں ناں جاناں
جوگی کیہے دیسوں آیا
اگے کڈاہاں نہیں سوڈٹھم صورت تاں نہ سنجاناں
کیوں کریں اینویں ستیاں نال میڈے کیہا ماناں
گل وچ کفنی دست ہوڑا آڈ ملیندیاں پاناں
میں اہو رانجھن آہس تیڈے در تے وکاناں
مہنے طعنے سبھ لوکاندے سیتو ساہ سیاناں

(مترجمہ نگو)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(٣٢)

۔ ہم نے تخت ہزارے جانا ہے ۔ اور راوی کے کنارے رہنا ہے
۔ ایک نظارہ دیکھنے کی یاداشت میں میرا دل دیوانہ ہوگیا ہے
۔ جی چاہتا ہے ۔ کہ باقی عمر وہاں کنیز بن کر گزار دوں
۔ راوی کے کنارے شیشم کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں ہے
۔ جہاں رانجھا مست ہو کر پکارتا پھرتا ہے
۔ ہم ضرور جائیں گے ۔ کیونکہ ہمیں اپنے محبوب سے ملنا ہے ۔ اس نے یاد کیا ہے
۔ اے سچل سن ۔ صرف رانجھے کی بات سننا ۔ لوگوں کی باتوں میں نہ آنا

(٣٣)

مجھے نہیں معلوم نہیں معلوم
کہ جوگی کس دیس سے آیا ہے
۔ پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ اور صورت بھی نہیں پہچانتی تھی
۔ پھر اے سکھیو! وہ میرے نام کا ورد کیوں کرتا ہے
۔ وہ گلے میں کفنی اور ہاتھ میں پیوڑ لیکر کیوں نکل کھڑا ہوا ہے
۔ میں وہی رانجھن ہوں ۔ جو تمہارے نام پر بک گیا ہے
۔ لوگوں کے طعنے سن سن کر سچل کی جان پر بنتی ہے ۔

(٣٤)

ڈولن سائیں رانجھن سائیں
نیں دلیاں کنوں دور دور
لوں لوں دے وچ ماہی وسدا نیناں وے وی حضور
ہر دم حاضر ناظر ہیں یک مو فرق نہ مور
ڈس اہوئی ہادی والا نور علےٰ نور
بات برہ دی آکھن مشکل سچو رہنا صبور

(سر کلیان)

(٣٥)

مکھ مہتاب سجن دا سیاں گھونگھٹ وچ لکایس
ڈوہیں نور تجلی ڈیندے کیوں وت آپ چھپایس
ظاہر باطن اوہی آیا بازی بھید بنائیس
چشماں دے چمکارے لکدے لاٹاں برہا لائیس
صورت وچوں صورت بن کے سچل نام سڈائیس

(سر پہاڑی)

ترجمہ :-

(۳۴)

میرا عزیز ترین دوست اور دولھا
دلوں سے دور ہرگز نہیں ہے
میرے جسم کے روئیں روئیں میں محبوب بستا ہے. اور آنکھوں کے سامنے ہے
اور ہر دم حاضر ناظر محسوس ہوتا ہے . اس میں بال برابر فرق نہیں
ہادی مرشد کا وجود تو نور پر مزید نور کی طرح ہے
ہجر و فراق کی بات کہنی بہت مشکل ہے . اسلیئے اسے سہل صبر کرنا چاہیئے

(۳۵)

محبوب نے چاند جیسا چہرہ گھونگھٹ میں چھپالیا
جب وہ نو نور تجلی دیتے ہیں . تو پھر اس نے خود کو کیوں چھپایا
ظاہر اور باطن میں وہی آتا ہے . جس نے اس کھیل کا بھیس بنایا ہے
آنکھوں کی چمک اور تابانی کی یاد نے بے شک ہجر و فراق میں اضافہ کیا
صورتوں میں ایک صورت بن کر اس نے سچل نام کہلوایا

(۳۶)

ساڈیاں زاریاں دے نال ماہی دے
زاریاں سو سو واریاں
حسن تیڈے دیاں جھلکاں چھیڑ گیاں بے حد بریاں باریاں
اکھیاں تیڈیاں ماس تیماں دا کردیاں نت نہاریاں
مویاں کوں وے مار نہ پیارا تیڈے نیناں دی میں ماریاں
ہرہ تساڈے دل اساڈی توں ستیاں وی کجھ وساریاں
زلفاں تیڈیاں سیاہ سوہا نہاریاں گل بچڑے پیاں گاریاں

(سرلادی)

(۳۷)

کیڑھی گالھوں چڑ لائیوں وے میڈی دانیاں
دیس اساڈے اللہ نیسی
ڈیکھ اساڈے عیباں ڈہوں چیت اساتوں نجایوئی
اوگن میڈا سوہنا سائیں ڈیکھ نظر کوئی آیوئی
سوہنا ساڈا موک بھوئی ورہ دی رات وڈ آیوئی

(سرلادی)

LIBRARY
Anjuman Taraqqi Urdu (Hind)
Gul Hayat Institute

ترجمہ :

(۳۶)

ہماری آہ و زاری کے ساتھ اے محبوب
سو سو بار اظہار نیاز کرتی ہوں
تیرے حسن کی موجیں اٹھ رہی ہیں ۔ عاشقوں کیلئے یہ بوجھ بہت بھاری ہے
تیری آنکھیں اپنے بے بس درمسکین عاشقوں کا گوشت اڑاتی ہیں
اے محبوب مرے ہوؤں کو پھرے نہ مار ۔ میں تو پہلے ہی آپکے نینوں کی شکار ہوں
آپ کے ہجر و فراق نے میرے دل سے ہر چیز بھلا دی ہے
آپ کی زلفیں سیاہ اور بے حد حسین ہیں ۔ پچل کے گلے میں نشان پڑ گئے ہیں

(۳۷)

اے محبوب کس لئے اتنی دیر لگائی ہے
اللہ تجھے میرے دیس میں لے آئے گا
اے محبوب میرے عیب دیکھ کر آپنے بے پروائی اختیار کی
اے محبوب حسین مرے غریب خانے کی طرف نظر کرم کر
آپنے ہماری کیفیتوں کو آزمائشوں کے منہ میں دیدیا ہے

(۳۸)

اکھیاں لگیاں رانجھو دے نال
نال رانجھن دے اکھیاں لگیاں
میں رانجھن دی رانجھن میڈا چھوڑ کھیڑا بن بھگیاں
نال رانجھو دے میڈیاں گالہیں اصلوں ہوندیاں اگیاں
روز ازل دے رانجھو والیاں سر تے گھتڑیم سگیاں
سبھ سیالیں وچوں میں ہکا عشق رانجھو دے لگیاں
سن وے پچل اہو رانجھن ہر جا برہ کریندا ہے ٹگیاں

(مصر بلاولی)

(۳۹)

میں ماہی دی مستانی
وسدا دل وچ دلبر جانی
برہ دے غمزے سویں ہزاریں گھتیوئی مار اخوانی
عاشق ہوویں تاں سر ڈیویں گال ہیئی مردانی
دائم دل وچ یادیں جھاتی رمز لہیں روحانی
جان سچو بن عشق رانجھن دے ڈوجھی سبھ نادانی

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۳۸)

. محبوب رانجھے کے ساتھ آنکھیں لڑگئیں
. میں رانجھن کی ہوں ۔ اور میرا ہے ۔ کھیڑے سے میں الگ ہوگئی ہوں
. رانجھے کے ساتھ میری باتیں بہت پہلے ہوگئی تھیں
. میں تو روز ازل سے ہی اپنے محبوب رانجھا سے وابستہ ہوگئی تھی
. سہیلیاں دوشیزاؤں میں میں اکیلی رانجھو کے عشق میں مبتلا ہوئی
. نے سچل سن دہی رانجھا سوز وفراق میں تڑپاتا ہے ۔ اور میں برداشت کرتی ہوں

(۳۹)

. میں تو اپنے محبوب کی ازخود رفتہ چاہنے والی ہوں
. وہ میرے دل میں بستا ہے
. سوز و فراق کے صدمے بے شمار ہیں ۔ اسقدر کہ مجھے تو مار ہی دیا ہے
. اگر عاشق صادق ہو ۔ تو سر دینے سے گریز نہ کرنا ۔ یہ بات مردانہ غیرت کے خلاف ہے
. اپنے دل میں جھانک کر دیکھنا روحانی فیوض کیلئے یہ بنیادی بات ہے
. نے سچل جان لے کہ عشق کے بغیر دوسری سب بات نادانی ہی ہے

(۴۰)

رانجھن چاک بڈایا
کیں کوں کوک سناواں
عبرت وتح ایہں دے آہس جیں تختوں جھنگ بچایا
آدم دا کر جوڑ آئینہ آپ کوں ڈیکھن آیا
آیا شاہ تفیاوت چاکر اہو تیں ہنر ہلایا
بازی گر تھی بازی کھیڈے بازی سیل بنایا
ظاہر باطن اسم ایہں دا کیتس کو نہ کنایا
سچو ہر ہک وتح سائیں جیں ڈیکھ تماشا لایا (سُر بلاولی)

(۴۱)

ادب نال الیساں
ہوساں میں رانجھو دنیاں
ہُن کھیڑیاں دے طول وہانے ہلینگیں پیر نہ پیساں
میں رانجھن دی رانجھن میڈا کھیڑا گھول گھتیساں
پار دریاؤں جھوک رانجھن دی بانڑ و تڑ تڑ ویساں
جیں تڑ رانجھو منجھیاں چارے تہیں تڑ باغ بنیساں
ہک دل آہی رانجھو نیتی کھیڑیاں نوں کیا ڈیساں
سوہنی صورت یار سچو دی کہیں کوں کوک سنیساں (سُر آسا)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۴۰)

میرے محبوب نے نوکر ہونا پسند کر لیا۔ میں یہ دکھ کیسے سناؤں
عبرت تو اسی میں بھی ہے۔ کہ ایک کیفیت نے اسے تخت ہزارے سے جھنگ پہنچا دیا
آدم کے کردار میں وہ خود کو دیکھنے آیا ہے
وہ حکمران تھا۔ مگر نوکر بن گیا۔ یہ بھی ہنر تھا۔ جو اس نے دکھایا
وہ ماہر بازی گر ہے۔ اور یہ دنیا کھیل کا میدان ہے
ظاہر اور باطن اسی کی ذات حقیقی ہے۔ جو کوئی صراحت نہیں کرتی
اے بچل سمجھ لے کہ ہر شے میں مالک موجود ہے۔ مگر بظاہر کھیل رچایا ہے

(۴۱)

ادب کے ساتھ بات کروں گی۔ محبوب کے ساتھ رہوں گی
کھیڑوں کی بات ختم ہو گئی۔ اب میں پلنگوں پر نہیں بیٹھوں گی
میں رانجھے کی ہوں۔ اور وہ میرا ہے۔ میں کھیڑے کو وار کر پھینک دوں گی
دریا کے اس پار رانجھے کا ٹھکانہ ہے۔ میں وہاں ہر صورت جاؤں گی
جس جگہ رانجھا بھینسیں چراتا ہے۔ وہاں بھاگ جاؤں گی
ایک دل تھا جو رانجھا لے گیا۔ اب کھیڑوں کو کیا دوں گی
محبوب بچل کی حسین و جمیل صورت ہے۔ کس کو بتاؤں

(۴۲)

چھوڑ ہزارے شاہی ودھیں رانجھو دے ویساں
بٹکے ہوڑے بابل بھائی متیاں ڈیوے ساکوں مائی
ست کھیڑے تھیساں راہی وو
بھو سہیلیاں مل کر آندیاں تھی ایاازی گل پلو باندیاں
کھن متیاں تھی ڈاہی وو
اوراں دیناں ماہی کیویں متاں طرف رانجھو دے عرضیاں ہٹاں
گھن کے قلم سیاہی وو
بیخودی دل تھئی اداسی بیوس ہو کے پھرے سنیاسی
اصل کنوں اینویں آہی وو

(سُر آسا)

(۴۳)

کتھ بابل تے کتھ مائی سیوڑی
میں تاں رانجھن دے لڑ لگیاں
میں تے رانجھن ہک تھیوسے کھیڑیاں نال جدائی
بیلے ویساں رانجھو والے چھوڑ ہزارے شاہی
بچی ہرکائی ماپیو جائی ہیر عشق دی جائی
بچو آکھے سوز ماہی دا ڈیندا عشق گواہی

(سُر آسا)

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۴۲)

ماں باپ کی شاہی چھوڑ کر میں رانجھے کی نگری میں جاؤں گی
مجھے باپ اور بھائی روکتے ہیں ۔ ماں نصیحت کرتی ہے
میں کھیڑوں کو چھوڑ کر روانہ ہو جاؤں گی
سب سکھیاں سہیلیاں اکٹھی ہو کر آتی ہیں ۔ نیاز اور زاری کے ساتھ عرض کرتی ہیں
کچھ نصیحت پکڑو ۔ اور ارادے سے باز رہو
دو مردوں کے ساتھ محبوب کو کیوں بھیج دوں ۔ رانجھے کی طرف عرضیاں بھیجتی ہوں
اس مقصد کیلئے قلم سیاہی حاصل کر کے لکھ رہی ہوں
بیدل سرمست کا دل اداس ہو گیا ہے ۔ بے بس ہو کر سپاہی بن گیا ہے
وہ بنیادی طور پر ہی ایسا تھا

(۴۳)

اے سکھیو! کہاں ماں ہے ۔ اور کہاں باپ
میں تو رانجھن سے وابستہ ہو گئی ہوں
میں اور رانجھا یک جان دو قالب ہو گئے تھے
والدین کی شاہی کو چھوڑ کر رانجھے کی طرف چلی جاؤں گی
باقی سب لوگ ماں باپ کی اولاد ہیں ۔ مگر میں عشق کی بیٹی ہے
بیدل کہتے ہیں ۔ کہ عشق محبوب کے سوز کی گواہی مہیا کرتا ہے ۔

(۴۴)

میں تاں رمز والے دی آہی وو
میں رانجھن دی رانجھن میڈا ناں کھیڑیاں دے ناہی
رانجھے کوں کوئی آکھ سنڑاوے کھیڑیاں دی جنج آئی
کھیڑیاں دی ساری نگری کوں شالا آوے سگھا تباہی
ناں ماہی دے ولیساں سیتھو چھوڑ بھانڑ شاہی

(سرسنی)

(۴۵)

میں کنے جالیں وو
سوہنا پردیسڑا
اساں نماڑیاں توں ناں سائیں دا ورق وچھوڑے دا والیں
طعنے تہمت تیڈے طرفوں ڈیون سبھ سیالیں
دل میڈڑی کوں ورہ نہ دیندیاں گھیاں تیڈیاں گالھیں
آویں توں پیارا اگنڑ اساڈے حرف ہجر دا ٹالیں
در تیڈڑے دا سیتھو آہا اہو اپنڑا سگ سنبھالیں

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۴۴)

. میں تو رمزوں والے محبوب کیلئے ہوں
. میں رانجھے کے ساتھ ہوں ۔ وہ میرے ساتھ ہے
. رانجھے کو کوئی بتلا دے ۔ کہ کھیڑوں کی برات آگئی ہے
. کھیڑوں کی ساری نگری کو خدا کرے جلد تباہی گھیرے
. اے بچل میں ماں باپ کی شاہی کو چھوڑ کر محبوب کے ساتھ چلی جاؤں گی

(۴۵)

. اے پردیسی محبوب میرے پاس قیام کر
. خدا کے نام پر ہم مسکینوں کی کتاب سے فراق کا ورق الٹ دے
. سب سیال عورتیں طعنے دیتی ہیں
. میرے دل پر سے تری باتیں نہیں اتر سکتیں
. جب بھی اے محبوب تو ہمارے گھر آئے گا ۔ ہجر کا حرف ٹل جائے گا
. آپ کے در کا بچل جو تھا ۔ اسے اب سنبھال لینا

(۴۶)

ہیں تاں آپ مستان ہو رہی
ہݨ ناں سیاں آکھاں حال کیہا
ماہی یار میڈے حال دا میڈا کم اوراں دے نال کیہا
سݨو سمجھ سہائیں وو گالھ میڈی رانجھو یار باجھوں ملک حال کیہا
ماہی چاک میڈی دل لٹ نیتی تسیاں کن کھیڑ یاں دا خیال کیہا
جیں روز الست ہیں ہو رہی تیں دی آہس ہیا وو سیال کیہا
ہیں کوݨ جو تیکوں ڈورا یا ڈیواں سݨ یار میڈا ہے مجال کیہا
دل آکھاں تیجݨ توں ہکو میکوں میڈا جیوے تھاں اقبال کیہا
مہر ناں بچھیں جے توں آپ میکوں بچو آکھ تیڈا ہے سوال کیہا

(سرکھیڑیاں)

(۴۷)

کھیڑیاں ناں گذاریم ڈینہڑے
ہݨ ویندیاں رانجھݨ یار ڈھوں
میں موئی دی ہݨ دل شاد ہوئی گھلیا وا تیڈا اہیں یار ڈھوں
اس جگہ دیاں جایاں چھوڑ کے رکھدیاں بیچے اقرار ڈھول
تو ہیں ہیناں بھجے اتھ چا توں دیر نہ ہووے دلدار ڈھوں
کے تائیں اتھ مہجور ہوسݨ آیا باندی اصل اسرار ڈھوں
بھگے شک بچو دے غیر کنوں دل اپݨی اعتبار ڈھون

(سرکسوری)

ترجمہ :-

(۴۶)

- میں تو اب خود مستانی ہو رہی ہوں
اب سہیلیوں کو کیا حال سناؤں
- میرے حال کا محرم میرا محبوب ہے ۔ مجھے اوروں سے کیا کام ہے
- سب سیال خواتین میری بات سنیں ۔ رانجھے کے بغیر مال و منال کی کیا اہمیت ہے
میرے محبوب نے میرا دل لوٹ لیا ہے ۔ اب کھیڑوں کا کیا خیال ہو
- روز الست سے ہی میں اسکی ہو رہی ۔ پھر باقی کیا بات رہ گئی
- اے محبوب میں کون ہوں ۔ جو تجھے دکھ دوں ۔ سُن میرا محبوب میری مجال نہیں
- میں چاہتی ہوں ۔ کہ میں پھر لوٹی جاؤں ۔ اسلئے یہاں اقبال کا کیا سوال ہے
- اے مخلص اگر آپ مہر و محبت کے ساتھ پوچھیں ۔ تو پتہ چل جائے ۔ کہ میرا سوال کیا ہے

(۴۷)

- میں نے کھیڑوں کے ساتھ کئی روز گذارے ہیں ۔ اب میں اپنے رانجھے کی طرف جلنے لگی ہے
- میں بدقسمت کا دل شاد ہُوا ۔ اور تیرے مسکن کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آنے لگی
- اس دنیا کی جگہوں کو چھوڑ کر میں حقیقی اقرار (روز اوّل) کی طرف روانہ ہوتی ہوں
- سب جگہوں سے محبوب کی جگہ عزیز ہے ۔ دلدار کی طرف سے دینا ہوا
- کب تک یہاں ہجر و فراق کی زد میں رہوگی ۔ اصل راز سے دور ہو جاؤگی
- مخلص کے غیر سے بھی اور اپنے اعتبار کی طرف بھی آپ کا رجوع ہو جائیگا

(۴۸)

جھنگ سدا خوش ہوسوں
سوہنیاں دے نال
نال سائیں دے سوہنا سائیں ورق وچھوڑے دا وال
حیرت دے وچ پئے گیوسے ڈیکھ چاکاں دی چال
اوڑے بارے چری آکھن پئے گئی اے کیڑھے خیال
عمر سبھائی یار سچو دی برہ کیتس رجال

(سر سپردی)

(۴۹)

یار چنا نہ دے سنڑوستیاں
رانجھو سائیں وسدا وسدا
ڈیکھن ستی ہر کہیں جاہیں کھڑکے آپے ہسدا ہسدا
ابھا لمتاں یار اساکوں نینہہ ڈالا کے ڈسدا ڈسدا
گالھیں نال وے دلیاں سبھ دیاں اکھیں چاکے کسدا کسدا
سبھاں نال وو ہکو جیہاں کیوں وو پچھو کنوں نسدا نسدا

(سر بہاڑی)

ترجمہ :-

(۴۸)

. تھنگ میں اپنے محبوب کے ساتھ ہمیشہ خوش رہینگے
. اے محبوب کتاب زندگی میں سے جدائی کا ورق الٹ دے
. نوکروں (رانجھا) کا کردار دیکھ کر ہم حیرت میں ڈوب گئے
. ایرا غیرا سب تجھے کم سمجھ کہتا ہے ۔ تو کونسے خیال میں پڑ گئی ہے
. بچل کی ساری عمر سوز فراق ہی کی نذر ہو گئی

(۴۹)

. اے سکھیو! سنو دریائے چناب کے اس پار
میرا محبوب رانجھا بستا ہے
. ہر جگہ جا جا کر دیکھتا ہے ۔ اور خود ہی ہنستا ہے
. ہمیں تو عشق کی لگن کے بعد مشرق و مغرب حقائق بتا رہے ہیں
. باتوں باتوں میں دلوں پر قبضہ کر لیتا ہے
. سب کے ساتھ تو ایک جیسا سلوک کرتا ہے ۔ مگر بچل دور بھاگتا ہے

ہیر رانجھا

سی حرفی

rekhta
Gul Hayat Institute

الف آگ لگی ساکوں عشق والی قاضی اور گلاں وو ڈسیند اھیں
ساڈی دل تاں تخت ہزارے ڈہوں مسئلے جوڑ کے آپ کو سیند اھیں
ونج بڈ مریں ملاں منجھ پوویں کنوں راہ بچی دو گنیند اھیں
منگیں خیر کھیڑ باندی دو کیڑھی گالھوں رانجھو یار اساں توں رسیند اھیں

ب بحر ہجر دے وو زور رکھیا میڈی ذات سیال ساری لڑ دھ گئی
کتھے جھنگ تے ننگ ناموس رہیا پچھے چاک دے میں جڑ گئی
دل دردمنداں دی جھوبار والی حکماں حکم سا غمزے نال لئی
مٹھے ماہی دے نے قبول کیتم جیکا تھیونی ہائی سچو سائی تھئی

ت ترک ڈیہاڑے میثاق دے میں تاں رہیاں ذات سیال کنوں
توبہ توبہ تے استغفار کیتم خوش نال کھیڑیاں دے خیال کنوں
یک دم تاں فارغ ہیں ہوساں جانی یار رانجھو دے وصال کنوں
ڈو جھی کار نہیں میڈی دل اتے سچو یار دی سار سنبھال کنوں

ث ثابت ساڈڑی دل ہوئی راتیاں ڈینہہ ستیاں رانجھے یار ڈہوں
اتھیں دم لاکون بن توڑی ڈیکھو میڈا خیال تخت ہزار ڈہوں
الست ڈبلی ڈو ہیں بک تھئے ڈم گوش اہیں اقرار ڈہوں
بنا شک گماں سچو دا سارا دل آپئی اتھیں اعتبار ڈہوں

ترجمہ :-

الف - اے قاضی ہمیں تو عشق کی آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔ آپ اور باتیں کیوں سنا رہے ہیں
میرا دل تو تخت ہزارے کیطرف ہے۔ مسئلے بیان کر کے کیوں خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہو
اے ملاں تو ڈوب مرے غم کی نذر ہو جائے۔ مجھے سچی راہ سے ہٹانا چاہتا ہے
نجانے تم کیوں کھیڑوں کی خیر مانگتے ہو۔ اور مجھ سے رانجھا کو ناراض کرنے کے درپے ہو

ب - ہجر و فراق کے سمندر نے زور پکڑا۔ اور میری سیال ذات و برادری کی ناموس بہہ گئی ہے
جھنگ اور عزت و ناموس دونوں مجروح ہوئے۔ میں تو محبوب کے پیچھے چلی گئی
دردمندوں کا دل ویسے بھی حساس ہوتا ہے۔ چند ہی اداؤں نے ہمیں لوٹ لیا
میں نے محبوب شیریں کو قبول کر لیا۔ اور اے سچل جو ہونی تھی ہو کر رہی

ت - میں تو روز الست سے اپنی ذات سیال ہی سے تارک رہی ہوں
میں نے تو کھیڑوں کے خیال سے ہی توبہ توبہ اور استغفار کیا
میں تو اپنے محبوب رانجھو کے خیال سے ایک پل کیلئے بھی فارغ نہیں ہونگی
میرے دل پر تو اپنے محبوب سچل کی سنبھال رکھنے کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں

ث - اپنے محبوب رانجھے کیطرف سے اے سکھیو! میرا دل نہال ہو گیا
اس وقت سے لیکر اب تک میرا خیال تخت ہزارے کیطرف ہے
الستُ وبلیٰ روز ازل جو سوال جواب ہوئے تھے۔ صرف اسی اقرار کی پابند ہوں
کوئی شک نہیں گماں ہی۔ سچل کا دل خود ہی اسی اعتبار کا حال ہے

Gul Hayat Institute

ج ۔ جند چھٹ پئی میڈی جھنگ کنوں ہتھ ڈو گیا وو سیالیاں جی
لا ہاں نال پنگھوڑا وو ساڑ ڈیواں کھتاں اگ ڈیو تح نہالیاں جی
ہے جان رہو وو خیال اہوئیں چاک دے عشق دیاں چالیاں جی
سچو رکھ سنبھال توں جو ہے نی برہ والیاں گوڑھیاں گالھیاں جی

ح ۔ حال تے بل سیالیاں وتح حوحک کنے کیھا اج چاک کھڑے
غلبہ عشق اہیں تے کیڈا کیتا تہیں تے جا بجا پھر دے پڑے
سنگی ہیر سیال اساڈی آہی تہیں ڈیناں اہیں ڈو نیں اڑے
ڈو ہیں سرنا گاہ جو آ ڈیکھو محبت والے سچو کیڈے لڑے چڑھے

خ ۔ خویش قبیلے وو ہل گئے رانجھو نال میڈا ڈاڈھا خیال پیا
زنگیور کھیڑا ہاندے وو متاں کوئی سناں ہیں تے سگھیڑا کال پیا
تیسوں غار سبھے وو غرق اتھاں کیھا بھیڑیاں دا وو پال پیا
اساں یار ماہی ڈو ہیں ہک ہوئے ہر ویلے سچو وو وصال پیا

د ۔ دل ہک آہی ساڈی یار ڈیہوں ڈو جھی ہووے تا آہا ہیں عام ڈیواں
برہے ذات میڈی ساو ساڑ ڈتی ہتھ بکواری ننگ نام ڈیواں
ساڈے طرف اڈا ہیں وینداکوئی نہیں جیکوں ہتھ پڑوا دے پیغام ڈیواں
بانھاں بدھ سجھو ہیں زاری کراں سچو دوست ڈیہوں میں سلام ڈیواں

ترجمہ

ج ۔ جھنگ سے میری جان چھوٹ گئی ۔ سیال خواتین سے بھی نجات ملی
ڈوریوں سمیت اپنے جھولے کو آگ میں ڈال دوں گی
اب سمجھ لو ۔ اور جان جاؤ ۔ کہ محبوب کے عشق کی کیا رمزیں ہوتی ہیں
اے سچل تو خیال رکھ کہ صاحب سوز و فراق کی کیا کیا باتیں ہوا کرتی ہیں

ح ۔ سیال خواتین میں ہوک پڑ گئی ہے ۔ کہ چوچک کو ملازم رکھنے کی کس نے کہی ہے
اس پر عشق نے کتنا غلبہ کیا ہے ۔ کہ وہ آپ کی طلب میں ہر جگہ ہر گام پر موجود ہے
ہیر سیال ہماری سہیلی تھی ۔ اسکے ساتھ آپ کی آنکھیں لڑ گئیں
اے سچل غور کرو ۔ کہ محبت میں مبتلا سر کتنے بلند ہوتے ہیں

خ ۔ خویش قبیلے بھول چکے ہیں ۔ رانجھے کے ساتھ مجھ اس طرح خیال گہرا ہو گیا ہے
زنگیور کھیڑیاں میں خدا کرے سنوں ۔ کہ وہاں جلدی کال پڑ جائے
وہ سارے غرق ہو جائیں ۔ اور جیسے کنوئیں میں ان برے لوگوں کا بچہ گر جائے
میں اور میرا محبوب ایک جان دو قالب ہو چکے ہیں ۔ اور ہر وقت ہی وصال کا عالم ہے

د ۔ ایک ہی دل تھا ۔ جو محبوب کی نذر کیا ۔ دوسرا ہوتا ۔ تو میں عام کو دے دیتی
سوز و فراق نے میری ذات ہی فراموش کر دی ۔ سو ایک دفعہ ننگ و ناموس سے بیٹھی
ہماری راہ تو کوئی اختیار ہی نہیں کرتا ۔ کہ انہیں عشق و پریت کے پیغام دوں
میں ہاتھ باندھ کر زاری کرتی ہوں ۔ اور اے سچل دوست کو سلام بھیجتی ہوں

Gul Hayat Institute

ذ ۔ ذات سیال ہیں منڈھوں ناھیں کون تو چاک تہیں دا راج کیھا
جوئی ناں ہک یار دے ہک ہوئی نہیں ڈا اک قاضی ہیا کاج کیھا
جیکوں عشق رانجھو ندے کڈھ ڈِتا تہیں کوں اور اندا احتیاج کیھا
دل ہک آہی ماہی یار گھِدی دت بھیڑیاں بھیڑ باندا وو ڈاج کیھا

ر ۔ رو رو رانجھو دے ہیں ہو رہیاں کوئی ہور نظر نیں آوندا جی
ندی کنارے وڈڑے ویلے ونجھلی سوز کنوں وو وجاوندا جی
اللہ آپ جانے ماہی یار میکوں ہنڑاں کل کنوں اہو بھاوندا جی
اوہیں رانجھے اتوں پچو صدقے تھیواں اگن ساڈے جدوں آوندا جی

ز ۔ زور گھتیا برہ باری ڈاڈھا ہیں مست دیوانڑی ہو رہی
ہٹن رنگ بھبھوت جو لا کھڑاں دل ہا حیرانڑی ہو رہی
رانجھو کتھ اساں وت کتھ رہیے نینہڑے دی نشانڑی ہو رہی
اوہیں کیتے اداس بیراگ پھیراں تچو موجھ مستانڑی ہو رہی

س ۔ سبھ سیالیں چھوڑ گیاں ڈیکھ ڈیکھ اساڈڑا حال ولی
شرم لوڑ دیوانڑی ہو رہی گڈی رانجھو دے عشق کمال ولی
راتیاں ڈینہاں اوہیں وت چاک ڈھوں کھڑے دم بدم خیال ولیا
مت ساڈڑی موں گھِنسی اہا ولن پچھوں تچو بے مجال ولی

ترجمہ :-

ذ ۔ میں سیال ذات سے تعلق ہی نہیں رکھتی ۔ کون چوچاک اور اس کا راج کیا
محبوب کے ساتھ جو ایک دفعہ بیت گئی ہے ۔ آپ کا ایک قاضی ہی تو رہ گیا ہے ۔ اور کیا کام ہے
جس کو رانجھے کے عشق نے الگ کر لیا ہو ۔ اسے دوسروں کی کیا ضرورت ہے
دل تو ایک تھا ۔ جو میرا محبوب لے گیا ۔ اب کھیڑوں کا کیا دینا لینا ہے

ر ۔ میں اپنے محبوب رانجھا کیلئے رو رو کر اسکی ہو رہی ہوں ۔ کیونکہ اسکے بغیر اور کوئی نظر نہیں آتا
وہ صبح سویرے دریا کے کنارے پُرسوز آواز میں بانسری بجاتا ہے ۔
اللہ خوب جانتا ہے ۔ کہ میرا محبوب مجھے سب لوگوں سے زیادہ بھاتا ہے ۔ اچھا لگتا ہے
رانجھے پر سے جو ہمارے آنگن میں قدم رکھتا ہے ۔ میں قربان جاؤں

ز ۔ سوز و فراق نے وہ زور دکھایا ۔ کہ میں بے خود مست اور دیوانی ہو گئی
اب میں جوگی کا بھیس بنا کر حیران کھڑی ہوں
کہاں رانجھا ہے ۔ اور کہاں میں ہوں ۔ میں تو بس عشق کی نشانی بن گئی ہوں
اُسے تحل میں اسی محبوب کیلئے بیراگی ہو کر پھر رہی ہوں ۔ اور غم و اندوہ میں ہی محو ہو گئی ہوں

س ۔ سب سیال خواتین ہمارا ناگفتہ بہ حال دیکھ دیکھ کر ساتھ چھوڑ گئیں
شرم و حیا گویا ڈوب گیا ۔ اور رانجھے کے عشق نے کمال کر دیا
رات دن اسی محبوب کے خیال میں کھڑے دم بدم فکر مند رہتے ہیں
ہماری نصیحت اب وہ قبول نہیں کریگی ۔ کیونکہ پیچھے مڑنا محال ہے

Gul Hayat Institute

ش ۔ شور ہیں عشق مچایا ڈاڈھا ہن عقل والی دو صلاح کیہی
راہ عشق دی پچی تاں ہلیں گڈی تساں سچ آکھو ڈوجھی راہ کیہی
رانجھو یار میڈے وہ سر دا سائیں کھیڑیاں بھیڑیاں ڈھون وو نگاہ کیہی
بنیاں باہر ننگ ناموس کنوں ہُن آکھو سچو وو پناہ کیہی

ص ۔ صدق ساڈا رانجھو یار ڈہوں نہیں کھیڑے بھیڑے کوں ہلیں لیکھیدیاں جی
نظر غیر دی اساں توں ٹُٹ گئی جتھ کتھاہی نوں سوڈ دیکھیدیاں جی
سورنگ دے وچ رنگ لاکھڑا دم دم کرے لکھ لیکھیدیاں جی
سے مستیاں گوڑھیاں گالھیاں نی سچو سنیں اساڈڑے شیخ دیاں جی

ض ۔ ضرور کھیڑیاں دا دو میکوں نہیں رانجھو یار میکوں گل لا اھیا
سنو سبھ سیالیاں لوں لوں بھاجندجاں دے وچ پیچ پا اھیا
کائی غیر دی جاہ نہ رہندی اتھاں سراپا ہو وو سما اھیا
سچو آپ سارا وو محیط تھیا جتھ کتھ وہ جا بجا اھیا

ط طلب میڈی رانجھو یار ڈھیس کھڑا ہوسی ندی کنارڑے جی
عشق لاون کیتے ساڈڑے طرف سیاں آیا کوں تخت ہزارڑے جی
جو بارا جو ڈیس جھنگ آ کیہڑا اساں طالب مُنت ہزارڑے جی
خواہش آپ ہیس ڈیکھن سیالیاں دی ساڈا تل نہیں اختیارڑے جی

ترجمہ :-

ش ۔ عشق کی سرگرمی نے بہت غلغلہ پیدا کیا ہے ۔ اب عقل کی صلاح بے سود ہے
عشق و محبت کی راہ تو میں نے اختیار کر لی ہے ۔ اب سب کہو ۔ کہ دوسری کونسی راہ رہ گئی ہے
رانجھا میرا محبوب میرے سر کا سردار ہے ۔ کھیڑوں کی طرف تو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں
میں دنیا داری کے ننگ ناموس کے تکلفات سے آزاد ہو گئی ہو ۔ اے سچل اب بتاؤ کہ
اب تحفظ اور کس کا کیا ؟

ص ۔ ہمارا سچا خلوص صرف رانجھے کی طرف ہے ۔ کھیڑوں کی جو برے ہیں ۔ میں پرواہ نہیں کرتی
غیر کی طرف توجہ اب ہماری طرف سے نہیں ہوتی ۔ مجھے تو ہر طرف اپنا ہی محبوب نظر آتا ہے
سو رنگوں میں بھی اس کا رنگ پہچانا جاتا ہے ۔ اور پل پل کی خصوصیت اسکی منفرد ہے
اے سچل ہمارے شیخ کی باتیں سنو ۔ وہ گہری باتیں کرتا ہے

ض ۔ مجھے کھیڑوں کی کوئی ضرورت نہیں ۔ کہ میرا محبوب رانجھا اب مجھے گلے لگا رہا ہے
سب سیال خواتین سن لیں ۔ کہ وہ میرے جسم کے روئیں روئیں میں پیچ ڈال رہا ہے
رانجھا ہی سراپا میرے دل و دماغ کا مالک ہے ۔ اور کسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے
اے سچل وہ محیط ہو گیا ہے ۔ اور ہر جگہ اس کا مسکن اور مقام ہے

ط رانجھے کو میری بھی طلب ہے ۔ وہ ندی کے کنارے کھڑا ہوگا
عشق کی کشش میں وہ میرے لیے تخت ہزارے سے آیا ہے
اس نے جھنگ میں آ کر کیا رنگ دکھایا ۔ کہ ہم اسکی زیارت کے محتاج ہیں
وہ تو خود سیال دوشیزاؤں کو دیکھنے کا خواہشمند تھا ۔ مگر ہمارا بھی تو اختیار نہیں تھا

Gul Hayat Institute

ظ ۔ ظاہر ساڈڑا عشق تھیا میڈے بچھوں سیالیاں پھکی لائی
ڈیکھن آیا اساکوں جھنگ سارا اکھیں سبھ دیوانی ہوئی جائی
مائی باپ نیاکھوڑے دیوچ نیکوں عاہراں فقیراں توں منگی کائی
اہو حال ہویا وو سیال تیڈا ایجو برہ تے کوں انھی چائی

ع ۔ عشق دریا کیتی موج کھڑی گھنڈی ڈسدی اتے تے کا نہیں
اندر شوق مچایا وو شور وڈا انہیں زور جھلن دی جا نہیں
ایہا دل آباد نہ تھیسی کڈاں جہیں دل دیوچ ہا و ہا نہیں
میڈا خیال خلاصہ وو یار ڈھوں ہک سنگیاں تجو ساڈ سا نہیں

غ ۔ غم ٹلیا رانجھو یار ملیا اتج کھیڑے بھیڑے بیزار تھئے
اساں دوست ڈوہیں ہن ہک ہوئے کھیڑے سبھ خراب خوار تھئے
ڈیکھن نال میڈے دو دل میڈی ڈوجھے نین ہوئے باغ بہار تھئے
حاصل سبھ مدعا دو اساڈی ہوئی تجو خیال میڈا مختار تھئے

ف ۔ فاش تھیا راز عشق والا تھیو فنا تاں ورج صحرا لگیاں
جیں وتج ابے کھتے ڈیہہ ہویاں ہن ڈیکھوں جا لگیاں
نہیں سرزوں نہ تھیسی کڈھاں باریاں بارڈے برا لگیاں
بن نینہ دا بار نغارا اتھاں سچو ڈیکھ نہ ورج ہوا لگیاں

ترجمہ :

ظ ۔ ہمارا عشق ظاہر ہوگیا۔ میرے لئے سیالوں نے خوب ڈھنڈیا پٹوائی
ہمیں سارا جھنگ دیکھنے آیا۔ سب کی آنکھیں دیوانی ہوئی جا رہی تھیں
جب تو شیر خواری کے دوران جھوٹے ہیں تھی۔ تو فانے ماں باپ نے پیروں فقیروں سے کیا دعا مانگی تھی
اے سیال تیرا کیا حال ہوگیا ہے۔ اے محبوب فراق نے اسکو عیل کر دیا ہے

ع ۔ عشق کے دریا کی موج اٹھی۔ اس پر کوئی خاص چیز نظر نہیں آتی
شوق کے اندر اس نے غلغلہ مچا۔ ایسی دھوم مچی۔ اس زور کو نہیں روکا جا سکتا تھا
وہ دل کبھی آباد نہ ہوگا جس میں شور نہ ہو اور حرکت و ہمت نہ ہوگی
میرے خیالات کا مرکز میرا محبوب ہے۔ مگر سہیلیوں پر آجکل کوئی بھروسہ نہیں

غ ۔ غم مل گیا۔ اور رانجھا یار مل گیا۔ کھیڑے اس سے سخت بیزار ہوگئے
ہم دوست تو ایک ہوگئے۔ مگر کھیڑے سب خوار ہوگئے
محبوب کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوا۔ اور دوسری نظر میں ہی باغ و بہار ہوگیا
ہمارا مدعا پورا ہوگیا۔ اے محبوب میرا اختیار تو اللہ کا دین ہے

ف ۔ عشق کا راز فاش ہوگیا اور ساری رونقیں شہروں سے صحرا میں منتقل ہوگئیں
اسکے باوجود کوئی اس سے بچ نہیں سکا۔ اور آپ جگہ جگہ عشق کی بیخودی اور آشفتہ سری دیکھ سکتے ہیں
عشق وسودا اور ہجر و فراق کے اتنے بوجھ بڑھ گئے ہیں۔ تاہم زمین یہ بوجھ ضرور اٹھائیگی
اے محبوب اب عشق کی عظمت کا نعرہ لگاؤ۔ اور دیکھو کہ لوگ دیکھتے دیکھتے کیسے متاثر ہوتے ہیں

ق . قرب اساکوں رانجھو یار ڈتا وَرح جھنگ سیالیاں نال تاں ہیاں وی بہوں
رانیاں ڈینہاں اساڈڑی ہوری دم دم دھکا دل چاک ڈھوں
عاماں نال پرورڈے پاک جانیں کڈاں ہوں نہ ٹھہرا ٹور ٹھہوں
قدماں نال نچوچھے یار دے نی انیویں عمر سبھا جوڑا جوڑ رہوں

ک . کار سبھا وو سار ڈتی عشق چاک دے میں مستان کیتی
اور گالھ اساں کنوں چاک نِپی دل درد ڈاڈھے دیوان کیتی
خاطر ڈیکھ ساڈی وو ہزار والی ھو دھو انویں حیران کیتی
قربان اساں سوہنے یار اتوں نچوسا، بھو جند جان کیتی

ل . لوک سارے بدنام کیتم، ڈیکھاں یار ڈھوں خوش حال ولی
دل لٹ نیتی ساڈی چاک سیاں ڈوجھے طرف نہیں میڈا خیال ولی
ہیں گھول گھتاں سر اپیٹا بھی اتوں دوست سارا جھنگ سیال ولی
نچو روز ازل کنوں سنگ گڈا اہو ھادی والا حال ولی

م . مست کیتی دل چاک میڈی ھن گنیاں شرم وحیا کنوں
رانجھو یک ہووے شالا ہاں اتے میکوں توبہ سیالیاندے ساکنوں
آپنے نِسچ گیاں ہکو جیڈیاں نی ڈاڈھے عشق دے تکھے تا کنوں
ڈیکھ حال ساڈا سبھ حیران رہیاں نچو پاسا کرن تہیں دے نا کنوں

ترجمہ :-

ق . میرے محبوب رانجھو نے مجھے قرب دیا . ورنہ جھنگ سیال میں تو دوسری بھی بہت خواتین موجود ہیں
دن رات میرا دل محبوب کیلئے بے خود رہا . اور پل پل اس کیلئے وقف تھا
لوگوں پر بھی اس واردات کے اثرات ہوتے ہیں . اور کوئی بچ کر نہیں جاتا
اے نچل صرف محبوب کے قدموں سے سب رونقیں ہیں . ساری عمر اسی طرح بسر کرنی چاہیئے

ک . آپ نے سارا کام بھلا دیا ہے محبوب کے عشق نے مجھے مست موالی بنا دیا ہے
اور باتیں ہم سے رہ گئیں - دل کے درد نے اپنا اثر دکھایا ہوا تھا
ہزاروں نے کیطرف سے ہماری پذیرائی پر غل پڑ گیا
میں حسین وجمیل محبوب پر قربان جاؤں . اے نچل میں نے زندگی اسکی نذر کر رکھی ہے

ل . لوگوں نے مجھے بدنام کر دیا ہے حقیقت یہ ہے . کہ محبوب کی طرف دیکھ کر خوش ہوتی ہوں
اور صرف اسی طرح سکون ملتا ہے
میرے محبوب نے اے سکھیو ! میرا دل لوٹ لیا ہے . اور دوسری طرف میرا خیال نہیں ہے
اے نچل ہم نے روز ازل سے اپنے مرشد کی یہ کیفیت طلب کر لی تھی - اور اب اس حال میں ہم بھی ہیں

م . محبوب نے میرا دل بے خود کر دیا ہے . اب شرم وحیا کا بھی خیال نہیں رہتا
خدا کرے میرا رانجھا میرے سینے کے ساتھ رہے . مجھے سیالوں کی کوئی ضرورت نہیں
میری ہم عمر ہمجولیاں عشق کی گرمیاں دیکھ کر بھاگ گئیں
میری حالت دیکھ کر سب حیران ہیں . اور عشق کے نام سے ہی کنارا کرتی ہیں

ن . ناں گھنن تاں یار دے نی ہوواں جان جسم وِچ ہیں ڈوڑی
چھکے رانجھو باجھوں ہے لوک کنوں ساں دوستی والی سبھ گالھ چھوڑی
بابل مائی بھائی ہزار تھیون اینویں آکھ گئے اساں ایہا جوڑی
سچو حمد شکر ہزار کیتم جیا ک نال اساں ونج محبت جوڑی

و . واہ لگی کائی وحدت والی تہیں سبھ گالھیں وسار ڈِتیاں
جیڑھیاں حرص ہوس والیاں باتاں سیف لاؔ دی مار ڈِتیاں
جے گالھیں حق الحق آکھیاں اتے دل دے جیا اعتبار ڈِتیاں
باطل والیاں اشارتاں مرشد سائیں سچو ڈیکھ تیکوں اظہار ڈِتیاں

ہ . ہوش ساڈا رانجھو یار ڈِہوں ہے لوک کنوں بے ہوش تھیاں
طعنے ڈیون لکھ ہزار میکوں طرفوں چاک دے ڈیکھو سبھ سیاں
جھل پل کیتی و دسیالیاں وِی میڈے در اتے کیڈیاں دھماں پیاں
پردہ توڑ پیش میں باہر انویں سچو یار بن تاں ہن وسوں گیاں

ی . یار رانجھو جیڈے کیڈے ہویا ہر جا وچ یک جا نہیں
ڈوجھی راہ رنگیلی تہیں نوں جانیں ہادی آپ آکھیا اور کا نہیں
آپ چھوڑتے خود خدا رہیں اور بات ساکوں بھانہیں
سچو سمجھ نہ لائق سکھیں ایہا عشق والی سر دیا نہیں

ترجمہ :

ن . محبوب کا نام لیتے ہی میرے جسم و جان میں دوسری توانائی آجاتی ہے
رانجھے کے سوا میں سب سے تعلق چھوڑ چکی ہوں
بھائی ماں باپ ہزار عزیز ہی مگر یہ توب کہہ دیا گیا ہے ۔ کہ ہمارا جوڑا محبوب کے ساتھ ہے
اے سچل اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے ۔ کہ ہم نے محبوب سے جا کر محبت کی

و . مجھے ہی وحدت والی ہوا لگی ۔ انہوں نے باقی سب باتیں بھلا دیں
حرص و ہوس کی ساری باتیں اِلّا اللہ ..... (کوئی نہیں سوائے معبود حقیقی کے)
کی تلوار سے ختم کر دی گئیں

ہ . مجھے تو اپنے محبوب رانجھے کا عشق لے پھرتا ہے ۔ باقی لوگوں کی طرف سے غافل ہوں
مجھے اپنی سہیلیاں میرے محبوب کے طعنے دیتی ہیں
سیال عورتوں نے تہمت ڈھونڈ رکھا ۔ اور میرے گھر پر دھوم مچی رہی
اے سچل میں نے دنیا سے پردہ چھوڑ دیا ہے ۔ اور رسمی باتوں سے آزاد ہو گئی ہوں

ی . رانجھا جہاں جہاں بھی گیا ۔ سوائے ایک راہِ عشق کے اور کوئی راہ نہ پائی
ہمارے مرشد نے خود کہہ دیا تھا ۔ دوسری پُر رونق راہ تلاش نہ کرنا ۔ کہ اور ہے ہی نہیں
آپ خود کو فراموش کر کے خدا بنے رہیں ۔ یہ بات ہمیں اچھی نہیں لگتی
اے سچل اسے بہترین سمجھ کر اختیار نہ کرنا ۔ کیونکہ عشق کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا

Gul Hayat Institute
LIBRARY
Anjuman Taraqqi Urdu Hind

تصوّف

- ڈوہڑے
- کافیاں
- سہ حرفیاں
- غزلیں

ڈوہڑے

(۱)

ھک دم ہوون نال اللہ دے بہتر کنوں بادشاہی
کیا جو ملک سلیمان ہویا جیہیں دے لکھ سپاہی
دیو پری بھ حکم تہبیں دے آہی توڑے ناہی
انہاں کنوں سوئی دم زیادہ ڈیوے سچل عشق گواہی

(۲)

روز ازل استاذ اساکوں ہک سطر پریت دی پاڑھی
سائیں دل دی تختی اتے چاہ وچوں لکھ چاڑھی
سچل عشق بڈھائیں نقیندا کیا جو چٹڑی ڈاڑھی

(۳)

ھک ڈہاڑے مرشد میٔوں آپ ایویں فرمایا
ایہو طریقہ وحدت والا سانوں بہوں خوش آیا
سچل گالھ عشق دی سچی ہیا سمجھ پندھ اجایا

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(١)

۔ مکمل طور پر راہِ خدا میں ہونا بادشاہی سے بہتر ہے
سلیمان بادشاہ ہونا جسکے پاس لاکھوں سپاہی تھے
اور دیو پریاں حکم کی پابند تھیں ۔ ایسے تھے یا نہیں تھے
ان سب سے زیادہ قوت عشق میں ہے ۔ بچلؔ اس کا گواہ ہے

(٢)

۔ آغاز آفرینش کے دن استاد نے ہمیں ایک سطر ریت کی پڑھائی
جسے میں نے دل کی تختی پر تحریر کر لیا
اے بچلؔ عشق بوڑھا نہیں ہوتا ۔ چاہے ڈاڑھی سفید ہو جائے

(٣)

۔ ایک دن مرشد نے مجھے خود اس طرح فرمایا
کہ ہمیں وحدت کا طریق فکر بہت پسند ہے
اے بچلؔ بات صرف عشق کی سچی ہے ۔ باقی سب بے سود ہے

(٤)

۔ عشق دے اسرار دی یارو ہے آگہ سرمستاں نوں
زاھد ۔ عابد ۔ ملا ۔ قاضی کر دے یاد گذشتاں نوں
استقبال تے ماضی کیا ہے حال ڈِتس دل خستاں نوں
نِتے عشق دے عاشق جانن کل کیھی کرنجستاں نوں
تقویٰ زھد تے دین کفر بجھ گھتیس سرستباں نوں
عشق ھادی دا غالب ہویا بچل نیست کریندا ہستاں نوں

(٥)

۔ دلبر سانوں اینویں آکھیا نہ چھوڑ خلق دی خواریں
ھک نام اساڈا یاد کریں بئے ڈو نہیں جہان وساریں
وِچ دنیا دے جو دم جیویں نال توحید گذاریں

(٦)

۔ ایہ بحر سیل لہردا ہئی ناکائی پھر نہ کشتی
وِچ دریا وحدت والے سٹ چھوڑیں ایہا ہستی
گھنیں حال وسار بھائی جیڑھی گالھ گذشتی
استقبال بھی چھوڑ ماضی کوں بچل منگ سرمستی

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۴)

- اے دوستو! عشق کے اسرار سے سرمستوں کو پوری آگاہی ہے
زاھد - عابد - ملا اور قاضی گذرے ہوؤں کو یاد کرتے ہیں
آنے والا زمانہ اور گزرا ہوا زمانہ اپنی اپنی جگہ اہم ہیں
مگر حال کا زمانہ خستہ دل عاشقوں کو دیا گیا ہے
عشق کے نشے سے تو عاشق ہی آگاہ ہے اور لوگوں کو کیا خبر
تقویٰ ۔ زھد اور دین و کفر یہ اصطلاحیں ہمیں پسند نہیں
ہمارے مرشد کی تعلیم عشق غالب ہو گیا - وہ زندوں کو مردہ کر دیتا ہے

(۵)

- ہمیں اپنے محبوب نے کہا ۔ کہ خلق کے معاملات میں دخل نہ دیا کروں
صرف ہمارا نام یاد کریں ۔ اور باقی ساری چیزیں بھلا دیں
دنیا میں جتنی زندگی نصیب ہو ۔ توحید میں گذارنی چاہیئے

(۶)

- یہ محض سمندری سفر ہے ۔ اور اس میں نہ بادبان ہے ۔ نہ کشتی
وحدت کے اس دریا میں اپنی زندگی اور ہستی کو پھینک دو
گذرے ہوئے حال کو جو گذر گیا ہو ۔ بھلا دو
مستقبل بھی طلب نہ کر ۔ اے بچل صرف سرمستی طلب کر

(۷)

- بے خودی وچ وحدت والی جھڈاں اچانک آندے
آ دریا نے حیرت دے اندر ٹپ ٹپ غوطے کھاندے
سبحانی ما اعظم شانی سچل ایہو حرف الاندے

(۸)

- یک ڈینہہ میکوں مرشد آکھیا توں مٹے پیا بیویں
آکھیم ۔ ایویں سائیں ایویں
آکھیس ۔ آپ سنجاڑن باجھوں ہمدم مول نقیویں
آکھیم ۔ ایویں سائیں ایویں
اپنی ذات لکا اتھ بیٹھیں تیڈا مطلب تقیسی کیویں
آکھیم ۔ ایویں سائیں ایویں
موتوا قبل ان تموتوا ہئی بچانوں جیویں
آکھیم ۔ ایویں سائیں ایویں
آکھیس ماریا حلاج نعرا سچل توں بھی ماریں تیویں
آکھیم ۔ ایویں سائیں ایویں

ٹ ۔ مُوتوا قبلَ ان تموتو (حدیث شریف)

ترجمہ ۔ موت سے پہلے مرجاؤ ۔ یعنی موت سے پہلے نفسانی خواہشات کو مار دو

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۷)

وحدت کی بے خودی میں جب اچانک آجاتے ہیں
تو حیرت کے دریا میں غوطے لگاتے ہیں ۔ اس وقت اے سچل زبان سے
بایزید بسطامی کا قول دہراتے ہیں ۔ کہ سبحان اللہ میری شان کتنی بڑی ہے

(۸)

ایک دن مجھے مرشد نے کہا ۔ کہ شراب کا پیالہ پینا
میں نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا
انہوں نے کہا ۔ خود پیا نے بغیر دوستی نہ کرنا
عرض کیا ۔ ایسا ہی ہوگا
انہوں نے کہا ۔ اپنی ذات کو چھپا کر بیٹھے ہو ۔ تمہارا مطلب کیسے پورا ہوگا
عرض کیا ۔ بہت اچھا تعمیل ہوگی
حدیث بیان فرمائی ۔ موتوا قبل ان تموتو (یعنی مرنے سے پہلے خواہشات کو مار ڈالو) پر عمل کرنا
عرض کیا ۔ بجا ارشاد فرمایا ۔ ایسا ہی ہوگا
مرشد نے فرمایا ۔ منصور حلاج نے نقارے پر چوٹ لگائی تھی ۔ سچل تو بھی ایسا ہی کرنا
میں نے عرض کیا ۔ حضرت تعمیل ہوگی

(۹)

مستی حال مقرر ہووے واہ عجب مجذوبی
معلوم تھیا انہوں والیاں نوں ایہو سارا زور ایوبی
کیا جے کشف قبوری ہویا یا وت کشف قلوبی
سچل عاشقاں دے پلے پے گیا ڈاڈھا ڈکھ محبوبی

(۱۰)

مسجد دیوچ کان ٹکر دے ڈیون بانگ صلاتاں
منہ چبے تے ڈاڑھی ڈنگی خام پڑھن صلواتاں
عالم لیکھے روزے رکھدے پر کھاون دیاں آفاتاں
سچل راہ نہ اہلا سچ دی برہ والیاں بیاں باتاں

(۱۱)

جیڑھے مرد محبت والے سولی کو ہل کھڑیون
عاشق "انا الحق" دی چوٹی تے کلمے نال چڑھیون
حق دو چ گم تھیون سے نی ڈوں ترے کجھ نہ گنیون
وحدت دے دریا وچوں نہریں آتش اڑھیون
باقی ذات بقا دی گئی سچل غیر لڑھیون

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۹)

۔ کیف مستی کا حال عجب چیز ہے
صاحبانِ حال کو یہ راز اچھی طرح معلوم ہے
کشف قبوری یا قلوبی بھی بڑی چیزیں ہیں
مگر عاشقوں کی قسمت میں محبوب کے فراق کا غم لکھا گیا ہے

(۱۰)

۔ ملا صاحبان مسجد میں روٹی کیلئے اذان دیتے ہیں ۔ نماز پڑھتے ہیں
ٹیڑھے منہ اور ٹیڑھی ڈاڑھی کیے کام کرتے ہیں
دنیا کے نزدیک تو روزے رکھتے ہیں ۔ مگر کھانے کیلئے بلاؤں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں
اے سچل یہ سچ کی راہ نہیں ہے ۔ سوز و فراق والوں کی باتیں اور ہیں

(۱۱)

۔ جو مرد محبت والے ہیں ۔ وہ تختہ دار کے زیادہ قریب ہوتے ہیں
عاشق انا الحق کا کلمہ پڑھتے ہوئے دار پر چڑھتے ہیں
وہی حق میں گم ہو جاتے ہیں ۔ اور ان کا کوئی ثانی بھی نہیں
وحدت کے دریا میں سے اشکوں کی نہریں رواں کرتے ہیں
اس پانی میں تمام غیر بہہ جاتے ہیں ۔ اے سچل باقی خدا کی ذات رہ جاتی ہے

(۱۲)

ملاں چھوڑ کتاباں پیویں مے دی ہک پیالی
پاک تھیں وچ فانی تھیویں مستاں مست موالی
سچل سبق وسار کراھیں ہوویں محبت والی

(۱۳)

مسجد چھوڑ تے پکڑ کن را کر توبہ ترک ثوابوں
پاک جانئیں سبھ گول اہیں رنج لدھم دوست خرابوں
ڈروہیں جہان دمر گوسے سانوں پیونڑ نال شرابوں
سچل حق حاصل نہ تھیوے ڈیکھنڑ نال کتابوں

(۱۴)

سبھ کدھائیں مول نہ ڈیکھے پاک پلیتاں جائیں
ہک جاہ پرتو تھیں دا تیکوں آکھ سنائیں
سچل ہر کہیں شے وچ اینویں سیر کریندا سائیں

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۲)

ـ اے ملاں کتابوں کو چھوڑ کر مے کی ایک پیالی پی لے
اے قاضی تو اس سے پاک ہو جائیگا ۔ اور مست مولی بن جائیگا
اے سچل سبق بھلا کر محبت والے بن جاؤ

(۱۳)

ـ مسجد کو چھوڑ کر ثواب کے حرص سے توبہ کرے
پاک مقامات چھان مارے مگر دوست کو خرابے میں پالیا
شراب پینے سے دو نو جہان بھول گئے
اے سچل کتابیں دیکھنے سے حق حاصل نہیں ہوتا

(۱۴)

ـ سورج کی یہ عظمت ہے ۔ کہ وہ پاک اور پلید جگہ اپنی روشنی ڈالتا ہے
ہر ایک جگہ کو اس کا فیض حاصل ہے ۔ آپ کو بتا رہا ہوں
اے سچل مالک حقیقی ہر شے میں موجود ہے ۔ اور سیر کرتا ہے

(۱۵)

مخدومی مجذوبی ڈو ہیں کڈاں گڈ نہ تھیسن
عشق عقل دی راہ نرالی ہک ہے کون ملیسن
ہکڑے طرف اللہ دے دوڑن بے طرف دنیا دے پیسن
ہکڑے شربت شیریں منگن بے مٹے دے پیالے پیسن
ہکڑے ثمرہ منگن سچل بے محبت وچ مریسن

(۱۶)

عشق محبت باجھوں جانیں ہئی بیا راہ خلافی
بزرگی کان دنیا دے کردے بھدے نال تلافی
سچل اُہے کڈاں نہ تھیسن ہرگز صوفی صافی

(۱۷)

مرید کرن دا خیال نہ رکھیں عاشق رہیں نرالا
ہو دیوان مشائخ نہ تھیویں مست بھریں متوالا
سلسلہ تاں تھیوے نہ تھیوے توں سچل رکھ سنبھالا

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۵)

۔ مخدومی اور مجذوبی کبھی اکٹھی نہیں ہونگی
عشق اور عقل کی راہیں جدا جدا ہیں ۔ آپس میں اکٹھی نہ ہونگی
کچھ لوگ اللہ کی طرف آتے ہیں ۔ اور کچھ لوگ دنیا کی جانب
کچھ لوگ میٹھا شربت طلب کرتے ہیں ۔ اور دوسرے شراب کا جام
کچھ لوگ زندگی مانگتے ہیں ۔ اے بچل جبکہ دوسرے راہ محبت میں مرجاتے ہیں

(۱۶)

۔ عشق و محبت کے بغیر باقی سب راہیں خلاف ہیں
لوگ بزرگی دنیا کیلئے حاصل کرتے ہیں ۔ اس کی تلافی نہیں ہو سکتی
بچل ایسے لوگ کبھی صوفی اور صافی نہیں ہو سکتے

(۱۷)

۔ مرید بنانے کا خیال دل میں نہ لانا ۔ صرف عاشق رہنا
دیوان اور مشائخ بھی نہ ہونا ۔ صرف مست متوالا ہو کر پھرنا
اے بچل اس کے سلسلہ قائم رہے ۔ یا نہ رہے ۔ خود متوالے رہو

(۱۸)

تساں جانڑ ایہو سبھ یارو ہیں تاں منکر کیوں مشائخی
شیخی کیا بزرگی پیری سوہی سبھ بھلاتی
عشق امانت خاص دی جو ڈیوے دل کوں فراخی
بچل سوز گداز دے باجھوں ہے سبھ چور طباخی

(۱۹)

نکر ایہیں فرح فانی تھیوے کہ آھیوں یاوت ناھیوں
آھیوں کوں رہیوے ساری توڑے آھیوں تاں وی ناھیوں
اِلَّا اللہ نال رل ہی اہا لا ووت اینکوں کیڈے لاھیوں
فرعون منصوری ہکا بچل اساں حرف کڑھے کوں داھیوں

(۲۰)

ناوت شیخ مشائخ یارو نا مخدوم تھیوے
ناں قاضی نہ معلم ملاں ناوت پیر بنیوے
بازی جوڑ نہ عالم کیتے رنگ رسا رکھیوے
بچل عشق اللہ دے باجھوں بیا کوئی نہ ہنر سکھیوے

Gul Hayat Institute

ترجمہ :-

(۱۸)

دوستو : گواہ رہو . کہ میں مشائخی سے منکر ہوں
شیخی . بزرگی اور پیری میں ان سب کے خلاف ہوں
عشق اللہ کی خاص امانت ہے . جس کسی کو ذراسی حاصل ہوتی ہے
اے بچل سوز و گداز کے بغیر باقی سب لوگ طباخی یعنی کھانے پکانے والے ہیں

(۱۹)

اسی فکر میں فنا ہو گئے ہیں . کہ ہم ہیں . یا نہیں ہیں
ہم ہیں کو اتنا تلاش کیا ہے . کہ اب اگر ہیں تو بھی نہیں ہیں
الا اللہ کے ساتھ لا ملی ہوئی ہے . اب اسکو کیسے الگ کریں
فرعونی اور منصوری ایک ہی چیز ہے . اے بچل ہم کس کی طرفداری کریں

(۲۰)

نہ ہم شیخ مشائخ ہوئے نہ مخدوم بنے
نہ قاضی نہ استاد نہ ملّا اور نہ پیر کا درجہ حاصل کیا
نہ ہی عالم ہونے کا کھیل رچایا . اپنا دامن وسیع رکھا
اے بچل اللہ سے عشق کے سوا کوئی ہنر نہیں آیا

تصوّف

کافیاں

rekhta
Gul Hayat Institute

(۱)

میں تاں کوئی خیال ہاں دو
بن بھساں دی نال خیالے
زھد، عبادت، تقویٰ، طاعت آکھن کم کشال دے
نکر اھیں وچ فانی تھیوں ڈیکھیں جو جمال دے
اھیں جو منزل سی بیس صاحب جو احوال دے
میں دیدار تہیں وچ ازوں پھر تم ویس وصال دے
اصل اوے آگاہ نہیں جو عاشق شے اشکال دے
تجلی تے کرن میں ظاھر الا کان قتال دے

(۲)

سوئی کم کریجے
جیں وچ اللہ آپ بنیجے
وچ میدان محبت والے دم قدم دھریجے
ایہا تکبیر فنا فی والی پہلے پھر پڑھیجے
مار نعرا انا الحق دا سولی چڑھیجے
اندر باہر ھکو ہویوں موتو قبل مریجے
وچ کفر اسلام کڈاہاں عاشق تانہ اڑیجے

(۱)

میں ایک خیال ہوں
اور خیال کرنے پر ہی پایا جاؤں گا
زھد، عبادت، تقویٰ اور حقیقی اطاعت بڑے محنت طلب کام ہیں
اس فکر میں فنا ہونا پڑتا ہے۔ لیکن حسن حقیقی کو گہری نظر سے دیکھنا ہوگا
وہی منزل پر پہنچیں گے۔ جو صاحب احوال ہونگے
میں خود سراپا دیدار ہوں اور دیدار مجھ میں ہے۔ میں نے وصال کی شکل اختیار کرلی ہے
وہ لوگ جو ظاہر شکلوں کے عاشق ہیں۔ وہ حقائق سے بے خبر ہیں
یہ تجلی حقیقی قتال سے ہی سامنے آتی ہیں۔ مگر تجلی انہیں ظاہر کردیتے ہیں

(۲)

وہی کام کرنا چاہیے
جس سے ربوبیت کے اوصاف پیدا ہوں
محبت کے میدان میں قدم رکھنا چاہیے
پھر فنا والی تکبیر پڑھنی چاہیے
انا الحق کا نعرہ لگا کر سولی پر چڑھ جانا چاہیے
ظاہر و باطن ایک کرنے کیلئے موتو قبل ان تموتو حدیث شریف
کے مطابق اپنی خواہشات کو ماردینا چاہیے
کفر و اسلام کے مسائل میں عاشقوں کو نہیں الجھنا چاہیے۔ اور بایزید بسطامی کے بقول
اپنے شان کی کہانی تجلی کی زبانی سنی چاہیے

Gul Hayat Institute

(۳)

آکھ اساکوں توں حال دو
کیویں تھیویں پردیسی
اُتھاں ہوکر اِتھاں جو آیوں تھیوئی کیویں خیال دو
دیس تاں اپنا کیویں چھوڑیوئی کراساں نال گال دو
میں نہ جاتی رمز اِیہائی جاتی ڈیوتی اہا چال دو
اَج تاں او گئے سن تجلؔ کوں کیا ہاویں تو کالھ دو

(۴)

تاب کوں بے تاب سیاں
میں تاب کوں بے تاب
ناہیں گویا نہ میں جویا نہ میں سوال جواب
ناہیں خاکی نہ ہیں بادی ناہیں اگ نہ آب
ناہیں جنی نہ ہیں اِنسی نا مائی نہ باب
ناہیں سنی نہ میں شیعہ ناہیں ڈوہ ثواب
ناہیں شرعی ناہیں ورعی ناہیں زنگ رباب
ناہیں ملاں ناہیں قاضی ناہیں شور شراب
ذات تجلؔ دی کیہی پچھدیں نالے تا نایاب

ترجمہ :-

(۳)

دوست ہمیں اپنا حال سنا۔
کہ تو پردیسی کیوں ہوا ہے
وہاں اس طرف آنے کا خیال کیوں آیا ہے
اپنا وطن عزیز آپ نے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ ہمیں بتا دے
مجھے یہ ادا سمجھ میں نہیں آئی۔ اے دوست کہ یہ چال کیسے بن لیا
آج جو آئے ہو۔ تو تجلؔ سے سنو۔ کہ آپ کو کیا جلدی تھی

(۴)

تاب اور روشنی نے مجھے
بے چین اور بے تاب کر دیا ہے
نہ میں بتا رہا ہوں۔ نہ پوچھ رہا ہوں۔ نہ سوال ہوں نہ جواب ہوں
نہ میں خاکی ہوں۔ نہ ہوا کا بنا ہوا ہوں۔ نہ آگ ہوں اور نہ پانی
نہ انسان ہوں نہ جن۔ نہ ہی ماں ہوں نہ باپ
نہ میں سنی عقیدہ کا پیرو ہوں۔ نہ شیعہ خیال کا۔ نہ گناہ ہوں نہ ثواب
نہ میں شرعی ہوں نہ ورعی ہوں۔ نہ ہی رامش رنگ کا شیدائی ہوں
نہ میں ملا ہوں نہ قاضی ہوں۔ نہ شور نہ ہنگامہ پسند ہوں۔ نہ شرابی ہوں
تجلؔ کچھ بھی نہیں پھر بھی نایاب ہے

(نمبر پہاڑی)

Gul Hayat Institute

(۵)

چھوڑ گمان گدائی والا
شملا چا بدھ شاہی دا
مار نعرا وحدت والا۔ فکر رکھیں بادشاہی دا
غیر خیال گذار نہ دل تے غمزہ ہئی گمراہی دا
گمراہی وچ ہئی ہدایت نور سفید سیاہی دا
ہر کہیں طرفوں تارک تھیویں سُرکا پی صراحی دا
آپ سنجانُ انا الحق آکھیں مانیں عشق الہٰی دا
نفی سچل اثبات کریندا ڈیکھو سیر سیاہی دا

(سُر بیاڑی)

(۶)

الٹ بازی گر ڈیکھو
عشق دیاں الٹیاں بازیاں
برہ دیاں باتاں سنڑو سیاں تن من اندر تازیاں
علم حقیقی عاشق جانیں کیا جانیں ملا قاضیاں
محبت دے میدان وچوں گو چاتی کنہا غازیاں
سچل ہر دم در اللہ دے کردا سو لکھ آزیاں

(سُر بیاڑی)

(۵)

فقیری اور گدائی کا خیال چھوڑ دو
اور شاہی دستار باندھ لو
وحدت کا نعرہ لگا کر سوچ کو بادشاہی سطح پر رکھ
غیر کا خیال دل میں نہ لا۔ کیونکہ یہ گمراہی کا سامان ہے
پھر اسی گمراہی میں بھی ہدایت ہے۔ یعنی سیاہی میں سفیدی بھی شامل ہے
سب تعلق چھوڑ دے اور مستی کی صراحی سے ایک گھونٹ پی لے
خود پہچان رکھیں۔ انا الحق کا نعرہ لگائیں۔ اور خدائی سکون حاصل کریں
اے سچل نفی سے بھی اثبات کے فوائد ہوتے ہیں۔ ہم سیاہی اسکی مثال ہیں

(۶)

عشق عجب بازی گر ہے۔ الٹی بازی چلاتا ہے
اے سکھیو! برہ کی باتیں سنو۔ تن من کے اندر تیزی آگئی ہے
علم حقیقی تو عاشقوں کے پاس ہے۔ ملا اور قاضی بے خبر ہیں
محبت کے میدان میں غازیوں نے بہت منزلیں طے کی ہیں
سچل سرمست اللہ کے حضور ہر لمحہ لاکھوں نیاز اور زاریاں کرتا ہے

Gul Hayat Institute

(٧)

کیویں کاغذ کیتائی کارا
ہائے ہائے دے یارا
عالم سارے کوں مسلے والا سبق پڑھایوئی سارا
کیتوئی منہ کتاباں ڈوہوں بھُل کیوں بے چارا
بیاں گالھیں سبھ چھوڑ کراہیں ورہ گھِنیں ونجارا
کنی کر گالھ الست والی وسر گیوئی وسارا
ورد وظیفے دا راتو ڈینہاں کریندیں لکھوں شمارا
سچل یار سجن دا ڈیکھو ہے تاں محل موچارا

(سُر بہاڑی)

(٨)

عشق دے باجھوں باجھ کوڑ
سولی تے منصور.....
ناکوئی دوزخ ناکوئی جنت ناکوئی حور قصور
من اساڈا ہیں منیدا ملیاں دا مذکور
ڈینہاں جوانی لنگھ گیو سے ھن تھیوسے جھور
ظاہر ڈیکھم یار سجن دا نینیں والا نور
بیاں سبھ گالھیں پھرتاں پھاہیاں چھوڑن بنی ضرور
سچل سچ صحیح کر جانیں ھئیں توں آپ حضور

(سُر بہاڑی)

ترجمہ

(٧)

اے یار افسوس
کاغذ کو کیسے کالا کر لیا ہے
دنیا کو مسائل سکھانے اور نئے سبق پڑھانے
آپ نے کتابوں کی طرف رخ کر لیا۔ اور راستہ بھول گئے
باقی سب باتیں چھوڑ کر کام کے اصول اپنانے چاہئیں
روز اول الستُ بربکم والے میثاق کو یاد کیجئے۔ آپ بھول گئے ہیں
آپ دن رات ورد وظیفہ لاکھوں کی تعداد میں پڑھتے
اے سچل محبوب کا مسکن دیکھو کس قدر من موہنا ہے

(٨)

عشق کے بغیر باقی سب چیزیں جھوٹ ہیں
صداقت کیلئے دیکھو سولی پر منصور ہے
نہ ہی جنت ہے نہ دوزخ نہ ہی حوروں اور بہشت کے محلات ہیں
میرا من ملاؤں کی تشریحات کو تسلیم نہیں کرتا
جوانی کے دن گذر گئے ہیں۔ اب تو ہم بوڑھے ہو گئے ہیں
میں نے محبوب و معشوق کا پاکیزہ نور خود دیکھا ہے
یہ سب راستے محض پھندے ہیں۔ جو ادھر ادھر ڈالے جاتے ہیں۔ انہیں چھوڑنا ضروری ہے
اے سچل اسے حقیقت سمجھو کہ آپ خود ہی حقیقت ہیں۔ اور خود ہی مالک ہیں

Gul Hayat Institute

(۹)

اے یار میڈا کوئی اختیار نہیں ۔ آکھنا ایہو عشق دا اسرار نہیں
درد ایہیں دی دوا بازقیمت نہیں ۔ ایہو جیہا دو مرتبہ عظمت نہیں
عشق دا سودا شہر بازار نہیں

عشق تاں منصور کوں ڈیکھ کیا کیتا ۔ تہیں کوں سر سولی ایہن پریھیں نیتا
شوق والیاں دا کوئی شمار نہیں

کہیں آکھیا عشق کنوں جا توں پاس صنم ۔ مرض تیکوں ہے کیہا آکھیس نعم
عشق جیہا اور کوئی آزار نہیں

زہد تقوی دل اطاعت کیا کام کیتا ۔ عشق بن کفر کیا اسلام کیتا
جیویں لکھ سپاہی پر سردار نہیں

کیویں رونداں ہجر ولاما ہاں ۔ روز و شب ڈاڈھی تھیں دی داد و داد
جو کنارے دے دو ترح جیہں یار نہیں

جے برہ دی تیغ تیکوں تکھا کیتا ۔ یا تیکوں اپنا عاشق کیتا
خون دی قیمت منگن درکار نہیں

لکھ ہزاراں وچوں کوئی عاشق بنیا ۔ بے سر سامان او لاشک تھیا
پر کہیں نے عشق دی تلوار نہیں

گم تھی توں لیکا یک یار وچ ۔ دل جان اوں ایہیں اعتبار وچ
اینویں آکھیا مرشد بچل انکار نہیں

ترجمہ :-

(۹)

اے دوست مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں
یہ بھی نہیں ۔ کہیں اے عشق کا اسرار کہوں
یہ ایسا درد ہے ۔ جو انمول ہے
ایسا کوئی زندہ نہیں ہے ۔ یہ ایسا سودا ہے بازار میں جسکا کوئی معاوضہ نہیں ادا کیا جا سکتا
عشق نے منصور کے ساتھ کیا کیا
اسکو سولی پر اور آنکھوں پر سرفراز کیا ۔ شوق والوں کے جذبہ کی کوئی انتہا نہیں ہے
کسی نے عشق سے کہا ۔ کہ محبوب کے پاس جاؤ
اور کہا ۔ تجھے کوئی عارضہ ہے ۔ کہا کہ ہاں عشق جیسا اور کوئی مرض یا آزار دنیا میں نہیں ہے
زہد اور عبادت نے کیا خدمت انجام دی
اور عشق نے کفر اور اسلام کے بغیر کتنے معرکے سر کرلئے ۔ یہ تو ایسی فوج ہے جسکا کوئی سردار نہیں
ہجر و فراق میں مبتلا گریہ کرتا ہے
دن رات آہ و بکا ہے ۔ اور کام نہیں ۔ اور اس عشق کا کوئی کنارا بھی نہیں
اگر سوز و فراق کی تلوار نے تجھے تیز کر دیا ہے
یا تجھے اپنا عاشق بنالیا ہے ۔ خون کی قیمت مانگنا ضروری نہیں ہے
لاکھوں انسانوں میں سے کوئی عاشق بنتا ہے
اور بے سر و سامانی کے باوجود وہ عظمت حاصل کرتا ہے ۔ ہر شخص کو عشق کی تلوار حاصل نہیں ہو سکتی
اے دوست محبوب کی ذات میں گم ہو جا
دل جان سے حقیقت بنا ۔ اے بچل یہ مرشد کی تعلیم ہے ۔ اور اس سے انکار نہیں ہے

Gul Hayat Institute

(۱۰)

سنٹوسیاں تساں مل کر آؤ
یار تماشہ لایا ہے:
سرخ سیاہ اکھیاں رنگ کیتس برہ بنا بنایا ہے
سر بازاریں آکر ڈیکھو لعلی دا رنگ لایا ہے
ڈیکھو تساں اِتھو سر سجنْ دا ہر کہیں جا سمایا ہے
طرف اساڈے دلبر سائیں برہا باز اڈایا ہے
ایڈے اوڈے ہر کہیں طرفیں ہو کا حسن گھمایا ہے
سچل دا ایہو آکھن ناہیں آپے دوست الایا ہے

(سُر پہاڑی)

(۱۱)

اساڈی جان کوں لگڑی
ہوائے شمس تبریزی
میں اوہیں جا تے آیا ہاں جتھاں خاصاں دی خونریزی
ڈیکھو منصور کوں عشقے کیتا سر دار آویزی
اتھاں میں رہ گئی مدت آکھیا برہا کہ برخیزی
ڈیکھو یارو عشاقاں تے کیتی ہے عشق چنگیزی
اصل محبوب دی ایہا سچل ہے خوب پرویزی

(سُر آسا)

ترجمہ:-

(۱۰)

اے سکھیو! مل کر آجاؤ
دوست نے رونق پیدا کی ہے
آنکھوں کا رنگ سرخ و سیاہ ہوگیا ہے۔ یہ سوزِ فراق کا نتیجہ ہے
یہ سب کے سامنے ہے۔ سر بازار رنگ لگا ہوا ہے
محبوب کا سودا اگر دیکھو۔ تو ہر جگہ موجود ہے
میرے محبوب نے میری طرف دردِ فراق کا باز اڑا دیا ہے
حسن کا چرچا اِدھر اُدھر ہر طرف ہے
یہ صرف سچل کا قول نہیں۔ یہ خود دوست بولتا ہے

(۱۱)

ہماری جان کو شمس تبریزی کی ہوا لگ گئی
میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں۔ جہاں خاص الخاص لوگوں نے خون خرچ کیا ہے
منصور کو دیکھو۔ کہ اس کا سر سولی کا سنگھار بنا دیا گیا ہے
یہاں تو میں پیچھے رہ گئی تھی۔ کہ دردِ غم نے کہا۔ کہ اٹھ اور آگے بڑھ
اے دوست دیکھو۔ کہ عشق نے عاشقوں پر مظالم ڈھائے ہیں
اے سچل محبوب پرویز کی طرح ستمگری کی مشق جاری رکھے ہوئے ہے

Gul Hayat Institute

(۱۳)

جیں دل پیتا عشق دا جام
سا دل مست و مست مدام
دین مذاہب رہندے کتھے کفر کتھاں اسلام
پنجتن پاک حمایت میڈی حسن حسین امام
بخشش تھیندا عاشقاں تے جنت جاء مقام
سر ڈیون کیتے عشاقاں کوں عشق بدھانے احرام
راتیں ڈینہاں عشاقاں کوں مستی موج مدام
عشاقاں دا اصل کنوں ہے سولی دا سرانجام
سولی تے منصور چڑھایا اناالحق کلام
چاون سار ملامت سر تے برہ سارا بدنام
چھوڑیا تہیں کوں علم عقل نے جہیں دا عشق امام
خوشیاں خرمیاں ڈیکھ سنیندا عشق وبخایا آرام
جاء صفت دی مول نہ وڑدا کلی چھوڑ کمام
درسائیاں دے سوہن سپاہی بچل بھی بک غلام

ترجمہ :-

(۱۳)

جس دل نے عشق کا جام پی لیا
وہ سدا مست ہی مست رہتا ہے
دین اور مذہب تو کہیں بھی مستقل نہیں۔ نہ کفر نہ اسلام
میری حمایت پنجتن پاک کر رہے ہیں۔ امام حسن حسین علیہ السلام
عاشقوں پر خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ اور بخشش ارزاں ہوتی ہے
قربانی دینے کیلئے عشق نے عاشقوں کو احرام بندھوائے ہیں
مشتاق لوگوں کو رات دن موج ومستی اور بے خودی کا کام ہے
بالآخر عاشقوں کا سولی ہی انجام ہوتا ہے
منصور کو اناالحق کے کلام نے ہی دار پر چڑھایا تھا
سوز و فراق کی بے خودی کے سر سارا الزام ہے
جن کا امام عشق ہے۔ ان کو علم و عقل چھوڑ دیتے ہیں
خوشی و مسرت کو عشق گنوا کر درد و غم عطا کرتا ہے
یا لگن باقی مصلحتوں کی طرف نہیں جانے دیتی۔ سب کام چھڑا دیتی ہے
بچل بھی مالک کے حضور ایک غلام ہی ہے

(۱۳)

اساں تے تھادی والڑا حال وے ۔ ہے کوڑے جانڑیں قال وے
منطق علم دی کوڑ کہانی ۔ ناوچ کنز قدوری جانیں
کافیہ تے اعتبار نہ آنڑیں ۔ اے سبھ تاں نکال دے
نانہ مصلے نانہ مسالے ۔ نحو صرف سبھ روگ رسالے
کالی مس تے کاغذ کالے ۔ کوڑی قیل مقال وے
کم نہیں ایہو وچ کتابیں ۔ ناوچ سور نہ وچ ثوابیں
عالم ڈیکھ بھلیے وچ بابیں ۔ مستی دی گالھ محال وے
پڑھنے سبق پڑھاونڑ کیہی ۔ کہندے اولی سر نا سوئی
عشق کنوں تھیے دور لیہی ۔ ہے سبھ خام خیال وے
نہ وچ ورد وظائف آویں ۔ ناوچ کشف کرامت جاویں
برہ وچوں توں بھڑ پاویں ۔ ڈیسی قرب کمال وے
دیس چھوڑ پردیس پھرندے ۔ نال کتاباں اٹھ پھرندے
بصرہ تے لاہور ٹرندے ۔ توڑے عرب چلن فی الحال وے
کفر ایمان جڈاں ہک تھیوے ۔ عشق دا پیالہ تڈھاں پیوے
ساتھ سلامت سوئی تھیوے ۔ ہے ایہ خاص گالھ وے
ورق دوئی دا پچل وساریں ۔ گالھ ہادی دی بھا بچاریں
نال اوہیں دے عمر گذاریں ۔ چھوڑ ایہ جوڑ جنجال وے

(نسرآسا)

ترجمہ :-

(۱۳)

۔ ہمارا حال تو اے ہادی کی طرح ہو گیا ہے
باقی کیفیات سب جھوٹ ہیں
۔ منطق اور دوسرے علوم کی کہانی جھوٹی ہے ۔ علوم و فنون کی باقی کتابیں بھی بے سود ہیں
شاعری کا بھی یہی حال ہے ۔ یہ سب فضول دھندے ہیں
۔ نہ ہی مصلے نہ ہی مباحث مفید ہیں ۔ نحو و صرف کے علوم بھی روگ ہیں
روشنائی بھی کالی اور کاغذ بھی کالے کیے جاتے ہیں ۔ یہ سب جھوٹے معاملات ہیں
۔ یہ معاملات کتابوں سے نہیں سنورتے ۔ نہ آلات سے نہ زہد و عبادت سے
عام لوگ کتابوں کے بابوں میں الجھ گئے ہیں مستی اور کیف اس میدان میں بہت مشکل ہے
۔ یہ سبق پڑھانے کیلئے پڑھتے ہیں جو کہتے ہیں ۔ اسکا سر پیر نہیں ہوتا
عشق سے البتہ دور ہو جاتے ہیں ۔ یہ سب خام خیالی ہے
۔ اے دوست نہ ورد و وظائف میں پڑنا ۔ نہ ہی کشف و کرامات کیطرف رجوع کرنا
سوز و درد میں سے ہی تمہیں فیض حاصل ہوگا ۔ یہ تمہیں انتہائی قرب سے بہرہ مند کریگا
۔ اس میں وطن چھوڑ کر بے وطن ہونا پڑتا ہے ۔ اونٹوں کے وزن کی کتابیں پڑھاتے ہیں
لاہور اور بصرہ کا سفر اختیار کرتے ہیں ۔ چاہے یہ عرب بھی چلے جائیں
۔ کفر اور ایمان جب سے ایک ہوا ہے ۔ اس روز سے عشق کا جام میں نے پی لیا ہے
اپنے ساتھ سب چھوڑے گئے ۔ یہ خاص اہم بات ہے
۔ اے یجل دوئی کا ورق بھلا دو ۔ وحدت کی بات کرو ۔ مرشد و ہادی کی بات کو
پکا کرو ۔ آپ محبوب کے ساتھ عمر گزاریں ۔ اور باقی جنجال چھوڑ دیں

Gul Hayat Institute

(۱۴)

ہادی نے سبق پڑھایا نی سیو

اِتھو ہادی نے سبق پڑھایا

غیر جو جاتو حق اُتھوئی سائیں ایویں سمجھایا

بھیت اُتھوئی بِھئو داتھیئی سمجھ اُتھو کر سعیا

سچ سچّل وچ سچّل سچ وچ ہیا بھید پندھ اجایا

(سُر جوگ)

(۱۵)

دم اللہ وسدا مالک ربانی

سُن میاں نہیں دل راضی تیں کیڑھا جھگڑا لایا

اوّل عشق اللہ کوں ہویا جیں رسول ایایا

ڈوجھا عشق محمدؐ کوں جیں کلمہ پاک پڑھایا

ترجھا عشق چوں یاراں کوں جنہاں صدق خوب کمایا

ہک ڈہاڑے مرشد میکوں آپ ایویں فرمایا

ایہو طریقہ وحدت والا ساکوں بہوں خوش آیا

سچّل عشق دا پندھ سچایا بیا کل پندھ اجایا

(سُر کھوٹ جوگ)

ترجمہ

(۱۴)

اے سکھیو! مرشد ہادی نے یہی سبق پڑھایا ہے

جسکو تو نے غیر خیال کیا وہی حق ہے۔ یہ مرشد کی تعلیم ہے

وہی حق ہے۔ جسکا بھید ہی تو ہے۔ جو بتایا گیا ہے۔ اس پر عمل کی سعی کرو

سچ سچّل میں اور سچّل سچ میں موجود ہے۔ باقی سب فضول کوششیں ہیں

(۱۵)

روح تو خدا کی خدائی میں ساکن ہے

اے قاضی سُن میرا دل نہیں مانتا

آپ نے کیا جھگڑا کھڑا کر رکھا ہے

پہلا عشق اللہ کو خود ہُوا۔ جنہیں رسول کو بھیجا

دوسرا عشق حضرت محمدؐ کو ہُوا۔ جنہوں نے کلمہ پڑھایا

تیسرا عشق چار اصحاب کو ہُوا۔ جنہوں نے صدق و صفا کی دولت اکٹھی کی ہے

ایک دن مجھے مرشد نے خود بتایا۔ کہ اے سچّل

یہ وحدت والا طریقہ انہیں بہت پسند ہے

کہا اب عشق کی راہ کو پہچان۔ اور باقی باتیں فضول ہیں

Gul Hayat Institute

(۱۶)

نینہ نشان کیتوئی
ہن تاں مڑنا ناہیں
روز الستی آپے چاتی بار برہ جیتوئی
ظاہر ہو کر یار نغارا عشق کیوں الیتوئی
زہر پیالہ محبت والا پر کرکے پاک پیتوئی
سرمحل دا یار پیارل گوڑھی رنگ رتوئی

(سرجوگ)

(۱۷)

تیڈا دیس کتھاں
بھلا پردیسیا وے تیڈا دیس کتھاں
کم تساکوں آیا کیہا جو توں آیوں اتھاں
آون جاون تیڈا ہتھ ہتھاں دے کیہاں کریندیں اتھاں
آون تیڈا وے ہویا جتھاں دل بھی ویسیں تتھاں
کیوں وساریوئی یاد کریں سائیں جال تاڈی جتھاں
سچل ہو کر وو اتھاں جو آیوں میاں چھوڑ بیاں حرفتاں (سرمھنگو)

ترجمہ:-

(۱۶)

راہ عشق پر قدم بڑھایا ہے
اب تو واپس نہیں مڑنا
روز الست سے ہی خود درد فراق کا بوجھ اٹھالیا
اب ظاہر ہو کر عشق کا دف بجا کر
آپ نے زہر پیالہ محبت والا پی لیا ہے
اے دوست سچل کو آپ نے گہرے رنگ میں رنگ دیا ہے

(۱۷)

آپ کا وطن کہاں ہے
اے پردیسی دوست آپ کہاں آئے ہیں
آپ کو کیا کام تھا ۔ جو آپ یہاں آگئے
آپ کا آنا جانا تو دوسروں کے بس میں ہے
اور جہاں آگئے ہیں ۔ آپ کو وہیں واپس بھی جانا ہوگا
آپ نے حقیقت کو کیوں بھلا دیا ہے جس کا ہمیشہ سامنے رہنا ضروری ہے
اے سچل آپ جو یہاں آئے ہیں یہاں باقی سب کاریگریاں چھوڑ دینی ہونگی

(۱۸)

پیتا میں آب حیات وے ہاریا

پیتا میں آب حیات

پیون سیتی تیں وے ہویا وے میاں تن من سبھ تجلات
خیال اساڈڑا کتھاں نہ اٹکیا وے لنگھ پیا ظلمات
ھکو ہو کر ھکو جانن ھکا ذات صفات
جوئی الیندا سوئی سٹیندا ھیئی اھو اثبات
ہیں خدائی ہیں خدایاں اکھیں ایہو کلمات
اتھوں جو ویندا مول نہ مردا کریں ایہا تسلات
کہیں کہیں ویلے اتھاں جو ویندا جتھاں تجلی ن رات

(سرجنگلو)

(۱۹)

باری بار محبت والا

آدم جاء اٹھاون دی

ایجھی جاء نا ڈوجھی کائی شاہی گنج چھپاون دی
پوگیس پاتیں اھا ارادت آپنے ٹل ویکاون دی
آپے اپنی جاء بنائیس سولی سر لٹکاون دی
آخر سر تے نوبت آئی تجلی نام سڈاون دی

ترجمہ

(۱۸)

اے دوست میں نے آب حیات پی لیا ہے
جسے پیتے ہی میرے تن من میں توانائی کی لہر دوڑ گئی
ہمارا خیال کہیں بھی نہ رکا اور رکاوٹوں کی ظلمات کو عبور کر گیا
تو خود بھی ایک وجود ہے۔ اور ایک ذات بالا پر پختہ یقین رکھ
جو کچھ بولتا ہے۔ اور جو کچھ سنتا ہے۔ یہی نفی اور اثبات ہے
آپ یقین رکھیں۔ کہ یہاں سے جو بھی جاتا ہے۔ وہ ہرگز نہیں مرتا۔ اور باقی رہتا ہے
کبھی کبھی تو وہاں بھی چلا جاتا ہوں جہاں دن اور رات نہیں ہوتے

(۱۹)

محبت کا بوجھ بہت بھاری ہے
آدمی کیلئے یہ بہت دشوار مرحلہ ہے
ایسی اور کوئی دوسری جگہ نہیں۔ جہاں حقائق چھپائے جائیں
اپنی قیمت آپ بک جانے والی بات بھی اہم نہیں
عشق کی راہ پر چل کر اپنی جگہ خود بنانی پڑتی ہے۔ سولی پر سر لٹکانے کیلئے بھی
آخر کار یہ نوبت آگئی۔ کہ تجلی نام کہلوانا پڑ گیا

Gul Hayat Institute

(۲۰)

عشق عطا الٰہی ملدا
نہیں کوئی کسب کماون دا
کیکر کہیں ہتھ نہیں آندا سرتے ابر وساون دا
میں تاں کہیں توں مول نہ سنیا ہیرا متھ ڈھیاون دا
بدلاں نال جو نینہ لیوئی بدل دے مرساون دا
سچل سر دا سودا کریجے چھرا ڈینہیں چلاون دا

(سرڈناری)

(۲۱)

کیوں درویش سڈائیں سچل
توں کیوں درویش سڈائیں
وچ عبادت نا وچ طاعت کہیں سو ویل آئیں
کوجھے تیڈے کم سبھوئی تاجاں سر وچ پائیں
اپنی راہ دی گم کیتوئی ہنھاں واٹ وکائیں
ھادی مرشد مہر کریسی پاند تہیں در پائیں

(سرناری)

ترجمہ :-

(۲۰)

عشق اللہ تعالیٰ کی دین ہے
یہ کوشش سے نہیں ملتا
جیسے سر سے گذرنے والے بادل کو برسانے کیلئے پکڑا نہیں جا سکتا
میں نے کسی سے نہیں سنا۔ کہ ایسا ہو گیا ہو
بادلوں کے ساتھ جو عشق لگایا ہے۔ تو پھر وہ تو ساون میں برستے ہیں
سچل چھری چلانے کی بجائے اپنے سر کا سودا کردو

(۲۱)

اے سچل تو کیوں درویش کہلواتا ہے
نہ عبادت کرتا ہے۔ نہ اطاعت اور نہ ہی حاضر باشی
تمہارے کام سارے ہی بدصورت ہیں۔ سر پر تاج سجاتا ہے
اپنی راہ تو گم کردی ہے۔ اور دوسروں کی رہبری کرتا ہے
اب مرشد ہادی مہربانی کریگا۔ تو آپ کی منزل آسان ہوجائیگی

(۲۲)

ھیں توں آپ اللہ
ڈوجھا کوئی نہیں وو

توں ہیں اندر توں ھیں باہر متاں تھیویں گمراہ
توں ہی مست موالی توں ہی توں ھیں شاہنشاہ
توں ہی ھیں تحقیق سنجانیں ساہ مریوی مرواہ
صاحب ہیں توں صاحب جانیں گولی وِچ گناہ
آپ کوں مول نادان نہ جانیں دوست ھیں داناہ
سچل سچ اِھو ہی ھئی ہوش رکھیں ہرگاہ

(سُر بلاولی ۔ بیباڑی)

(۲۳)

کتھوں اُڈر آیا ہیں وے
پکھیڑا پردیسی

کتھ آکھیرا تیڈا آھا کتھ تساڈیاں جائیں
چلن کیتے دے سن پکھیڑا متاں توں پریسائیں
جتھاں ہون ہویا آون تساڈا دیس اُدر اُتھائیں
غیر نہ آپ کوں کڈاں جانیں تیکوں میں سمجھائیں
اتھاں اتھاں سیر تساڈا سچل یار سنائیں

(سُر بلاولی)

ترجمہ :-

(۲۲)

تو خود ہی اللہ ہے
دوسرا کوئی نہیں

تو خود اندر بھی ہے اور باہر بھی ۔ کہیں گمراہ نہ ہو جانا
تو خود ہی مست بھی ہے ۔ اور خود ہی حاکم اعلےٰ بھی
تحقیق یہی ہے ۔ کہ خود کو پہچان ۔ جان کا بھروسہ نہ کر
تو خود مالک ہے ۔ اور خود کو مالک ہی خیال کرنا گناہ تلاش کرنا
خود کو نادان نہ سمجھنا ۔ کہ دوست تو دانا ہے
اے سچل حقیقت یہ ہے ۔ کہ خود تو ہر وقت باخبر رکھو

(۲۳)

اے پردیسی پرندے ...
تو کدھر سے اُڑ کر آیا ہے

۔ تمہارا گھونسلا کہاں تھا ۔ اور تمہارا بسیرہ کس جگہ پر تھا
اے بے وطن پرندے چلنے کیلئے کہیں پر نہ جھگو لینا
جہاں تمہارا آنا ہوا ہے ۔ اسی طرف تجھے جانا ہے
میں تجھے سمجھا رہا ہوں ۔ کہ خود کو غیر خیال نہ کرنا
اے سچل سنادے ۔ کہ یہاں اور وہاں آپ ہی مالک ہیں

(۲۴) بے رنگی تصویر یوے دی سو رنگ وچ سمایا ہے
آپے گاتا آپے بجاتا آپ سمیع بصیر
کتھاں لیلاں کتھاں مجنوں کتھاں نینگر پیر
کتھاں صاحب حکم چلیندا کتھاں سڈیندا فقیر
تجلی ہر جا رنگ رنجھن دا حاجت نہیں تقریر

(۲۵)

رنگاں رنگ وچ یار پیارے عجب جیہا رنگ لایا ہے
اٹھو نی ستیاں جھمر ماروں اج سارا کم بجایا ہے
لکھ لکھ پھیریاں دلبر ڈیندا ناچو ناچ نچایا ہے
بے رنگی اعجب رنگ اندر تجلی آپ الایا ہے

(۲۴)

ترجمہ :- مولا کی تصویر بے رنگ ہے ۔ لیکن بے شمار رنگوں میں سمایا ہوا ہے
وہ خود ہی ساز و آواز پیدا کرتا ہے ۔ خود ہی سنتا ہے ۔ خود ہی دیکھتا ہے
لیلا اور مجنوں جوان اور بوڑھے کا کیا ذکر ہے
صاحب خود ہی حکم چلاتا ہے ۔ اور خود کو فقیر بھی کہلاتا ہے
اے تجلی محبوب کا ہر جگہ نرالا رنگ ہے ۔ اظہار کی گنجائش نہیں

(۲۵)

محبوب دوست نے عجب رنگ لگا دیئے ہیں
اے سہیلیو ! اٹھو ہم جھومر ناچ ناچیں ۔ آج سارا کام ٹھیک ہے
محبوب لاکھوں لاکھ دورے کرتا ہے ۔ اور محبت نے عجب رقص کرایا ہے
اس رنگ کے اندر بھی عجب بے رنگی ہے ۔ تجلی خود بیان کرتا ہے

تصوف

سی حرفیاں

rekhta

Gul Hayat Institute

الف ۔ آب اوگھ کوں وا لگی اھیں وا ڈاڈھی کنی موج مارلیس
تہیں موج دی کوئی انتہا نہیں چھولی چھوڑ کنوں اسمان جا پُجیس

ب ۔ بحر رہ دے وہ بار اُٹھے کالے کن کیتے کڑکاڑ ڈاڈھے
ڈو ڈات دے وچ گھوگھات لگے سری سر ڈے تھے تنکار ڈاڈھے

ت ۔ تن تے من وسارڈِتس لہریں نال اُٹھے ڈوھیں لڑھ گئے
وڈ کار کیتا دریا ڈاڈھا پار دپار تہیں دے پرواز تھئے

ث ۔ ثابت تھیسے اثبات کنوں باقی جان رہے دو غلام کتھے
کتھے نیک کتھے بدنام رھیسے کتھے کفر کتھے اسلام کتھے

ج ۔ جوش آندا بحر وحدت والے تھیاں موجاں کھڑیاں گوناں گون کیہاں
انہے موجاں جائیں سبھ موتیاں وچ وہ جلوہ گریاں دو عجب جیہاں

ح ۔ حال ہادی حق الحق سانوں بخشا راہ ڈکھالیس بار بارا
تصویر وچ اجسامیاں دے بحر عمیق سموند سارا

خ ۔ خیال خبر ایہا تھیسے ڈتی تحقیق ماریوئی اعتبار سکھے
تھئی کثرت موجاں وچوں ڈیکھو یارو دریا وحدت والا دو ھکے

د ۔ دل میڈی کوئی دور کیتا دا عالم موج سارے نظر نہ آوندے جی
میڈا خیال خمار وڈا گیا سینے وچ سموند سماوندے جی

ترجمہ:

الف ۔ پانی کی موج اٹھی ۔ در یورب کی ہوا چلی لیکن اسمیں آب ہوا نے ایسی موج ماری کہ انتہا کو جا پہنچی ۔ اور اسکی لہریں آسمان تک جا پہنچیں

ب ۔ سوز فراق کے سمندر نے وہ طوفان اٹھایا ۔ کہ ہر طرف اندھیر مچا دیا ۔ اور وہ اتھل پتھل ہوئی ۔ وہ ہنگامہ برپا ہوا ۔ کہ سروں کی بازیاں لگ گئیں ۔ اور جانیں چلی گئیں

ت ۔ اس سیلاب میں دو نو بہہ گئے ۔ کیونکہ تن من بھلا بیٹھے تھے ۔ دریا کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ نہیں ۔ پار جانے کیلئے وہ چلے تو گئے ہیں

ث ۔ یہ اثبات سے ثابت ہوگا ۔ کہ غلاموں کو کہاں تک جگہ ہوئی نیک و بدنام اور کفر و اسلام کا فرق کہاں ظاہر ہوتا ہے

ج ۔ وحدت کے سمندر نے جوش مارا ۔ اور کیسی کیسی موجیں بلند ہوئیں ان موجوں میں عجب شکلیں تھیں ۔ عجب جلوہ گریاں تھیں

ح ۔ ہمارے ہادی برحق نے ہمیں ہدایت بخشی ۔ اور ہمیں راستہ دکھایا ۔ جو بہت مشکل اور بھاری ہے پھر مادی حقائق کی تصویریں دکھائیں اور معرفت کے سمندر کی گہرائی کا اندازہ کرایا

خ ۔ حقیقت حال کی خبر ہمیں آخر میں دی ۔ پہلے اعتبارات کی تفصیل سکھائی ۔ ہم پر آخر میں منکشف ہوا ۔ کہ دریائے وحدت تو ایک ہے ۔ اسکی موجوں کی کثرت ہے

د ۔ میرا دل زمانے کی تلخیوں نے مار لیا ہے ۔ موج ہستی کا عالم بظاہر نظر نہیں آتا میرا خیال سرمستی کا وسیع ہوگیا ۔ اور میرے سینے میں سمندر سما گئے

Gul Hayat Institute

ذ ۔ ذات سنجانڑ صفات وچوں پچھے ذات صفات ھکائی ھیسی
اھا اَکھ صفات تاں کتھوں آئی ھکا ھک جانیں وہ بھائی ھیسی

ر ۔ رخ پیا رنگ رنگ اتے تھی موج کھڑی چھولیں چھول سے
خس خار انار ودا ڈتس سارا بحر وچوں بد نیک گئے

ز ۔ زور تہ بحر ذخار آندا ہیں دے وچوں تھیا کوئی نجار کھڑا
اہیں شور مچایا آسمان تائیں دسکار دا تھیا وو غبار کھڑا

س ۔ سیر اھیں دا جیہیں سر کیتا ہیں دی جند ساری ناپید تھی
کیتھے نام نشان نسب تہیں دا ہن۔ نا وچھپڑے دی پھوک گئی

ش ۔ شور مچایا وو موج ڈاڈھا بے زور جھلنڑ دی وو جا نئیں
برابر زمین آسمان کیتس ڈتی کنی تہیں دی وو کا نئیں

ص ۔ صورت گم ہوئی وو ساری لہریں پیا بنے وو چڑھ بیٹھیاں
کائی خبر انھاں وو ہوندی نہیں نوڑا نور دیاں ندیاں آ ستیاں

ض ۔ ضرب بحر دی وو زور لگی ھکے وار وجود اڈار ڈتس
ہیں دی ہک رتی کتھ رھندی انھاں سارا نام نشان اتار ڈتس

ط ۔ طالب وتح عمیق نے ڈوبیں کنڈیاں اھیں کنوں بھل گئیاں
پچھے دس اوھیندا وو کوئی نہیں موجاں موج گھیریاں آ بیٹھیاں

ترجمہ :

ذ ۔ ذات احد یکتا و واحد ہے۔ اسکی صفات کو سمجھنا اور پہچان لینا چاہیئے۔ سب سے پہلے وحدت کی حقیقت کو سمجھنا چاہئے۔ سب کچھ وہی ہے۔ صفات اضافی قدریں ہیں

ر ۔ وحدت کے سمندر میں موجیں اٹھیں اور حقیقت کا رخ روشن ہو گیا۔ اس بیکرانی سے خس و خاشاک تو کیا نظر آنے تھے۔ نیک و بد کا امتیاز بھی مٹ گیا

ز ۔ گہرے سمندر میں جوش آیا۔ تو اس میں سے فنکار کھڑا ہو گیا اس نے اپنی کاریگری سے ہنگامہ کیا۔ اور غبار کھڑا کر لیا

س ۔ جان ہی کے نام سے جس نے مطمئن کیا۔ زندگی تو ویسے ہی ناپید ہی ہے۔ نام و نسب اور شجرہ و خاندان کا ذکر مفقود ہوا۔ اور اس تفریق نکال دی گئی

ش ۔ تو وحدت کے سمندر کی موجوں نے بہت شور مچایا۔ اس شور و غوغا کی ضرورت کیا تھی۔ زمین و آسمان کو اس ہنگامے میں ایک کر دیا۔ حالانکہ زید و بکر کا امتیاز نہ تھا

ص ۔ اصل صورت گم ہو گئی۔ اور افردگی لہریں چڑھ دوڑیں۔ ان کی کوئی کل نہیں پڑتی اور روشنی کی ندیاں ہیں۔ کہ بہتے آ رہی ہیں

ض ۔ بالآخر سمندر کی ضرب زور سے لگی۔ اور وجود کو اس نے اڑا دیا اس ہیت میں ایک رتی کیا باقی رہتی۔ اس نے نام و نشان تک مٹا دیا

ط ۔ پیچھے طالب اس گہرائی میں جانے کے خواہشمند تھے۔ مگر دو نوکنڈیاں ان کو بھول گئیں۔ ان کا کوئی بس نہیں چلتا۔ کہ ان کے پیچھے بھی تیز و تند موجیں آ پڑی ہیں

Gul Hayat Institute

ظ ۔ ظاہر دی اتھا بات نہیں جو آیا اوہیں کوں اتھا سدھ پئی
پچھے سڈ والا موجود نہیں دوئی والڑی بال نکال بکی

ع ۔ عشق عمیق دریاوچوں آئی موج ہکا ماریا نعرہ ھو
نہیں ہک آہس ہاں اور کوئی نہیں انا الحق داہی نعارہ ھو

غ ۔ غشق غرق دیوتح نھیاں کتھ جسم رھیا کتھ جان کتھے
کتھے شکل رہی کتھے عقل رھیا کتھ فہم کتھے اوسان کتھے

ف ۔ فکر فنا دا کیوں نہ رکھیں تاں ملک بقا پا اللہ لبھیں
چھوڑ آپ کوں آپے سار سارا جانیں ملک خدا دے رنگ رکھیں

ق ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدْ جیہی جانیں سمجھ سنجانیں کوئی اور نہیں
کھڑ وعدے دی دریا دیوتح اتھو آپ اتھانے دی نور نہیں

ک ۔ کتھ توڑی میں چھپیساں اتھا گال ہادی والی ہن چھپدی نہیں
تھیسی ظاہر آتو آپ ایہا بنی زور اساں کنے لگدی نہیں

ل ۔ لہراں بحریاں زور پئیاں وس کوئی نہیں میں رُڑھ گئی
ڈاڈھیاں موجاں چڑھیاں رہ والیاں اتھاں ہتی گم ساری موجاں تھئی

م ۔ مے پیوں نال موج چڑھی کوئی خم آہیں دو خمار ڈتا
مدہوش کتیس کل ہوش گیا اہیں عیش سارا اعتبار ڈتا

ترجمہ:

ظ ۔ یہ محض ظاہر کی بات نہیں۔ جو بھی آیا اسے پتہ چل گیا۔ کہ پیچھے بلانے والا کوئی نہیں
دوئی والی بات نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ وحدت لازوال ہے

ع ۔ گہرے سمندر میں سے ایک موج آئی اور اس نے ھو کا نعرہ لگایا۔ وہ ایک ہی ہے
اور اسکے سوا اور کوئی نہیں انا الحق کا نقارہ بھی ھو ہی ہے

غ ۔ اس گہرائی میں ڈوبنا ہی پڑتا ہے۔ کہیں جسم اور کہیں جان ہوگی۔
کہیں شکل رہی اور کہیں عقل رہ گئی۔ کہیں فہم اور کہیں اوسان رہ گئے

ف ۔ فنا کی فکر رکھنی چاہئے۔ مادی حقائق باقی رہنے والے نہیں
خود کو بھی فراموش کرنا پڑتا ہے۔ دنیا کا مالک خدا ہے۔ اور اس کا کوئی ایک رنگ نہیں

ق ۔ کیونکہ وہ اللہ ایک ہے (قرآن) یہ حقیقت پوری طرح سمجھ لینی چاہئے۔ وعدہ (میثاق روز ازل)
کے دریا میں موجود ہے۔ دراصل وہ خود ہی ہر بھیس میں ہے

ک ۔ میں ہادی کی بتائی ہوئی بات کہاں تک چھپاؤں گی۔ اب یہ بات چھپ نہیں سکتی
یہ حقیقت خود ظاہر ہو جائیگی۔ ہم سے اور زیادہ چھپائی نہیں جاتی

ل ۔ جب سمندر کی لہروں نے زور اختیار کیا۔ تو میں بہہ گئی۔ بس نہیں چل سکا۔
سوز و فراق کی موجیں اٹھیں۔ یہاں تک خود ہی گم ہو گیا۔ صرف موجیں نظر آتی تھیں

م ۔ یہ موج دراصل مے پینے سے چڑھی تھی۔ اس خم نے بہت خمار چڑھایا
ہوش گم کر دیا۔ مدہوش کیا۔ اور اس کیفیت نے ہی اعتبار پیدا کیا

Gul Hayat Institute

ن . نام نشان اتار ڈتس گئے رنگ ھمہ بے رنگ رھیسے
غوطہ مار کے جو گئی غریق تھئے آزاد کنوں رنگ رنگ تھئے

و . وا لگی تھئی موج کھڑی بحر زور پے چولیاں چٹک پیاں
اھا ھکل مار یس انا البحر آکھیس باراں دیاں ندیاں تز تھیاں

ہ . ہادی عبدالحق سائیں سچی راہ ساکوں سمجھا گیا
تساں غیر نہیں سراپاء جانئیں اھو آپ ہیں پڑھا گیا

ی . یار رہیاں گالھیں وحدت دیاں جیڑھیاں آپ دی فرما ڈتیاں
تجلی حق اھیں کل شک بھنے اھیں راز دیاں گالھیں جما ڈتیاں

ترجمہ :-

ن . یہاں تک کہ نام و نشاں مٹ گیا ۔ رنگ چلے گئے ۔ ہم بے رنگ رہ گئے
جو دوست غوطہ لگا کر غریق ہوئے ۔ وہ رنگا رنگی سے آزاد ہو کر وحدت کے سمندر
کے شناور بن گئے

و . ہوا سے لہریں بلند ہوئیں ۔ سمندر نے زور پکڑا اور ہر چیز اکھڑ گئی
نعرہ لگایا ۔ میں سمندر ہوں ۔ اور دریاؤں کی ندیاں بھی تیز ہو گئیں

ہ . ہمارا ھادی و مرشد سائیں عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سچی راہ ہمیں دکھا گئے ہیں
آپ غیر نہیں ہیں ۔ اسے حقیقت جانیں ۔ آپ سراپا حقیقت ہیں ۔ یہی تعلیم ہے

ی . وحدت کی باتیں یاد رہیں گی ۔ جو مرشد نے فرما دی ہیں
یہ تجلی حق وہ ہے ۔ کہ جو شک کو رفع کرے ۔ انہی راز کی باتیں پختہ کر دی ہیں

Gul Hayat Institute

ترجمہ :

میرے دادا بزرگ حضرت جان محمد حافظ کا ڈیرا دراز شریف میں ہے
انکے دستِ شفقت و ہدایت سے میری دستگیری ہوئی
وہ میرے ہادی بھی ہیں ۔ مہدی بھی اور مرشد بھی سلسلہ قادریہ کے کامل بزرگ ہیں
عارف عبدالحق رح بھی اپنے مریدوں کے ساتھ شامل ہیں
مہدی شاہ میرے رہبر اور رہنما ہیں ۔ مجھے راہ دکھائی ہے
وہ تحقیق کا حق ادا کرتے ہیں ۔ مے کی مستی دیتے ہیں ۔ اور درگذر کرنے والا ہے
شاہ عبیداللہ ہمارے خواجہ ہیں ۔ وہ پیروں کے پیر ہیں
وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم کی آل اور حضرت علیؑ کی اولاد سے ہیں
ان کا نام غوث الاعظم ہے ۔ اور وہ کل اولیاء کے مرشد ہیں
انکے قدم مبارک نیچے حکمرانوں اور فرمانرواؤں کی گردنوں پر ہیں
انکے بغیر مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا
اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے ۔ (القرآن نور - ۳۵) یہ منظر
اور اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو عزت اور بزرگی عطا فرمائی ۔ سچلؔ سرمست ہر دم حاضر ہے

درازا ۔ ضلع خیرپور (سندھ) کا ایک قصبہ جہاں حضرت سچلؔ سرمست تولد ہوئے ۔ وہیں وفات پائی ۔ آپکا مزار درازا میں ہے
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (القرآن سورہ نور - ۳۵) اللہ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے
جان محمد حافظ ۔ حضرت سچلؔ کے دادا تھے ۔ آپ درگاہ درازا کے بانی بزرگ ہیں ۔ آپکا مزار بھی وہیں ہے
عبدالحق ۔ حضرت سچلؔ کے چچا ۔ مرشد اور سسر تھے
شاہ عبیداللہ ۔ سید عبیداللہ ۔ یہ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے تھے سچلؔ کے دادا حضرت صاحبڈنہ کے مرشد تھے
لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ ۔ (القرآن ۔ سورہ بنی اسرائیل ۳۰) ترجمہ ۔ ہم نے بنی آدم کو عزت دی

تصوّف

غزلیں

rekhta
Gul Hayat Institute

(۱)

کراں اسرار میں ظاہر ہے وِتّح حیرت دے حیرانی
نہ کائی جوڑ جسمانی رہی کتھ شکل انسانی
عجائب بحر وِتّح پیوسے جسم تے جان توں گیوسے
لہر خود آپ ہن تھیوسے تھئی ہجھ موج نورانی
سنڑو منصور دی سرسی نہ سولی توں کڈاں ڈرسی
برہ دی بوند سر برسی جسم کوں تھیاں فنا فانی
انا الحق دا ماریس نعرہ تھیا ہس جسم سو پارہ
پڑھیس اسرار حق سارا کیتس جند جان قربانی
نظر کوئی غیر نہ آندا دگر دم کوئی نہیں بھاندا
ہے اپنڑے نال لنوں لاندا تھیا خود روح روحانی
سمجھ اَنَا اِلَیْہِ اشارت ہوئی عبرت ہمہ حیرت
جیہی وحدت تیہی کثرت تجلی ہے سر سبحانی

ترجمہ :-

(۱)

میں اسرار کو ظاہر کروں ۔ تو حیرت اور حیرانی ہوتی ہے
نہ جسمانی حقیقتیں باقی رہتی ہیں ۔ نہ انسانی شکلیں رہتی ہیں
وحدت کے عجب سمندر میں ہم آگئے ہیں ۔ کہ جسم و جان سے بھی گئے
ہم خود ہی موج بنتے ہیں ۔ اور موج نورانی بن جاتی ہے
منصور کی کہانی یہ ہے ۔ کہ وہ سولی سے کبھی نہیں ڈرتا
سوز و فراق کا مینہ ہمارے سروں پر برستا ہے ۔ اور جسم فنا ہو گیا ہے
انا الحق کا نعرہ لگایا ۔ اور اپنا جسم پارہ پارہ کرا لیا ۔
اس نے حق کے اسرار سے آگاہی حاصل کی ۔ اور جان قربان کر دی
کوئی غیر نظر نہیں آتا ۔ اور اسکے سوا کوئی اچھا نہیں لگتا
وہ اپنے سے ہی تعلق جوڑتا ہے ۔ اور خود روح اور روحانی حقیقت بن جاتا ہے
انا الیہ کی اشارت کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے ۔ عبرت اور حیرت کا مقام ہے
وحدت و کثرت کے ظاہرا سے تجلی حیرانی ہو رہی ہے

Gul Hayat Institute

(٢)

یارو! اوھیں یار دے باجھوں جُدا جالݨ میکوں مشکل
براگݨ بݨ پھراں ایویں جیویں باغاں دے وچ بلبل
جدائی وچ کیہا جیوݨ فراقی یار ہی تیتھوں
زہر دیاں سرکیاں پیوݨ ہووݨ محبوب دا مائل
ڈاڈھیاں ایں بحر دیاں لہراں اساڈے سرا تے ٹھہریاں
چولیاں گرداب دیاں گھریاں ہنی موجاں ہے حائل
جدائی جوش جاگائے کتھاں یار ڈینہڑے لائے
دھنیں رہ او ڈینہہ آئے تھیسے ڈکھ زود تر زائل
اصل کنوں اشتیاقی ہیں کڈاں تھیساں ملاقی ہیں
پھراں ہے ہے فراقی ہیں ہجر تیڈے کیتم کاہل
اگݨ ساڈے بجݨ آویں۔ دلاسے کیوں نہ فرماویں
ھوویں ہر دم نہ دل جاویں یتھاں گالھ دا سائل

ترجمہ:

(٢)

اے دوستو! اس محبوب کے بغیر مجھے زندگی گزارنا دشوار ہے
میں اس طرح براگن ہو کر پھرتی ہوں۔ جیسے باغ میں بلبل
جدائی میں کیا زندگی ہے۔ اور محبوب کے لئے فراقی ہونا عجب کیفیت ہے
زہر کے گھونٹ پینے پڑتے ہیں۔ محبوب کا مائل ہونا دشوار ہے
اس سمندر کی لہریں بہت زور آور ہیں۔ اور ہمارے سر پر ٹھہر گئی ہیں
خود گرداب کی بنیادیں اکھڑ گئی ہیں۔ موجیں اس قدر دخیل ہیں
جدائی کے احساس نے جلا دیا ہے۔ خدا جانے محبوب نے دن کہاں بسر کئے
اے مرشد وہ دن جلد آئے۔ اور جلدی دکھ زائل ہو جائیں
میں آتش اشتیاق میں جل رہا ہوں۔ خدا جانے کب ملاقات ہو
میں سوز فراق میں تڑپتا ہوں۔ ان کے ہجر نے کسی کام کا نہیں رکھا
اے دوست ہمارے گھر آنا۔ اور دل کی تسکین کا سامان کرنا
یہاں کا طلب گار۔ پھر محبوب ہمیشہ یہیں رہے۔ اور واپس نہ جائے

(۳)

. جو میں محبوب بے صورت ہر صورت ڈکھیندے ہوں
ایں دے تا تجب جیہے سخن پچیدے سنیدے ہوں
. وظائف ورد کتھ چھوڑم دسا دی ہک گالھ سمجھائی
نہ خود کوں غیر حق جانیں ایں جا تھی چڑھیندے ہوں
. نہ دم کوں ہر کانی جانیں نہ غم وچ غیر کوں آئیں
اھو دریاہ ہے ساگی اتھاں وی بڑیندے ہوں
. کڈاں منصور آھا ہے کڈاں سرمد سڈایا ہے
کڈاں سندھی کڈاں ہندی ایہے کھیڈاں کھڈیندے ہوں
. کڈاں صاحب سیلانی ہے کڈاں نینہہ دی نشانی ہے
جتھاں پُر درد دل میری اتھاں سچو سڈیندے ہوں

(۳)

. مجھے جو بے صورت محبوب کی صورت ہر مظہر فطری کے حوالے دکھاتے ہیں
اسکی تشریح میں عجب طرح کے سخن اور دلائل دیتے ہیں
. ورد و وظائف چھوڑ دیئے ہیں. مرشد ہادی نے ایک بات سمجھا دی تھی
کہ خود کو غیر حق نہ خیال کرنا. اب اس بلندی پر چڑھ رہا ہوں
. کسی کو ایک پل کیلئے بھی حقیقت خیال نہ کرنا. غم و اندوہ میں بھی غیر کو تسلیم نہ کرنا
یہ وہی دریائے معرفت ہے. اس میں غیروں کو ڈبوتے ہیں
. منصور کب موجود تھا. اور سرمد نے کب یاد کیا ہے
کبھی ہندی اور کبھی سندھی. اب ہی کھیل کھلا رہے ہیں
. کبھی مطلوب سیلانی ہے. اور کبھی عشق کی نشانی ہے
جہاں میرا دل پُر درد ہوگا. وہاں سچل نام کہلوانا ہوتا ہے

Gul Hayat Institute

(۳)

۔ مجھے جو بے صورت محبوب کی صورت بر منظرِ فطری کے حوالے دکھاتے ہیں
اسکی تشریح میں عجب طرح کے سخن اور دلائل دیتے ہیں
۔ ورد و وظائف چھوڑ دیئے ہیں ۔ مرشد ہادی نے ایک بات سمجھا دی تھی
کہ خود کو غیرِ حق نہ خیال کرنا ۔ اب اس بلندی پر چڑھ رہا ہوں
۔ کسی کو ایک پل کیلئے بھی حقیقت خیال نہ کرنا ۔ غم و اندوہ میں بھی غیر کو تسلیم نہ کرنا
یہ وہی دریائے معرفت ہے ۔ اس میں غیروں کو ڈبوتے ہیں
۔ منصور کب موجود تھا ۔ اور سرمد نے کب یاد کیا ہے
کبھی مہندی اور کبھی سندھی ۔ اب یہی کھیل کھلا رہے ہیں
۔ کبھی مطلوب سیلانی ہے ۔ اور کبھی عشق کی نشانی ہے
جہاں میرا دل پُر درد ہوگا ۔ وہاں پکی نام کہلوانا ہوتا ہے

وِچ درازیں دیرا

ڈاڈا جان محمد حافظ وِچ درازیں دیرا
دست تُہیں دے اصلوں آہا سارا مقصد میرا
ہادی مہدی مرشد میڈا قادریہ ہے کامل
عارف عبدالحق ہر دم نال مریداں شامل
مہدی شاہ مربّی میڈا رہبر راہ ڈِکھیندا
حق محقق مستی مئے دی بے شک اوبخشیندا
شاہ عبید اللہ اساڈا خواجہ پیراں پیراں
آل نبی اولاد تعلق ہے حضرت میراں میراں
نام جس دا غوث الاعظم مرشد کل اولیاواں
قدم مبارک ہویا تحقیق گردن بھہ سرتا جاناں
کوئی اور نہ سمجھ اسیکوں آپے آہا ظاہر
اللہ نور السموات والارض اوئی منظر ناظر
ولقد کرمنا بنی آدم سچو ہر دم حاضر

(نوٹ ۔ ترجمہ صفحہ ۲۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

Gul Hayat Institute